الابحاث الادبیۃ فی العبادات العجیبۃ
انوکھی عبادات
محمد عرفان قادری طریقتی
چیف ایڈیٹر ماہنامہ بہار اسلام لاہور
انچارج بہار اسلام ریسرچ سنٹر
ناشر
بہار اسلام پبلی کیشنز لاہور

اللهم صل علی محمد و علی آل محمد
کما صلیت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم
انک حمید مجید
اللهم بارک علی محمد و علی آل محمد
کما بارکت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم
انک حمید مجید

الابحاث الادبیۃ فی العبادات العجیبۃ

# انوکھی عبادات

نام کتاب ........... انوکھی عبادات

تحقیق وتصنیف ........... مولانا محمد عرفان طریقتی القادری مدیر ماہنامہ بہار اسلام لاہور بہار اسلام ریسرچ سنٹر

اشاعت بارِ اول......... نومبر 2012ء

ناشر.............. بہار اسلام پبلی کیشنز: 1910/D-1 گجرپورہ سکیم لاہور

قیمت............... =/240 روپے

## ملنے کے پتے

بہار اسلام پبلی کیشنز: ڈی ون بلاک گجرپورہ سکیم لاہور

مکتبہ قادریہ فوارہ چوک گجرات

مکتبہ جلالیہ فوارہ چوک گجرات

حافظ بک ایجنسی سیالکوٹ

اسلامی کتب خانہ سیالکوٹ

مکتبہ تنظیم الاسلام گوجرانوالہ

غوثیہ کتب خانہ اردو بازار گوجرانوالہ

مکتبہ الفرقان اردو بازار گوجرانوالہ

مکتبہ رضائے مصطفیٰ میلاد چوک گوجرانوالہ

احمد بک کارپوریشن کمیٹی چوک راولپنڈی

مکتبہ زین العابدین شالیمار گارڈن لاہور

کتب خانہ حاجی نیاز اندرون بوہڑ گیٹ ملتان

کتب خانہ حاجی مشتاق اندرون بوہڑ گیٹ ملتان

مکتبہ المجاہد بھیرہ شریف

ادارہ اسلامیات نزد ریلوے پھاٹک منڈی بہاؤالدین

مکتبہ فریدیہ ساہیوال

اقراء بک سیلرز فیصل آباد

چشتی کتب خانہ فیصل آباد

کتب خانہ مقبول عام کوتوالی بازار فیصل آباد

ناشر

بہار اسلام پبلی کیشنز لاہور

4642506 H_atiab@yahoo.com

# حسن ترتیب

# عرض مؤلف

اگر آپ سوچنے بیٹھیں تو کوئی سوچ محدود نہیں ہوتی آپ کچھ بھی سوچنا شروع کر دیں تو سوچ در سوچ چلتے ہوئے ایسے مقام تک پہنچ جائیں گے کہ وہاں سے آگے جانا ایمان کی سرحد کو عبور کرنے کے مترادف ہوگا اور ناچار وہاں سے پلٹنے آنے میں ہی عافیت سمجھی جائیگی۔اور شاید ایسا ہی کچھ اس دن میرے ساتھ بھی ہوا جب میں قرآن مجید برہان رشید کے "پارہ نمبر 27 سورۃ الذاریات کی آیت نمبر 56" میں کھو سا گیا تھا۔سوچ و بچار کے دوران مجھ پر ایسی باتیں منکشف ہوئیں جو کسی اور کے واسطے اگر چہ نہ ہوں لیکن میرے لئے بہت نئی تھیں۔سو میں نے اپنے خیالات کو آپ کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔تاکہ آپ بھی اسلام کے اس پہلو سے روشناس ہوسکیں۔

اصل میں بات کچھ اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیہ کریمہ میں ارشاد فرمایا ہے۔"وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ "یعنی میں نے جنوں اور انسانوں کو فقط اپنی عبادت کرنے کے لئے پیدا فرمایا ہے۔

آپ تھوڑا سا غور فرمائیں تو یقیناً یہ کہنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ ہمیں چاہیے کہ کھانا بھی چھوڑ دیں اور پینا بھی ترک کر دیں، رشتہ داروں سے قطع تعلق

کریں، بیوی بچوں سے دور ہٹ جائیں، ہر قسم کی سرگرمیاں چھوڑ کر فقط اللہ کی عبادت میں مشغول ہو جائیں، تب ہی اس آیت پر عمل ہو سکے گا۔ کیونکہ اس آیت کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ہمیں کھانے پینے کیلئے پیدا فرمایا ہے نہ پہننے اوڑھنے کے لئے ...... اس نے نہ تو رشتے جوڑنے کیلئے ہماری تخلیق کی ہے ...... اور نہ ہی کسی سے تعلقات بڑھانے کے لئے ہمیں وجود بخشا ہے...... نہ بچوں سے لگاؤ کے لئے ...... نہ کاروبار کیلئے ...... نہ تجارت کے لئے ...... نہ آرام کے لئے ...... نہ سکون کے واسطے...... نہ ہماری تخلیق پڑھنے کے لئے ...... نہ سمجھنے کے لئے ...... نہ سمجھانے کے لئے ...... اگر اس نے ہمیں وجود بخشا ہے اور ہمیں اس دنیا میں بھیجا ہے تو فقط اللہ کے سامنے جھکنے کیلئے اور اس کی عبادت کروانے کے لئے۔

اس آیت کریمہ کے مطابق ہماری پیدائش کا کوئی دوسرا مقصد ہمیں نظر نہیں آتا۔

## آئینے کا دوسرا رخ:

بندہ جب یہ سوچ لے کہ اس کا وجود فقط عبادت خدا کے لئے ہے اور اس کی سانسیں صرف اس لئے رواں ہیں کہ وہ اپنے معبود برحق کی عبادت کرے، تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دیگر کاروبار ہائے زیست کیوں تخلیق فرمائے......؟؟؟ ہمیں کھانے کا محتاج کیوں بنایا......؟؟؟...... پینے کی محتاجی کیوں بخشی......؟؟؟ ...... پہننے اوڑھنے کا سلیقہ کیوں سکھلایا......؟؟؟......ہمیں

نکاح کرنے کا حکم کیوں دیا......؟؟؟......بچوں کی پرورش و تربیت کی ڈیوٹی کیوں لگائی......؟؟؟......کیوں ہمیں کھیتی باڑی کے سامان مہیا کیے؟......کیوں بیج بونے کے طریقے اور کاشت کرنے کے سلیقے سمجھائے؟......کس وجہ سے تجارت کے فوائد ذکر کیے......اور کون سی غرض کے تحت خرید وفروخت کے قوانین کا انبار لگایا ؟......ہماری تخلیق کا مقصد صرف اور صرف عبادت خدا ہے تو ہمیں کھانے پینے سے پاک زندگی عطا کی ہوتی...... پہننے اوڑھنے سے مبراء زندگی سے نوازا ہوتا ......بیوی بچوں کے جھنجٹ کے سوا پیدا کیا ہوتا...... ہر قسم کے کسب و عیش سے پاک تخلیق کی ہوتی......تا کہ ہم صبح شام اس کی پاکی بولتے......اس کی تسبیح وتہلیل میں مگن رہتے...... ہماری صبح بھی اس کی عبادت میں ہوتی اور شام کے سائے بھی آتے تو اس کی عبادت میں......سورج نکلتا تو تب بھی ہم اس کے ترانے گا رہے ہوتے اور غروب کے وقت بھی ہم اس کی حمد کر رہے ہوتے......تا کہ اس آیت کے مطابق ہماری تخلیق کا مقصد پورا ہو رہا ہوتا۔

## بہار اسلام کی خوشبوئیں:

سوچ کی اِن بلندیوں پر قدم جما لے تو انسان کا ذہن ڈگمگا جاتا ہے اور لڑکھڑاتے قدموں سے وہ گمراہی کی گہری کھائی میں جا گرتا ہے۔ جہاں نہ تو کوئی اس کی فکر کو پڑھتا ہے اور نہ ہی اس کے ذہن میں آئے سوالوں کے خاطر خواہ جوابات اس کے گوش گزار کر سکتا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ انسان خود چل کر اس

مقام پر آیا ہے تو یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ اس سے آگے کا راستہ خود شیطان اس کی انگلی پکڑ کر طے کرواتا ہے اور اس کو سبز باغ دکھاتا ہے کہ انسان کو مڑ کر دیکھنے کی فرصت بھی مل جائے تو وہ دیکھنے کا حوصلہ بھی نہیں پاتا۔

ذہن میں آئے ہوئے سوالوں کو اگر ہم اسلام کی روشنی میں دیکھیں تو ان کے جوابات بالکل روشن نظر آتے ہیں۔ فطرت انسان میں جن جن امور کی طرف میلان ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ نے انہی امور کو دین اسلام میں ایک خاص طریقے کے ساتھ رکھ چھوڑا ہے کہ اگر چند قیود کی پاسداری کرتے ہوئے ان امور کو اپنا لیا جائے تو فطرت انسانی کو تسکین بھی ملے گی اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق بھی ادا ہوتا رہے گا۔ تب اس آیت میں الجھن نظر نہیں آئے گی کہ ''اللہ نے تو ہمیں فقط عبادت کے لئے پیدا کیا ہے تو یہ جھنجٹ کس لئے؟'' آپ دیکھیں کہ جن جن امور کی طرف انسان راغب نظر آتا ہے (چاہے وہ بظاہر گناہ ہی نظر آتے ہوں) مثلاً کھانا پینا، پہننا اوڑھنا، میل جول رکھنا، دوستی بڑھانا، ہنسی مذاق کرنا، معاذ اللہ کسی کو گالی دینا، غصہ کرنا، عورتوں کی جانب رغبت رکھنا، سیر سپانے کرنا، کاروبار کرنا، تجارت کرنا، اشیاء کی خرید و فروخت، سیاست کرنا، حکومت کرنا، کھیل کود کرنا، تکبر کرنا، اکڑ اکڑ کر چلنا، شعر و شاعری میں شغف رکھنا وغیرہ الغرض جتنے بھی امور ہیں کہ جن کو اپنانا انسان مرغوب سمجھتا ہے اسلام نے انہی امور کو ایک پیمانے کے ساتھ مقرر فرما دیا ہے کہ جو انسان ان حدود کے اندر رہتے ہوئے، ان اسلامی

قوانین کی پاسداری کرتے ہوئے ان امور کو اپنا لے تو جہاں اس کا مَن راضی ہو گا وہاں اس کے یہ لمحات عبادت میں گنے جائیں گے اور اللہ رب العزت کا یہ فرمان ''وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون'' (ہم نے جنوں اور انسانوں کو فقط اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا) بھی بالکل حقیقت پر مبنی نظر آئے گا۔

ان شاء اللہ عزوجل ہم ان تمام امور پر تفصیلاً گفتگو کریں گے کہ کس طرح یہ امور عبادت میں شمار ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ موفق وممد ہے۔

## اعتراف:

یہ کتاب زمانہ طالب علمی کی لکھی ہوئی ہے۔ اب وقت اشاعت حتی الوسع اس پر نظر ثانی کی گئی ہے اور جہاں کہیں کوئی کمی یا خامی نظر آئی، اس کی تصحیح کر دی گئی ہے۔ مجھے اپنی کم علمی کا اعتراف ہے۔ اگر کسی قاری کوئی کسی مقام پر کوئی شبہ ہو یا کوسی بحث سے اختلاف ہو تو بندہ عاجز کی اصلاح فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ میں اس میں جس طریقے سے بحث کی ہے اگر حقیقت حال وہی ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی کرام نوازی اور محبوب دو عالم ﷺ کی نظر عنایت کا ہی صدقہ ہے اور جو خامی، کمی، یا کوتاہی نظر آئے بے شک وہ اس عاجز کا کارنامہ ہے۔

❀❀❀❀❀❀❀❀❀
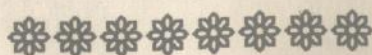
# باب اول......❀

## کھانا پینا اور عبادت

کھانا پینا بھی ایک ایسا مشغلہ ہے جس سے انسان تھک تو جاتا ہے مگر اکتاتا نہیں، کھانے پینے کو بھی اگر ہم اسلامی قوانین کے مطابق رکھ کر کھائیں تو جہاں ہمارا پیٹ بھرے گا اور نفس کو تسکین ملے گی، وہیں ہمارے وہ لمحات عبادت میں بھی شمار ہونگے۔

### کھانا، فی نفسہ نہ ثواب ہے نہ گناہ:

سب سے پہلے تو جان لینا چاہیے کہ فی نفسہ کچھ کھانا نہ تو ثواب ہے اور نہ ہی گناہ ہے، مثال کے طور پر آپ دیکھیں کہ ماہِ رمضان المبارک میں دن کے وقت کوئی غذا کھانا ''حرام'' ہے اور عید الفطر کے دن روزہ رکھنا (یعنی نہ کھانا) حرام ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ کھانا، کھانا یا نہ کھانا کچھ معنی نہیں رکھتا۔ مگر جب اس کھانے کا تعلق انسان کے ساتھ ہوا کہ انسان تو کھائے پیئے بنا زندہ ہی نہیں رہتا تو رب الارباب نے اس کو عبادت قرار دے دیا کیونکہ اگر کھانا، پینا عبادت نہ ہو اور انسان کھانے پینے میں مشغول ہو جائے تو اپنے مقصد سے ہٹ

جائے گا اللہ نے فرمایا: اے انسان تو (ایک خاص طریقے اور احتیاط کے ساتھ) کھایا پیا کر، تاکہ تو زندہ بھی رہے اور تیرے مقصدِ تخلیق میں بھی کوئی فتور واقع نہ ہو۔

## کھانا پینا بھی اللہ کا حکم ہے:

اللہ تعالیٰ نے اپنی لاریب کتاب میں متعدد مقامات پر کھانے اور پینے کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

''یٰاَیُّھَا النَّاسُ کُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلاً طَیِّباً'' (۱)

یعنی اے لوگو! زمین کی حلال اور پاکیزہ چیزوں کو کھاؤ۔

مزید، ارشاد ہوتا ہے۔

''کُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰہِ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ'' (۲)

یعنی اللہ کا رزق کھاؤ اور پیو اور زمین میں فساد برپا نہ کرتے پھرو۔

اسی طرح یہ فرمان بھی ہے۔

''یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ وَاشْکُرُوْا لِلّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ'' (۳)

یعنی اے ایمان والو! وہ پاکیزہ اشیاء کھاؤ جو ہم نے تم کو رزق کے طور پر

---

(۱)......سورۃ البقرۃ، آیت: ۱۶۸

(۲)......سورۃ البقرۃ، آیت: ۶۰

(۳)......سورۃ البقرۃ، آیت: ۱۷۲

دی ہیں اور اللہ کا شکر ادا کرو۔

ان آیات بینات میں رب العلمین نے لوگوں کو کھانے اور پینے کا حکم دیا ہے اور اللہ کا حکم ماننا قطعاً عبادت و اطاعت ہے، اور کھانے پینے سے انسان کا مقصد (عبادت) بالکل فوت نہیں ہوتا۔

## ایک سوال:

زیادہ کھانے سے طرح طرح کی بیماریاں جنم لیتی ہیں، مثلاً دماغی امراض، آنکھوں کے امراض، سینے اور پھیپھڑوں کے امراض، جگر اور پتے کے امراض، شوگر، ہائی بلڈ پریشر وغیرہ، یہ تمام امراض زیادہ کھانے سے پیدا ہوتے ہیں اور قرآن نے بار بار کھانے کا حکم دیا ہے حالآنکہ قرآن میں صحت کے اصولوں کے مطابق حکم ہونا چاہئے تھا۔

## جواب:

ہم اس کا جواب یوں دیتے ہیں کہ بلاشبہ قرآن مجید برہان رشید میں صحت کے اصولوں کو مدنظر رکھا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے کھانے کے ساتھ ساتھ احتیاط کا ذکر بھی فرمایا ہے۔ اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے۔

"فَكُلُوْاوَاشْرَبُوْاوَلَاتُسْرِفُوْا" (۴)

یعنی کھاؤ پیو لیکن زیادہ کھانے سے پرہیز کرو۔ (یہاں وَلَاتُسْرِفُوْا کا معنی

---

(۴)......سورۃ الاعراف، آیت: ۳۱

فضول خرچی کی بجائے (Over eating ہے۔)

## کھانے کا خاص طریقہ:

کھانے پینے کے متعلق قرآنی فرامین آپ نے ملاحظہ فرمائے مگر کھانے کا کوئی خاص قاعدہ کلیہ ذکر نہ فرمایا گیا اس کیلئے ہمیں تعلیمات حضورﷺ کا سہارا لینا پڑے گا۔ کیونکہ اللہ رب العزت فرماتا ہے۔

''لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ''

یعنی رسول اللہ ﷺ کی زندگی تمہارے لئے نمونہ ہے۔

تم جس چیز کو سمجھنا چاہو میرے محبوب ﷺ کی زندگی مبارک کو دیکھ لو۔ لہذا ہم کھانے پینے کے آداب و احکامات کو سرکار دو عالم ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں دیکھتے ہیں۔

## کیا چیز کھائی جائے:

حضور اکرم ﷺ کی عادت کریمہ تھی کہ جو بھی خدا کی نعمت میسر آتی تھی آپ علیہ السلام اس کو تناول فرمالیتے۔ لہذا ہر حلال اور پاکیزہ چیز کو کھانا سنت ہے۔ اگر کوئی چیز ناپسند ہو یعنی اس کو کھانے کی طرف طبیعت راغب نہ ہو تو نہ کھائیں مگر اس میں سے نقص نکالنا اور عیب جوئی کرنا نعمت خدا کی ناشکری کرنا ہے۔

## کھانا کیسے کھایا جائے:

حضور علیہ السلام دستر خوان پر بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے۔ کھانے سے قبل ہاتھ دھوتے اور کسی چیز سے صاف کئے بغیر بسم اللہ شریف پڑھ کر سیدھے ہاتھ کے ساتھ کھانا شروع فرماتے، کھانا پیٹ بھر کر نہ کھاتے اور جب بھی کھانا تناول فرمانے لگتے تو اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو بھی ساتھ شامل فرما لیتے۔

## زمین پر بیٹھ کر کھانا کھانا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمین پر تشریف فرما ہوتے اور زمین پر ہی (دستر خوان بچھا کر) کھانا تناول فرماتے۔ (۵)

## کھانا کھانے کا طریقہ:

جب بھی کھانا کھانے بیٹھیں تو پہلے اپنے دونوں ہاتھ پانی سے اچھی طرح دھو لیں اور کسی کپڑے سے صاف کئے بغیر دستر خوان پر بائیں گھٹنے کو بچھا کر اور دائیں کو کھڑا کر کے بیٹھ جائیں (اس کے علاوہ دو اور طریقے بھی ہیں جو آگے ذکر کئے گئے ہیں) اور بسم اللہ شریف پڑھتے ہوئے دائیں ہاتھ کی تین انگلیوں سے لقمہ توڑ کر کھانا شروع کریں اور کھانا کھانے کے بعد انگلیاں چاٹ لیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت شریفہ تھی آپ تین انگلیوں سے کھانا تناول

(۵)......المعجم الکبیر، حدیث نمبر: ۱۲۴۹۴، جامع الصغیر، حدیث نمبر: ۵۲۰

فرماتے اور پھران کو چاٹ لیتے۔(۶)

## کھانا کھاتے ہوئے ٹیک نہیں لگانی چاہیے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اِنِّی لَا اٰکُلُ مُتَّکِئًا" یعنی میں ٹیک لگا کرنہیں کھاتا۔(۷)

اور کھانا کھانے کے بعد یہ دعا پڑھی جائے۔

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ"(۸)

تمام تعریفیں اس خدا کیلئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور مسلمان بنایا۔

## پانی پینے کا اسلامی طریقہ:

پانی پینے کا اسلامی طریقہ یہ ہے کہ بیٹھ کر دائیں ہاتھ سے بسم اللہ شریف پڑھتے ہوئے پانی کو تین سانس میں پیا جائے۔ نبی کریم ﷺ پانی نوش

(۶)......صحیح مسلم، حدیث نمبر۳۷۹۵

سنن ابی داود، حدیث نمبر:۳۳۴۷

جامع ترمذی ۱۷۲۵، مسند احمد، ۱۲۲۵۰

(۷)......صحیح بخاری، حدیث نمبر:۵۳۹۸

سنن ابی داود، حدیث نمبر:۳۲۷۷

(۸)......جامع ترمذی، حدیث نمبر:۳۲۷۴

سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر:۳۲۷۴

مسند احمد، حدیث نمبر:۱۰۸۴۶

فرمانے کے درمیان تین مرتبہ سانس لیا کرتے اور فرماتے یہ طریقہ زیادہ خوشگوار اور خوب سیراب کرنے والا ہے۔(۹)

کھانا پینا ایک ایسا عمل ہے جس کو دن میں کئی بار دہرایا جاتا ہے اگر یہ عمل اسلامی قوانین کے مطابق کیا جائے تو جہاں نفس کو تسکین ملے گی وہاں یہ لمحات عبادت میں شمار کیے جائیں گے۔

## سنت نبوی کے مطابق کھانا اور جدید سائنس:

دین اسلام ایک ایسا دین ہے جو ہر طرح کے معاملات میں مدد کرتا ہے، آج کل لوگ سائنس اور جدید ٹیکنالوجی سے متاثر نظر آتے ہیں مگر جب ہم سائنس کو دیکھتے ہیں تو وہ ہمیں اسلام سے متاثر نظر آتی ہے۔ جن امور پر تحقیق کر کے آج سائنس اپنا لوہا منوا رہی ہے ان باتوں پر میرے محبوب ﷺ نے آج سے صدیوں پہلے عمل کر کے لوگوں کو بہترین طریقہ زندگی کے ساتھ ساتھ

(۹)......شمائل ترمذی حدیث نمبر:۲۱۱

سنن ابن ماجہ حدیث نمبر: ۳۴۰

صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۵۲۰۰

صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۳۷۸۱

جامع ترمذی، حدیث نمبر: ۱۸۰۵

مسند احمد، حدیث نمبر: ۱۱۶۹۰

سنن دارمی، حدیث نمبر: ۲۰۲۸

حفظان صحت کے مؤثر طریقے بھی سمجھا دیئے۔ یہ اور بات ہے کہ آج مسلمان غیروں کے پروپیگنڈوں میں آکر اپنے نبی مکرم ﷺ کی سنتوں اور تعلیمات سے دور ہو گئے اور غیروں نے ان امور پر تحقیق کر کے اپنا نام بنالیا۔

نبی اعظم ﷺ کی سنتوں کو سائنسی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو بے اختیار انگلی اٹھتی ہے اور دانتوں کے درمیان جگہ بنالیتی ہے کہ محبوب علیہ السلام نے صدیوں پہلے جس طریقے کو رواج دیا تھا، سائنس اس کی گرہیں آج کھول رہی ہے اور جیسے جیسے سائنس اسلامی تعلیمات پر سرچ (search) کر رہی ہے ''الحمدللہ'' مسلمان ہوتی جارہی ہے۔

گذشتہ اوراق میں کھانے، پینے کی چند سنتیں ذکر کی گئی ہیں آیئے ہم ان سنتوں اور کھانے پینے کی دیگر سنن وآداب کو جدید تحقیق کے تناظر میں دیکھتے ہیں۔

پہلی تحقیق:

کھانے کی سنتوں اور آداب میں سے ہے کہ کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھوئے جائیں، کلی کی جائے اور کسی چیز سے صاف کئے بغیر کھانا کھایا جائے، اور جب کھانا کھا چکیں تو پھر ہاتھ دھوئیں، کلی کریں اور کسی کپڑے وغیرہ سے صاف کر لیے جائیں۔

عاداتِ انسانیہ کے مطابق انسان مختلف چیزوں کو ہاتھ لگاتا ہے جن میں کئی گندی اور ناپاک اشیاء بھی ہوتی ہیں۔ ان کو ہاتھ لگانے سے گندے جراثیم

ہمارے ہاتھوں میں منتقل ہو جاتے ہیں، اگر ہاتھ دھوئے بغیر کھانا کھالیا جائے تو وہ جراثیم کھانے کے ذریعے پیٹ میں چلے جاتے ہیں اور مختلف بیماریوں کا سبب بنتے ہیں، لہذا کھانے سے پہلے ہاتھ دھوئے جائیں تاکہ وہ جراثیم بھی تلف ہو جائیں اور ہاتھوں کو کپڑے سے صاف کئے بغیر کھانا کھائیں کیوں کہ اگر آپ کسی کپڑے سے صاف کریں گے تو جراثیم پھر آپ کے ہاتھوں کو لگ جائیں۔

انسان سارا دن باہر کھلی سڑکوں پہ چلتا ہے، کوئی کام کے سلسلے میں تو کوئی یونہی مٹر گشت کیلئے، جس کی وجہ سے سانس لیتے وقت گندی ہوا اور گرد و غبار انسان کے منہ میں داخل ہو جاتے ہیں اور زہریلے جراثیم کی شکل اختیار کر لیتے ہیں لہذا ہمارے نبی ﷺ نے فرمایا کہ کھانے سے پہلے کلی کر لیا کرو تاکہ وہ جراثیم بھی ختم ہو جائیں گے۔

کھانے کے بعد ہاتھ دھونا اور کلی کرنا بھی نبی مکرم ﷺ کی سنتوں میں سے ہے جس کے بارے میں سائنس کہتی ہے کہ "کھانے کے دوران غذائی اجزاء دانتوں اور مسوڑھوں کے درمیان پھنس جاتے ہیں اور ایک خاص پلازمہ بن کر مسوڑھوں کے تعلق کو ختم کرتے ہیں اور دانت آہستہ آہستہ مسوڑھوں سے جدا ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ گر جاتے ہیں اگر خلال (یا کلی) کے ذریعے ان ذرات کو نہ نکالا جائے تو پائیوریا، یا مالخورے کا سخت خطرہ پیدا ہو جاتا ہے بلکہ مالخورہ ہوتا ہی اس بے احتیاطی کی وجہ سے ہے۔ اور اگر اس بے احتیاطی کی وجہ سے خدانخواستہ

مسوڑھوں میں پیپ پڑ جائے تو وہ تھوک کے ساتھ مل کر معدے میں چلی جاتی ہے اور مہلک امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔

**نوٹ:** جو غذائی ذرہ خلال کے بغیر نکل جائے اس کو نگل یا کھا سکتے ہیں اور جو خلال کے ذریعے نکلے اس کو پھینک دیں۔

## دوسری تحقیق:

نبی ﷺ کی سنت مبارکہ ہے کہ کھانا سیدھے ہاتھ سے کھایا جائے اور جدید سائنسی تحقیق کے مطابق انسان کے ہاتھوں (بلکہ پورے جسم سے) غیر مرئی (نہ نظر آنے والی) شعائیں نکلتی ہیں لیکن سیدھے ہاتھ سے نکلنے والی شعائیں فائدہ مند اور الٹے ہاتھ سے نکلنے والی شعائیں نقصان دہ ہوتی ہیں، اور جب سیدھے ہاتھ سے کھانا کھائیں گے تو وہ شعائیں کھانے کو کوئی نقصان نہ پہنچائیں گی بلکہ وہ کھانا شفا بن کر انسان کے جسم میں داخل ہوگا، جبکہ الٹے ہاتھ سے کھانا کھانے سے بیماریاں جنم لیں گی۔

## تیسری تحقیق:

بیٹھ کر کھانا طبیب اعظم ﷺ کی سنت ہے جس کے متعلق حیرت انگیز انکشاف ''ڈاکٹر بلین کیور آف اٹلی'' نے کیا اور کہا کہ ''کھڑے ہو کر غذا نہ کھاؤ ایسا کرنے سے دل اور تلی کے مرض میں مبتلا ہو جاؤ گے اور کھڑے ہو کر کھانا

نفسیاتی امراض کو جنم دیتا ہے۔

## چوتھی تحقیق:

نبی مکرم ﷺ سے تین طریقے ثابت ہیں جن کے ساتھ کھانا کھایا جا سکتا ہے۔

(۱)......حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو کھجور کھاتے دیکھا اور آپ ﷺ زمین پر اس طرح بیٹھے تھے کہ دونوں گھٹنے کھڑے تھے۔

(۲)......دوسرا طریقہ یہ ہے کہ سیدھا پاؤں کھڑا کیا جائے اور الٹا پاؤں بچھا دیا جائے۔

(۳)......اور تیسرا طریقہ یہ ہے کہ اس طرح بیٹھنا جس طرح "التحیات" میں بیٹھا جاتا ہے۔

دونوں پاؤں کھڑے کر کے اکڑوں بیٹھ کر کھانے سے معدے میں بقدر ضرورت کھانا پہنچتا ہے اور جتنا کم کھانا معدے میں پہنچتا ہے اتنا ہی وہ آدمی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے

سیدھا پاؤں کھڑا کر کے اور الٹا پاؤں بچھا کر کھانے سے انسان تلی کے امراض سے محفوظ رہتا ہے اور اس کے اعصاب کمزور نہیں ہوتے۔ جبکہ تیسرے طریقے کے مطابق کھانا ان لوگوں کیلئے فائدہ مند ہے جو محنت کرنے والے، پیدل

چلنے والے اور ورزش کرنے والے ہیں، کیونکہ اس طرح کھانے سے کھانا زیادہ کھایا جاتا ہے جو محنت کشوں کیلئے نافع ہے۔

## پانچویں تحقیق:

کھانے کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ کھانا کھا چکنے کے بعد برتن اور انگلی کو چاٹ لیا جائے۔ محبوب علیہ السلام فرماتے ہیں اس طرح کرنے والے کو اللہ دنیا و آخرت میں آسودہ رکھتا ہے۔ آج سائنس اس کی حکمتوں کو واضح کرتی ہے کہ "کھانے کی پلیٹ یا برتن کے پیندے میں وٹامنز اور خصوصی طور پر وٹامنز بی کمپلیکس اور ایسے غذائی اجزاء ہوتے ہیں جو تمام کھانے میں کم اور اس پیندے میں کثرت کے ساتھ ہوتے ہیں۔

آج کل کسی دعوت میں برتن یا انگلیوں کو چاٹتے ہوئے کسی شخص کو دیکھ لیا جائے تو لوگ اس کو اس طرح گھورتے ہیں جیسے وہ کوئی تماشا گر ہو یعنی لوگ اس بات کو اچھا نہیں سمجھتے مگر محبوب علیہ السلام نے یہ پیاری سنت ہمیں تعلیم فرمائی ہے جس کو آج کے سائنسی دور کے لوگ جو بھی سمجھیں مگر سائنس اس کے گن ضرور گاتی ہے۔ ملاحظہ کیجئے......

رطوبت ہاضم کا اثر نشاستہ دار پر پڑتا ہے مزید اس رطوبت کا اثر لبلبے پر پڑتا ہے جس سے شوگر کے مریضوں کو فائدہ پہنچتا ہے اور جسم میں انسولین کی کمی واقع نہیں ہوتی۔ لہذا انگلیوں کو چاٹنا بھی اسی بات کی غمازی کرتا ہے کہ وہ رطوبت

ہاضم انگلیوں پر لگی رہتی ہے کچھ تو کھانے کے ساتھ اندر چلی جاتی ہے اور باقی انگلیوں پر لگی ہوئی رطوبت کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹنے سے منہ میں چلی جاتی ہے۔ انگلیوں کو چاٹا جائے تو اس کا آنکھوں، دماغ اور معدے پر گہرا اثر پڑتا ہے۔

افسوس! کہ ہم لوگ اس سنت کو ترک تو کر ہی چکے ہیں ساتھ ساتھ معاذ اللہ اس کو برا بھی خیال کرنا شروع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سنن نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی دل سے تعظیم کرنے کے توفیق بخشے۔ آمین

## چھٹی تحقیق:

کھانا کھانے کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ کھانا کھاتے ہوئے کسی چیز سے ٹیک نہ لگائی جائے محبوب اعظم ﷺ فرماتے ہیں "اِنِّیْ لَا اٰکُلُ مُتَّکِاً" یعنی میں ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتا۔ جدید تحقیق کے مطابق ٹیک لگا کر کھانے کے تین نقصانات ہیں۔

(۱)......کھانا صحیح طور پر چبایا نہیں جاتا اور اس میں جس قدر لعاب (تھوک) ملنا تھا اور پھر معدے میں جا کر نشاستے دار غذا کو ہضم کرنا تھا وہ نہیں مل پاتا جس سے نظام ہضم متاثر ہوتا ہے

(۲)......ٹیک لگانے سے معدہ پھیل جائے گا جس کی وجہ سے غیر ضروری خوراک اندر چلی جائے گی اور نظام انہضام متاثر ہوگا۔

(3)......ٹیک لگا کر کھانے سے آنتوں اور جگر کے نظام پر برا اثر پڑتا

ہے۔

## ساتویں تحقیق:

پانی پینے میں سنت یہ ہے کہ پانی بیٹھ کر پیا جائے کیونکہ محبوب علیہ السلام نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا ہے سوائے آب زم زم کے، اس کے بارے میں سائنسی تحقیق پڑھیے اور ایمان تازہ کیجئے......

کھڑے ہو کر پانی پینے سے مکمل آسودگی اور فرحت نہیں ملتی اور دوسرا یہ کہ پانی معدے میں اتنی دیر نہیں ٹھہرتا کہ جگر سے اعضاء تک اس کا حصہ پہنچ سکے، تیزی کے ساتھ معدے کی طرف آتا ہے جس سے خطرہ رہتا ہے کہ اس کی حرارت سرد پڑ جائے گی اور اس میں پیچیدگی پیدا ہو جائے گی۔

کھڑے ہو کر پانی پینے سے پاؤں پر ورم (سوجھ جانے کا) خطرہ رہتا ہے اور اگر پاؤں پر ورم آنا شروع ہو جائے تو پورے جسم کو لپیٹ میں لے لیتا ہے ۔کھڑے ہو کر پانی پینے سے استسقاء ہو جاتا ہے جو ایک بیماری کا نام ہے جس میں مریض کا جسم پھول جاتا ہے۔

## آٹھویں تحقیق:

پانی کو تین سانس لے کر پینا میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے (احادیث گذشتہ اوراق میں ذکر کر دی گئی ہیں) اور اگر تین سانس میں پانی نہ پیا جائے تو

ان بیماریوں کا خطرہ بھم رہتا ہے۔

(۱)...... پانی سانس کی نالی میں جا کر نظام تنفس میں اٹک جاتا ہے جس سے بعض اوقات موت واقع ہونے خطرہ لاحق ہوتا ہے۔

(۲)......اسکا زیادہ نقصان دماغ کے پردوں پر پڑتا ہے کیونکہ پانی کی لہریں دماغ کے پردوں کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں، اگر پانی آہستہ آہستہ پیا جائے تو مضر اثرات کبھی بھی دماغ پر نہیں پڑیں گے۔

(۳)...... معدے میں فوراً زیادہ پانی چلا جائے تو اس کی اندرونی کیفیت میں پھیلاؤ آ جاتا ہے اگر یہ پھیلاؤ اوپر کی سطح سے ہو تو دل اور پھیپھڑوں کے نقصان کا خطرہ رہتا ہے۔

## نوویں تحقیق:

پانی پینے کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ پانی کے برتن میں سانس نہ لیا جائے جس سے نبی ﷺ نے صدیوں پہلے ہی منع فرما دیا تھا اور آج کی تحقیق نے اس کی افادیت کو واضح کر دیا کہ اگر پانی کے برتن میں سانس لیا جائے تو پانی سانس کی نالی میں چلا جائے گا اور گھٹن کا باعث بنے گا۔ مزید یہ کہ سانس لینے سے جراثیم پانی میں شامل ہو جائیں گے اور طرح طرح کی بیماریوں کا پیش خیمہ بنیں گے۔ اور سانس لینے سے پانی سانس کی نالیوں میں چلا جائے تو دماغ اور ناک

کے پردے سوج جاتے ہیں جو خطرے سے خالی نہیں۔

دسویں تحقیق:

پانی پینے کے آداب وسنن میں سے یہ بھی ہے کہ کسی تنگ برتن کی بجائے کھلے (پیالہ نما) برتن میں پیا جائے، اگر برتن تنگ ہوگا تو انسان کے دل کو فرحت و سکون میسر نہ آئے گا۔ مشہور ریاضی دان ''فیثا غورث'' کی کتاب میں اس کا یہ مقولہ آج بھی موجود ہے کہ ''پانی کھلے برتن میں، جوتا چمڑے کا، اور آٹا جو کا، اگر یہ تینوں چیزیں مجھے مل جائیں تو میں آسمانوں کا حساب لگا سکتا ہوں۔

❁❁❁❁❁❁❁❁

## باب ثانی ......❀

### پہننا اوڑھنا اور عبادت

انسان کی تخلیق کا مقصد عبادت خداوندی ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ رب العزت نے انسانی دلچسپی کے تمام امور میں عبادت کا مادہ ضرور رکھا ہے، گذشتہ شمارے میں ہم نے کھانے پینے کے حوالے سے نقل کیا تھا کہ یہ عمل کس طرح عبادت کے زمرے میں آتا ہے اور کس طرح عبادت سے خارج ہو جاتا ہے اب ہم دیکھیں گے کہ لباس پہننا کہاں تک عبادت سے تعلق رکھتا ہے اور لباس پہننے میں آخر کیا حکمتیں مضمر ہیں۔

بلاشبہ کھانا پینا انسان کے لئے نہایت ضروری اور اہم ہے مگر لباس پہننا اس سے بھی زیادہ اہمیت کا حامل ہے کیونکہ کھائے پیئے بغیر انسان چند دن گزار سکتا ہے مگر لباس کے بغیر چند دن گزارنا کجا چند لمحے گزارنا بھی مشکل تر ہے۔ لباس کی افادیت و اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب انسان اوّل حضرت آدم علیہ السلام کو تخلیق فرما کر شجر ممنوعہ کے پاس جانے سے روکا تو لباس کے اتر جانے اور آدم علیہ السلام کے بدن کے بے لباس ہو جانے کا ہی خوف دلایا اور فرمایا کہ اگر تم نے اس درخت سے کچھ کھایا تو تمہاری شرمگاہیں کھل

جائیں گی یعنی تم بے لباس ہو جاؤ گے۔

اس بات سے بھی آپ لوگ بخوبی آگاہ ہیں کہ انسان کی تخلیق فقط عبادت خداوندی کیلئے ہے تو کیا ہی اچھا ہوتا کہ انسان کو لباس کے جھنجھٹ میں ہی نہ ڈالا جاتا تاکہ یہ تمام افکار سے مبراء ہو کر خالصۃً اللہ کی عبادت میں مشغول رہتا۔

ایسے تعجب خیز سوالات کے جوابات ہمیں اسلام کی روشنی میں بخوبی مل جاتے ہیں بشرطیکہ اسلامی تعلیمات کو پڑھا اور سمجھا جائے، اسلام اور بانی اسلام ﷺ نے ہمیں ایسے طریقے بتلائے ہیں جن پر عمل کرنے سے جہاں لباس پہننے کے بقیہ تقاضے پورے ہوتے ہیں وہاں ہماری عبادت میں بھی خلل واقع نہیں ہوتا، آیئے دیکھتے ہیں کہ وہ کونسا لائحہ عمل ہے جس پر عمل کر کے ہم اپنے مقصدِ پیدائش (یعنی عبادت) سے دور نہ ہوں۔

## لباس کیسا ہو:

انسان کوئی لباس بھی پہنے وہ سادہ اور صاف ستھرا ہونا چاہئے کیونکہ دین انقلاب کے بانی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بھی جو لباس زیب تن فرماتے وہ سادہ اور صاف ستھرا ہوتا، اور سب کپڑوں میں سے زیادہ محبوب آپ ﷺ کے نزدیک قمیص (کرتہ) تھا جیسا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول ﷺ کو تمام کپڑوں میں سے قمیص زیادہ پسند تھی۔(۱)

---

(۱)...... سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۴۰۲۵ =

اس کے علاوہ آپ ﷺ نے لنگی، چادر، ٹوپی، عمامہ اور جبہ بھی زیب تن فرمائے۔

## سفید لباس آپ ﷺ کو زیادہ پسند تھا:

رنگ کے اعتبار سے آپ ﷺ کو سفید رنگ کے کپڑے بہت زیادہ محبوب تھے۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "سفید کپڑے پہنا کرو کیونکہ یہ زیادہ پاکیزہ ہیں۔ (۲)

## اچھا لباس پہننا:

ہر انسان یہ چاہتا ہے کہ وہ دوسرں سے اچھا لباس پہنے اور دوسرں سے زیادہ خوبصورت نظر آئے۔ انسان کی اسی طبیعت کو دیکھتے ہوئے اسلام نے بھی زیب و زینت کو لازم قرار دیا اور اللہ رب العزت نے باقاعدہ قرآن پاک میں اس کے بارے میں احکامات نازل فرمائے اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے:

"قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِىْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ" (۳)

---

= جامع ترمذی، حدیث نمبر: ۱۶۸۴

سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۳۵۶۵

(۲)...... جامع ترمذی، حدیث نمبر: ۲۷۳۴

سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۳۵۵۷

(۳)...... سورۃ الاعراف، آیت: ۳۲

یعنی اے پیارے محبوب ﷺ لوگوں سے فرمادو کہ کس نے اللہ کی زینت کو حرام کیا جو اس نے اپنے بندوں کے لئے ظاہر فرمائی ہے اور پاکیزہ رزق (کس نے حرام کیا)

اس آیہ کریمہ میں زینت سے مراد ''لباس اور کپڑے'' ہیں، امام بخاری علیہ الرحمہ نے اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں یہ حدیث نقل فرمائی کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم کھاؤ اور پیو اور لباس پہنو اور صدقہ کرو فضول خرچی اور تکبر کئے بغیر، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ تم جو چاہو کھاؤ اور جو چاہو پہنو جب تک کہ فضول خرچی اور تکبر نہ ہو۔ (۴)

اسی آیہ کریمہ کی تفسیر میں امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ اس آیت میں زینت کی تفسیر کے بارے میں دو قول ہیں۔

1۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور اکثر مفسرین کا قول یہ ہے کہ زینت سے مراد لباس ہے جس سے انسان اپنی شرمگاہ چھپا سکے۔

2۔ زینت سے مراد عام ہے اور اس میں زینت کی تمام اقسام شامل ہیں (مثلاً) بدن کو صاف کرنا، سواریاں (مختلف قسم کے گھوڑے، اونٹ، خچر وغیرہ) رکھنا اور انواع و اقسام کے زیورات بھی اس میں شامل ہیں، اور اگر مردوں پر سونے، چاندی اور ریشم کی حرمت کے متعلق نص نہ آئی ہوتی تو وہ بھی اس میں

(۴)......صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب نمبر:۱، صفحہ:۱۴۶۴

شامل ہوتے۔(۵)

قرآنی آیات بینات کے علاوہ احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں بھی بن سنور کر رہنے اور صاف ستھرا لباس پہننے کو ترجیح دی گئی ہے۔

حضرت ابن حنظلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے بھائیوں کے سردار ہو اس لئے تم اپنی جوتیوں کو ٹھیک کرو اور حسین (خوبصورت) لباس پہنو۔(۶)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی میلے کپڑے پہنے ہوئے نہیں دیکھا آپ ﷺ کبھی کبھی تیل لگانا پسند کرتے اور سر میں کنگھی کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ میلے کپڑوں اور گدلے (پراگندہ) بالوں کو اللہ ناپسند فرماتا ہے۔(۷)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا تو ایک شخص نے عرض کیا، حضور! ایک آدمی یہ چاہتا ہے کہ اس کا لباس اچھا ہو اس کی جوتی اچھی ہو تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ

---

(۵)......تفسیر کبیر، جلد: ۵، صفحہ: ۲۳۰

(۶)......شعب الایمان، حدیث نمبر: ۶۰۴

(۷)......شعب الایمان، حدیث نمبر: ۶۲۲۶

خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے (اچھا لباس پہننا تکبر نہیں بلکہ) تکبر یہ ہے کہ کوئی حق کا انکار کرے اور دوسرں کو حقیر جانے۔(۸)

مسند احمد میں یہ روایت اس طرح ہے کہ اس شخص نے کہا یارسول اللہ ﷺ مجھے یہ اچھا لگتا ہے کہ میرے کپڑے دھلے ہوئے ہوں اور میرے سر میں تیل لگا ہوا ہو اور میری جوتی نئی ہو اس نے اور بھی چیزیں ذکر کیں حتیٰ کہ اپنے چابک کی ڈوری کا بھی ذکر کیا اور پوچھا یارسول اللہ ﷺ کیا یہ چیزیں تکبر ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں یہ جمال ہے اور اللہ جمیل ہے اور جمال (خوبصورتی) سے محبت فرماتا ہے لیکن تکبر یہ ہے کہ کوئی حق کا انکار کرے اور لوگوں کو حقیر جانے۔(۹)

ابوالاحوص کے والد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا آپ نے مجھے گھٹیا کپڑے پہنے ہوئے دیکھا تو فرمایا کیا تمہارے پاس مال ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ ﷺ میرے پاس ہر قسم کا مال ہے (اونٹ، بکریاں، گھوڑے اور غلام وغیرہ) تو آپ ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں مال عطا فرمایا ہے تو تم پر اس کا اثر نظر آنا چاہئے۔(۱۰)

(۸)......صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۱۳۱

جامع ترمذی، حدیث نمبر:۱۹۲۲

(۹)......مسند احمد، حدیث نمبر:۳۶۰۰

(۱۰)......سنن ابی داؤد، حدیث نمبر:۴۰۶۳

سنن نسائی، حدیث نمبر:۵۱۲۹_۵۱۲۸

=

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے بندے پر اپنی نعمتوں کا اثر دیکھے۔(۱۱)

ایک شخص نے نبی ﷺ سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے بارے پوچھا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کیا تم میں سے ہر کسی کو دو کپڑے میسر نہیں؟ پھر ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے بارے سوال کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

جب اللہ نے وسعت دی ہے تو وسعت کو اختیار کرو۔(۱۲)

ان احادیث کے علاوہ آثار صحابہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اچھا اور خوبصورت، زیب و زینت والا لباس پہننا چاہیے جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ میں سے ایک شخص کو سات سو درہم کا

---

= مسند احمد، حدیث نمبر: ۱۵۳۲۳

(۱۱)...... سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۲۷۴۴

(۱۲)...... صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۳۶۵

صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۷۹۹

سنن نسائی، حدیث نمبر: ۷۵۵

سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۵۳۰

سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۱۰۳۷

مسند احمد، حدیث نمبر: ۷۲۸۸ =

لباس خرید کر پہنایا۔ (۱۳)

محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ تمیم نے ایک ہزار درہم کی چادر خریدی جس کو پہن کر وہ نماز ادا کرتے تھے۔ (۱۴)

حضرت بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ مجھے وہب بن کیسان نے بتایا کہ میں نے نبی ﷺ کے چھ اصحاب کو دیکھا جو ''خز'' (ریشم اور اون کا بنا ہوا) لباس پہنتے تھے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت ابن عمر، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت ابوسعید، حضرت ابوہریرہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہم۔ (۱۵)

اس کے علاوہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنے شہر کے تمام فقہا کو حسین لباس پہنتے دیکھا۔ (۱۶)

ذکر کردہ احادیث و آثار کے علاوہ سلف صالحین صوفیاء کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی کے اقوال و افعال سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ دین اسلام نے کبھی زیب و زینت کو منع نہیں فرمایا، صلحائے امت کے چند ایک اقوال پیش کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے ملاحظہ فرمائیے۔

(۱)...... گذشتہ اوراق میں گزرا کہ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار

=(۱۳)...... مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر: ۴۹۶۶

(۱۴)...... مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث ۴۹۶۵

(۱۵)...... شعب الایمان، حدیث نمبر: ۶۲۱۲

(۱۶)...... شعب الایمان، حدیث نمبر: ۶۲۲۰

درہم کا ایک حلہ خریدا جس کو پہن کر نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔

(۲)......حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ عدن سے ایک نہایت قیمتی پوشاک منگوا کر پہنتے تھے۔

(۳)......حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ایک دینار کا لباس خرید کر زیب تن فرماتے۔

(۴)...... خالد بن شوذب بیان کرتے ہیں کہ میں حسن بصری کے پاس گیا ہوا تھا کہ فرقد ان سے ملنے کیلئے آئے، حسن بصری نے ان کی چادر دیکھ کر فرمایا ، اے ام فرقد کے بیٹے ! نیکی چادر میں نہیں بلکہ دل میں ہوتی ہے اور اس کی تصدیق عمل سے ہوتی ہے۔

(۵)......حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے ابو محمد، ابوالحسن کے پاس اونی جبہ پہن کر گئے تو ابوالحسن نے ان سے کہا اے ابومحمد تم نے اپنے دل کو صوفی بنایا ہے یا اپنے جسم کو؟ اپنے دل کو صاف رکھو خواہ لباس کسی قسم کا پہنو۔

(۶)...... علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، میں معمولی اور پیوند لگا لباس چار وجہ سے ناپسند کرتا ہوں۔

(الف)...... یہ سلف صالحین کا لباس نہیں کیونکہ سلف صالحین بلا وجہ پیوند نہیں لگاتے تھے۔

(ب)......اس قسم کے لباس سے غربت کا اظہار ہوتا ہے حالانکہ انسان

کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے آثار کو ظاہر کرے۔

(ج)......اس قسم کا لباس پہننے سے زہد کا اظہار ہوتا ہے حالآنکہ ہمیں زہد کو چھپانے کا حکم دیا گیا۔

(د)......اس قسم کا لباس عموما ان لوگوں کا شعار اور علامت ہے جو ظاہر شریعت سے خارج ہیں اور جو شخص جس قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کرے گا اس کا شمار اسی قوم میں ہوگا۔

ان دلائل کی روشنی میں یہ جان لینا کوئی مشکل امر نہیں کہ اسلام نے زینت کو منع نہیں کیا بلکہ زیب و زینت کا حکم دیا ہے اور ان احکام کو ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ان طریقوں پر عمل کرنے سے اللہ کی نعمتوں اور اس کے احسانات کی تشہیر ہوتی ہے جو بلا شبہ ایک عبادت ہے اور چونکہ انسان کو بھی عبادت کیلئے پیدا کیا گیا ہے لہذا ان طریقوں پر عمل کرنے سے اس کا کوئی لمحہ بھی عبادت سے خالی نہیں ہوگا۔

## لباس کے رنگ:

انسان کو ہر لحظہ لباس کی ضرورت ہوتی ہے اور اس کا من چاہتا ہے کہ وہ مختلف رنگوں کا لباس پہن کر اپنے من کو راضی کرے حالآنکہ بظاہر رنگوں میں کوئی عبادت کا جز نہیں پایا جاتا اس طرح تو انسان اپنے مقصد سے بھٹک جائے گا، ایسی صورت حال میں سنت مصطفوی ﷺ ہماری راہنمائی فرماتی ہے کہ ایسے رنگ کا

لباس جو ہمارے پیارے مصطفیٰ ﷺ نے اختیار فرمایا اگر ہم بھی استعمال کریں تو عبادت سے دور نہ ہونگے۔

گذشتہ اوراق میں ہم یہ حدیث نقل کر چکے ہیں کہ محبوب علیہ السلام کو سفید رنگ کا لباس محبوب تھا، اس کے علاوہ جن رنگوں کو آپ علیہ السلام نے استعمال فرمایا ان کے بارے میں چند احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سرخ حلہ (یہ ایک قسم کی دو چادریں تھیں ایک بطور تہبند اور ایک اوپر کے بدن پر اوڑھی جاتی ہے۔) میں نبی مکرم ﷺ سے بڑھ کر کوئی حسین ذی لمہ (جس کے بال کانوں سے ذرا بڑے ہوں) نہیں دیکھا۔(۱۷)

زید بن اسلم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنی داڑھی مبارک کو زرد رنگ سے رنگتے تھے حتیٰ کہ ان کے کپڑے بھی زرد رنگ سے

(۱۷)......صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۳۳۷

صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۳۲۸۷_۵۴۰۰_۵۴۵۰

جامع ترمذی، حدیث نمبر: ۱۶۴۶،

سنن نسائی، حدیث نمبر: ۴۹۷۴_۴۹۷۶_۵۱۳۷_۵۱۳۸

سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۳۶۵۱_۳۵۵۰

سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۳۵۸۹

مسند احمد، حدیث نمبر: ۱۷۷۴۳

بھر جاتے جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ زرد رنگ سے کیوں رنگتے ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی رنگ سے رنگتے ہوئے دیکھا ہے آپ ﷺ کو اس سے زیادہ کوئی رنگ پسند نہیں تھا اور آپ اپنے تمام کپڑوں کو رنگتے تھے حتیٰ کہ عمامہ کو بھی۔(۱۸)

حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ نبی ﷺ کے ہاں گیا میں نے دیکھا آپ ﷺ پر دو سبز رنگ کی چادریں تھیں۔(۱۹)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ ایک صبح کو باہر تشریف لے گئے اور آپ ﷺ پر کالے رنگ کی اونی چادر تھی۔(۲۰)

(۱۸)......صحیح بخاری، حدیث نمبر:۵۴۰۳

سنن نسائی، حدیث نمبر:۴۹۹۸

سنن ابی داؤ، حدیث نمبر:۴۰۶۴

(۱۹)......سنن ابی داؤد، حدیث نمبر:۴۰۶۵

جامع ترمذی، حدیث نمبر:۲۷۳۷

سنن نسائی، حدیث نمبر:۱۵۵۴

مسند احمد، حدیث نمبر:۸۲۶۰

(۲۰)......صحیح مسلم، حدیث نمبر:۲۰۸۱

جامع ترمذی، حدیث نمبر:۲۸۳۸

سنن ابی داؤد، حدیث نمبر:۳۵۱۳

مسند احمد، حدیث نمبر:۲۴۱۳۲

انسانی خواہشات کو سامنے رکھتے ہوئے ہم نے لباس سے متعلقہ چند باتیں ذکر کی ہیں کیونکہ انسان کو عبادت کیلئے پیدا کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اگر حضرت انسان کو لباس کا مکلف بنایا گیا ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ لباس میں کوئی عبادت کا پہلو نہ ہو؟ ہمارے لئے رسول مکرم ﷺ کی زندگی ایک بہترین نمونے کی حیثیت رکھتی ہے اور آپ علیہ السلام نے ہم کو ایسے اعمال بتائے ہیں جن پر عمل کرنے سے کوئی انسان راہ عبادت سے بھٹک نہیں سکتا، اگرچہ بظاہر ان اعمال میں عبادت کا پہلو نظر نہیں آتا مگر جب ان کو دین اسلام کی روشنی میں دیکھا اور پرکھا جاتا ہے تو یہ اعمال عین عبادت بن جاتے ہیں اور بلاشبہ یہ ہمارے نبی حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کا اثر ہے کہ انہوں نے انسان کو شاہراہِ عبادت سے بھٹکنے نہیں دیا۔

## لباس کے بارے میں اسوۂ رسول ﷺ
## اور جدید سائنسی انکشافات

لباس کے بارے میں ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ انسان کھائے بنا تو رہ سکتا ہے مگر لباس کے بغیر ایک پل رہنا بھی دشوار ہے، تو کیوں نہ پھر اپنے لباس کو ایسے طریقے کے مطابق ڈھال لیا جائے جو عبادت بھی ہو اور مختلف امراض سے بچاؤ کا سبب بھی، جیسا کہ جدید سائنس نے تحقیقات کر کے ہمارے لئے مزید پختگیٔ ایمان کا سامان مہیا کیا ہے، آپ نے یہ بھی پڑھا ہے کہ محبوب علیہ السلام کو سفید لباس بہت پسند تھا جس کے بارے میں آج سائنسدانوں کا نظریہ کچھ یوں ہے۔

رنگ اور روشنی کے ماہرین نے سفید لباس کو ''کینسر'' سے بچاؤ کا ذریعہ قرار دیا ہے اور ماہرین کے کہنے کے مطابق جو شخص سفید رنگ کا لباس استعمال کرتا ہے اسے جلد گلینڈز کا ورم، پسینے سے مسامات کا بند ہونا، اور پھپوند کے امراض جیسی خطرناک بیماریاں نہیں ہونگی، انہوں نے جلدی الرجی اور ہائی بلڈ پریشر کے مریضوں کو ہمیشہ سفید لباس پہننے کی ترغیب دی ہے کیونکہ کرومو پیتھی کے اصولوں کے مطابق سفید لباس جلد اور دماغ کا محافظ ہے۔

لباس پہننے کا اصل مقصد اپنے جسم کو چھپانا ہے اور اگر کوئی شخص لباس پہننے کے باوجود ننگا ہی نظر آئے تو پہننے کا کیا فائدہ؟ جیسا کہ اکثر لوگ کرتے ہیں کہ یا تو

اتنا باریک لباس پہن لیتے ہیں جس سے لباس کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے یا پھر اتنا تنگ لباس پہنتے ہیں کہ انسانی اعضا ابھر کر واضح ہو جاتے ہیں ہمارے پیارے نبی ﷺ نے اس طرح کا لباس پہننے والے پر لعنت فرمائی ہے اور یہاں تک فرمایا کہ ایسا شخص جنت میں جانا تو دور کی بات ہے اس کی خوشبو بھی محسوس نہ کر سکے گا حالآنکہ اس کی خوشبو کئی میلوں محسوس کی جائے گی۔ تنگ یا باریک لباس کو اگر سائنسی نظریے سے بھی دیکھا جائے تو یہ بڑی معیوب حرکت اور کئی خطرناک امراض کا شاخسانہ ہے، تنگ لباس سے لوکل مسلز مردہ اور کمزور ہو جاتے ہیں کیونکہ جس طرح باہر کے مسلز میں حرکت ہوتی ہے اسی طرح اندرونی باریک مسلز ہوتے ہیں ان میں بھی حرکت ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ (انجکشن یا کسی اور طریقے سے) سوئی جب جسم میں داخل ہوتی ہے تو ان مسلز کی حرکت کی وجہ سے کہاں سے کہاں پہنچ جاتی ہے، فزیالوجی کے مطابق تنگ لباس پہننے سے ان باریک مسلز کو بہت نقصان پہنچتا ہے ان کی حرکت رک جاتی ہے جس سے ذہنی دباؤ اعصابی تناؤ اور کھینچاؤ جیسے امراض جنم لیتے ہیں۔

جہاں تک باریک لباس کا تعلق ہے کہ جس سے جسم کی جھلک نظر آئے، تو ڈاکٹر بیٹر جو کہ روحانیات کا بڑا محقق تصور کیا جاتا ہے کے مطابق اس نے ایسے جسم سے غلیظ نسواری شعائیں نکلتے دیکھی ہیں۔ اس کے علاوہ سورج میں موجود الیکٹرو لائیٹ ریز گرمی میں جلد کیلئے نہایت نقصان دہ ہوتی ہیں اگر بارک لباس پہنا

جائے تو وہ ان شعاؤں کو روکنے سے قاصر ہوتا ہے جس سے جسم کو بہت زیادہ نقصان ہوتا ہے۔

ہمارے لئے اتنی بات ہی سند ہے کہ ہمارے پیارے محبوب علیہ السلام نے کس طرح کا لباس زیب تن فرمایا اور کیسا لباس پہننے کا حکم ارشاد فرمایا تاہم جدید تناظر میں بات کرنے سے مقصد ان احباب کو دعوت فکر دینا ہے جو اسلامی تعلیمات کی بجائے جدید سائنسی تحقیقات سے متاثر نظر آتے ہیں، ایسے لوگوں کو سوچنا چاہئے کہ جن سائنسی انکشافات کو سن کر آج انگشت بدندان ہیں ان اعمال و افعال کو ہمارے پیارے محبوب دانائے غیوب ﷺ صدیوں پہلے اپنے دیوانوں میں ایک لائحہ عمل کے طور پر نافذ فرما گئے ہیں۔

❀❀❀❀❀❀❀

باب ثالث......

## غصہ کرنا اور مقصد پیدائش انسان

فلسفہ قرآنی کے مطابق پیدائش انسانی کا مقصد فقط عبادت کرنا ہے۔ جس طرح کے گذشتہ اوراق میں اس کی بحث گزری ہے مگر جب ہم دوسری طرف دیکھتے ہیں تو انسان عبادت کرنے کے برعکس ایسی صفات سے متصف نظر آتا ہے جن میں بظاہر عبادت کا کوئی پہلو نہیں پایا جاتا۔ ان میں سے ایک عادت ''غصہ کرنا'' بھی ہے۔ اب غصے کو عبادت کہا جائے تو یہ ایک لطیفہ ہی ہو جائے گا کیونکہ غصے کو تو شریعت نے حرام قرار دیا ہے۔

میری نظر میں ایسی بات نہیں ہے۔ ہاں ٹھیک ہے، غصہ کرنا نگاہ شرع میں حرام ہے مگر جب اللہ نے انسان کو پیدا عبادت کے لئے کیا ہے اور غصہ بھی انسان میں پائی جانیوالی عادات میں سے ایک ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مطلقاً غصہ کرنا حرام ہو جائے۔ اگر انسان میں غصہ کرنے جیسی عادت موجود ہے تو اللہ تعالیٰ نے چند ایسی صورتیں بھی پیدا فرمائی ہیں جن کے ذریعے انسان غصہ کر کے اپنی عادت کو پورا کر سکتا ہے اور اس کے مقصد پیدائش (یعنی عبادت) میں بھی کوئی خلل واقع

نہیں ہوتا، ہم اپنی بساط کے مطابق غصے کے دونوں پہلوؤں پر گفتگو کریں گے۔

## غصہ کرنا جائز نہیں:

بیسیوں ایسی احادیث کتب احادیث میں موجود ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ نے غصہ کرنے سے منع فرمایا، اور اپنے غصے پر قابو پانے والے کو جنت کی خوش خبری سنائی، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ غصہ کرنا نبی ﷺ کے ہاں کس قدر ناپسندیدہ ہے۔

## غصہ ایمان کو برباد کرتا ہے:

حضرت بہز بن حکیم رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ غصہ ایمان کو ایسے برباد کرتا ہے جیسے ایلوا، شہد کو خراب کر دیتا ہے۔(۱)

## پہلوان کون؟:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرکار ابد قرار ﷺ نے ارشاد فرمایا ''پہلوان وہ نہیں جو دوسرے کو بچھاڑ دے بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھے۔(۲)

---

(۱)......اتحاف السادۃ المتقین، جلد:۸، صفحہ:۶

تنزیہ الشریعۃ، جلد:۲، صفحہ:۱۰۳

المغنی عن حمل الاسفار، جلد:۳، صفحہ:۱۶۱

(۲)......صحیح البخاری، حدیث نمبر:۵۶۴۹

=

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے پوچھا کہ پہلوان کون ہے؟ صحابہ نے عرض کیا جو لوگوں کو بچھاڑ دے اور اس کے کوئی نہ بچھاڑ سکے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے نفس کو قابو میں رکھے۔(۳)

## تمہارے لئے جنت ہے:

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتادیں جس سے اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں داخل کردے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''غصہ نہ کرو تو تمہارے لئے جنت ہے''۔(۴)

## غصہ آنے کے وجوہات:

غصہ کیوں آتا ہے؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جس کے جواب کا ہر شخص متلاشی ہے اس کے بارے میں درج ذیل معلومات یقیناً سودمند ثابت ہونگی۔

= صحیح مسلم، حدیث نمبر:۴۷۲۳

مؤطا امام مالک، حدیث نمبر:۱۰۴۹

مسند احمد، حدیث نمبر:۶۹۲۱

(۳)......صحیح مسلم، حدیث نمبر:۴۷۲۴

سنن ابی داؤد، حدیث نمبر:۴۱۴۸

مسند احمد، حدیث نمبر:۳۴۴۴

(۴)......مجمع الزوائد، جلد:۸، صفحہ:۱۳۴

طبی نقطہ نظر (Medical Model) کے تحت غصہ اور تشدد کو انسانی جسم میں مردانہ طاقت کے ہارمونز (Testosterone) کی زیادتی سے منسلک کیا جاتا ہے۔ نیز چند ذہنی اور نفسیاتی بیماریوں میں انسانی دماغ میں چند خاص طرح کے مرکبات (Neurotransmitters) جن میں سر فہرست ڈوپامن (Dopamine) نام کا مرکب ہے، کا اضافہ تشدد کو پیدا کرنے کا باعث بنتا ہے یا پھر ثانوی وجوہات میں لمبی اور نہ ختم ہونے والی بیماریاں آجاتی ہیں۔

نفسیاتی وسماجی نقطہ نظر (Psychosocial Model) کے تحت غصے کی چند بنیادی اور بڑی وجوہات یہ بتائی گئی ہیں۔

(1) sex of Expectations توقعات پر اگر کوئی چیز، ماحول یا شخص پورا نہ اتر پائے تو آدمی غصے، جھنجلاہٹ اور چڑچڑے پن کا شکار ہو جاتا ہے۔ یہاں اس چیز کی وضاحت ضروری ہے کہ مختلف لوگ مختلف اوقات میں مختلف طرح کی توقعات رکھتے ہیں۔ کچھ لوگوں کو معمولی سا بھی غیر متوقع ماحول پریشان کر دیتا ہے جبکہ کچھ لوگ شدید غیر متوقع حالات میں بھی اپنے اعصاب پر قابو رکھنے کی اہلیت کے حامل ہوتے ہیں۔

(2) ذہن کی مدافعتی نظام Defence Mechanism کے تحت لاشعور میں چھپی ہوئی ناآسودہ خواہشات اور احساس محرومی جب حد سے

بڑھ جاتی ہے تو شعور اور لاشعور کے درمیانی Barrier یا رکاوٹ کو توڑ کر غصے یا تشدد کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اس عمل کو نفسیاتی اصطلاح میں Acting Out کا عمل کہا جاتا ہے۔ عموماً یہ عمل وقفے وقفے سے ہوتا ہے اور غصے کا اظہار کرنے والے شخص کو بظاہر اپنے غصے کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی لیکن وہ اپنے غصے کا اظہار کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

(3)...... غصے کی شدید صورت کو تشدد (Aggression) کہتے ہیں ۔اس کی دو اقسام بیان کی جاتی ہیں۔

(الف)...... Hostile Aggression جو غصے اور اس نوعیت کے دیگر احساسات سے جنم لیتا ہے اور اس کا مقصد دوسروں کو زبانی یا جسمانی نقصان پہنچانا ہوتا ہے۔ خواہ شعوری طور پر ہو یا غیر شعوری طور پر، لیکن عموماً ایسا زیادہ تر لاشعوری طور پر ہی ہوتا ہے۔

(ب)...... Instruemental Aggression کسی دوسرے کو زبانی یا جسمانی نقصان پہنچانے کے ساتھ ساتھ غصے اور تشدد کے اظہار کے ذریعے کوئی دوسرا مقصد حاصل کرنا بھی ہوتا ہے۔

مذکورہ بیانات کو پڑھنے سے غصے کی جو بنیادی وجوہات سامنے آتی ہیں وہ ''خواہشات کا پورا نہ ہونا اور پھر اس کی وجہ سے احساس محرومی ہو جانا'' ہیں۔ غصے اور تشدد کے حوالے سے درج ذیل تین خیال اہم سمجھے جاتے ہیں۔

(1)Instict View: یعنی غصہ اور تشدد ایک بنیادی جبلت ہے ۔اس خیال کو سر اسگمنڈ فرانڈ اور نارڈ پورٹیز سے منسوب کیا جاتا ہے۔اس مکتبہ فکر کے حامل افراد کا خیال ہے کہ اگر غصے کو باہر نکلنے سے بالکل اسی طرح روکا جائے جس طرح پانی کے آگے بند باندھ کر اس کی توانائی جمع کی جاتی ہے، تو گویا سائنسی تحقیقات اس خیال کے اثر کو تو کلی طور پر قبول نہیں کرتی ہیں مگر یہ حقیقت ہے کہ تشدد جن چیزوں کی وجہ سے جنم لیتا ہے ان میں موروثیت ،خون کے کیمیائی عناصر اور دماغ کی بیماریاں شامل ہیں۔

(2)Frustration: احساس محرومی غصہ پیدا کرتا ہے اور جب تشدد کے اظہار کے مواقع آتے ہیں تو یہ غصہ تشدد کی صورت میں ظاہر ہو جاتا ہے ۔احساس محرومی کسی چیز کی کمی یا محرومی سے براہ راست نہیں پیدا ہوتا بلکہ یہ اس خلاء سے جنم لیتا ہے جو کسی شخص کی امیدوں وخواہشوں اور کامیابیوں کے درمیان حائل ہوتا ہے۔ چونکہ امیدیں اور خواہشیں، ماضی کی کامیابیوں اور اپنے آپ کا دوسروں کے ساتھ متقابلی جائزہ لینے کے بعد زیادہ بڑھتی اور پھلتی پھولتی ہیں لہذا کامیاب و بااختیار لوگ بھی اتنے ہی احساس محرومی کا شکار رہتے ہیں جتنا کہ غریب وناکام لوگ۔

(3)Social Learning: اس مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے افراد کا خیال ہے کہ غصہ اور تشدد دراصل معاشرے اور ماحول سے سیکھا ہوا

ایک رویہ ہوتا ہے۔ بچے کی پرورش ایسے ماحول میں ہوتی ہے جہاں وہ ماں باپ کو Einitate یا نقل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اگر اسے مناسب اور صحت مند ماحول نہ مل پائے تو وہ بڑا ہو کر بھی اپنی شخصیت کو ان رویوں سے نجات نہیں دلا سکے گا۔ پھر ذاتی تجربات اور دیگر افراد کی کامیابیاں دیکھ کر ہم یہ بھی سیکھتے ہیں کہ کبھی کبھی غصے کا اظہار کامیابی کے حصول کی طرف بھی لے جاتا ہے۔ لہذا جب بھی ہماری حسیات کسی تکلیف دہ تجربے یا مرحلے کے نتیجے میں بیدار ہوتی ہیں اور غصے کا اظہار محفوظ اور انعام سے ہمکنار کرنے والا لگتا ہے تو ہم یقینی طور پر غصے کا اظہار کرتے ہیں۔ تکلیف دہ تجربات میں محض احساس محرومی ہی نہیں آتا بلکہ بے آرامی، درد اور ذاتیات پر زبانی یا جسمانی حملے بھی شامل ہیں۔ درحقیقت حسیات کو بیدار کر دینے والا کوئی بھی عمل خواہ وہ جسمانی ورزش یا کوئی جنسی جذبہ ہی کیوں نہ ہو، ماحول کو دیکھتے ہوئے غصے کی شکل اختیار کر جاتا ہے۔

ان حوالہ جات سے بھی غصے کی جو وجوہات سامنے آتی ہیں وہ گذشتہ باتوں سے کچھ مختلف نہیں ہیں، لہذا خلاصہ یہ نکلتا ہے کہ غصے کی اصل وجہ احساس محرومی، امیدوں اور خواہشوں کا تشنہ رہ جانا اور دوسروں کی کامیابیوں پر نظر رکھنا وغیرہ ہیں۔

## غصہ ختم کرنے کی نبوی ﷺ ترکیبیں:

غصہ آنے کی وجوہات میں جو باتیں شامل ہیں ان میں سے امیدیں اور

خواہشات بھی ہیں جن سے ہمارے نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے۔آپ ﷺ کا فرمان عبرت نشان ہے،" میں تم پر دو چیزوں کے تسلط سے ڈرتا ہوں، ایک لمبی امیدوں سے اور دوسرا خواہشات کی پیروی سے۔(۵)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مربع خط کھینچا پھر اس کے درمیان ایک خط اوپر کو نکلتا ہوا کھینچا اور اس درمیانی خط کے دونوں جانب بہت سے خط کھینچے پھر فرمایا: صحابہ! جانتے ہو یہ کیا ہے؟؟ صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں،فرمایا یہ درمیانی خط انسان ہے، اس کے دونوں جانب جو خطوط کھنچے ہوئے نظر آرہے ہیں وہ بیماریاں اور تکلیفیں ہیں جو انسان پر آتی ہیں اور یہ مربع خط جو اس کے گرد کھنچا ہوا ہے یہ اس کی عمر ہے اور جو خط اس سے باہر نکلا ہوا ہے وہ اس کی امیدیں اور تمنائیں ہیں۔(یعنی اتنی انسان کی عمر نہیں ہوتی جتنی امیدیں باندھ لیتا ہے۔)(۶)

حضور اکرم ﷺ کا فرمان ذیشان ہے کہ دو چیزوں کے سوا انسان کی ہر

---

(۵)......مکاشفۃ القلوب اردو ص ۱۶۰

(۶)......صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۵۹۳۸

جامع الترمذی، حدیث نمبر: ۲۳۷۸

مسند احمد، حدیث نمبر: ۳۴۷۰

سنن الدارمی، حدیث نمبر: ۲۶۱۳

چیز بوڑھی ہو جاتی ہے، ایک حرص اور دوسری لمبی امیدیں۔(۷)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''مجھے تمہارے بارے دو چیزوں کا خوف ہے، ایک لمبی امیدیں اور دوسرا خواہشات کی پیروی۔(۸)

ذکر کردہ احادیث وآثار سے واضح ہوتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے لمبی امیدیں باندھنے اور بے جا خواہشات پالنے سے منع فرمایا، اور آپ ﷺ کے منع کرنے میں کیا حکمتیں پوشیدہ تھیں ان کا اظہار آج کے ترقی یافتہ دور میں ہو رہا ہے کہ لمبی امیدوں کے سبب غصے اور تشدد میں اضافہ ہو جاتا ہے، لہذا اگر امیدوں کو مختصر کر لیا جائے تو غصے کے مضر اثرات سے بچا جا سکتا ہے اور سونے پہ سہاگہ یہ کہ سنت مصطفوی ﷺ کا دامن بھی ہاتھ سے نہیں چھوٹتا۔

## غصہ سے بچنے کی مزید تراکیب:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دو شخص نبی ﷺ کے

(۷)......تنبیہ الغافلین اردو، جلد:۱، صفحہ:۳۲۶

اس سے ملتی جلتی حدیث ان کتب میں بھی موجود ہے۔

صحیح بخاری، حدیث نمبر:۵۹۴۲

صحیح مسلم، حدیث نمبر:۱۷۳۶

جامع ترمذی، حدے نمبر:۲۲۶۱

مسند احمد، حدیث نمبر:۱۳۱۹۸

(۸)......تنبیہ الغافلین اردو، جلد:۱، صفحہ:صفحہ:۳۲۶

سامنے لڑ پڑے، ان میں سے ایک شخص شدید غصے میں تھا اور یوں لگتا تھا کہ غصے سے اس کی ناک پھٹ جائے گی، نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا میں ایسے کلمات جانتا ہوں کہ اگر یہ شخص پڑھ لے تو اس کا غصہ جاتا رہے گا، حضرت معاذ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! وہ کلمات کیا ہیں فرمایا، ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ''(۹)

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی کو غصہ آجائے تو اگر وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے، اس سے اس کا غصہ دور ہو جائے تو فبہا و گرنہ لیٹ جائے۔ (۱۰)

حضرت عطیہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''غصہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور شیطان آگ کا بنا ہوا ہے اور آگ کو پانی سے بجھایا جاتا ہے لہذا جب تم میں سے کسی کو غصہ آجائے تو وہ وضو کر لے۔ (۱۱)

---

(۹)......سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۴۱۵۰
صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۵۶۵۰
صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۴۷۲۵، ۴۷۲۶
مسند احمد، حدیث نمبر: ۲۵۹۴۸

(۱۰)......ابوداؤد، حدیث نمبر: ۴۱۵۱
مسند احمد، حدیث نمبر: ۲۰۳۸۹

(۱۱)......ابوداؤد، حدیث نمبر: ۴۱۵۲
مسند احمد، حدیث نمبر: ۱۷۳۰۲

مذکورہ بالا بیانات سے مندرجہ ذیل طریقے واضح ہوتے ہیں جن کے ذریعے غصہ دور کیا جا سکتا ہے۔

☆......اپنی امیدوں کو کم کرنا

☆......(نفسانی) خواہشات کی پیروی سے پرہیز کرنا۔

☆......''اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ'' یا ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ'' پڑھنا۔

☆......غصے کی حالت میں کھڑا ہو تو بیٹھ جانا اور اگر بیٹھا ہو تو لیٹ جانا۔

☆......غصے آ جائے تو وضو کر لینا۔

## غصہ کرنا اور جدید سائنسی تحقیقات:

گذشتہ اوراق میں آپ پڑھ آئے ہیں کہ غصہ کرنے کے دینی اور معاشرتی نقصانات کیا ہیں۔ اور نبی آخر الزماں ﷺ نے غصہ کرنے سے کیسے منع فرما دیا اور اپنے امتیوں کو غصے کی روک تھام پر جنت کی خوشخبریاں بھی سنائیں۔ مگر نبی اسلام ﷺ کے منع فرما دینے میں کیا حکمتیں تھیں ان کا اظہار جدید سائنسی تحقیقات نے کچھ یوں کیا ہے۔

ڈیوک یونیورسٹی آف امریکہ کے ایک سائنس دان ''ڈاکٹر ریڈفورڈ بی ولیمز'' کے مطابق غصہ اور عداوت رکھنے والے افراد جلدی مر جاتے ہیں، ان کے مطابق غصے سے انسانی دل کو وہی نقصان پہنچتا ہے جو تمبا کو اور ہائی بلڈ پریشر سے

پہنچتا ہے۔امریکن ہارٹ ایسوسی ایشن کے جانب سے سائنسی ادیبوں کے سیمینار میں تقریر کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ بہت سے لوگ وقت سے پہلے محض نفرت اور عداوت کے جذبات کی شدت کی وجہ سے چل بستے ہیں، غصہ اور بغض دل کے دردوں کے اہم اسباب میں سے ایک ہے، اسی طرح حرص وطمع میں مبتلا بے چین اور بے صبر افراد بھی حد سے زیادہ بڑھتی ہوئی تمناؤں کے ہاتھوں اپنی زندگی کا خاتمہ کر لیتے ہیں۔اس کے برخلاف جو لوگ اپنے اعصاب کو قابو میں رکھتے ہیں اور ان کے مزاج میں برداشت، قناعت اور صبر شکر کا مادہ ہوتا ہے ،زندگی کے حالات کا بہتر طور پر مقابلہ کرتے ہیں ۔ غصہ در اصل حواس اور اعصاب کا ترجمان ہے اور اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ اس آدمی میں قوت برداشت کم اور فیصلہ میں عُجلت (جلدی) زیادہ ہے حتیٰ کہ یہ شخص نادم اور پشیمانی سے ہر وقت دوچار رہتا ہے۔

اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہ آفاقی تعلیمات جو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صدیوں پہلے سمجھائی اور سکھائی تھیں ایسی پائیدار اور ناقابل تردید ہیں جن کے سامنے آج کی سائنس نے بھی گھٹنے ٹیک دیئے ہیں۔

## اس کے باوجود:

اس کے باوجود بھی اگر کوئی انسان غصہ کرتا ہے تو یہ بات یقینی ہے کہ اللہ رب العزت نے انسان کی تخلیق میں ایسے عناصر بھی شامل فرمائے ہیں جن کی بنا پر

انسان کو غصہ آسکتا ہے لہذا اس کے اظہار کیلئے اللہ رب العزت نے ہمیں اپنے محبوب نبی حضرت محمد ﷺ کے ذریعے سے ایسے طریقے بتلا دیئے ہیں کہ جن کے واسطے سے اگر انسان غصہ کرلے تو اس کو کوئی گناہ نہیں ہوتا بلکہ وہ عبادت کے دائرہ کار میں رہتا ہے جو کہ اس کا مقصد پیدائش ہے۔

## غصہ کرنا بھی عبادت ہے:

قرآن کریم اور اسوۂ رسول کریم ﷺ ہمیں چند ایسے مواقع بتاتے ہیں کہ جن کے مطابق غصہ کرنے سے نہ تو گناہ ہوتا ہے اور نہ ہی عبادت میں خلل پیدا ہوتا ہے جبکہ انسان اپنی غصہ کرنے کی عادت کو بھی پورا کر لیتا ہے اور اپنے مقصد تخلیق میں بھی کامیاب ہو جاتا ہے۔

## کافروں اور مشرکوں پر غصہ کرنا:

غصہ کرنے کے مواقع میں سے ایک موقع یہ بھی ہے کہ جب کافروں اور منافقوں سے لڑائی کرنے کی نوبت آئے تو وہاں پر غصہ دکھایا جائے اللہ رب العزۃ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے.

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً۔ (۱۲)

یعنی اے ایمان والو ان کافروں سے جنگ کرو جو تمہارے قریب ہیں

(۱۲)......سورہ توبہ، آیت نمبر: ۱۲۳

(اور دوران جنگ وہ کافر) چاہیے کہ تمہارے اندر غصہ اور سختی محسوس کریں۔

قرآن نے ہمیں یہ طریقہ بتا دیا کہ جب کافروں سے لڑائی کا موقع آجائے تو غصہ کرلیا کرو اس طرح تمہارے غصہ کرنے کی عادت بھی پوری ہو جائے گی اور عبادت کی عبادت بھی ہو جائے گی۔

## حدود اللہ کے معاملے میں غصہ کرنا:

غصہ کرنے کے مواقع میں سے ایک موقع یہ ہے کہ جب اللہ کی نازل کردہ حدود پر اعتراضات یا سفارشات کی جائیں تو وہاں غصہ کرنا عبادت میں شمار ہوتا ہے جس پر اسوۂ رسول اللہ ﷺ شاہد عادل ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

قریش کو اس بات نے فکر مند کر دیا تھا کہ نبی ﷺ کے زمانہ میں غزوۂ فتح مکہ کے موقع پر ایک عورت نے چوری کی، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے اس بات کی سفارش کون کرے گا؟ لوگوں نے کہا کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے سوا اس کی جرأت کون کرسکتا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے لاڈلے ہیں۔ وہ عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس لائی گئی تو حضرت اسامہ بن زید نے اس کی سفارش کی، رسول اللہ ﷺ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا (یعنی آپ ﷺ بہت غصے میں آگئے) فرمایا! کیا تم اللہ کی حدود میں سفارش کررہے ہو؟ حضرت اسامہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے لئے اللہ سے استغفار کیجئے، جب

شام ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا، آپ ﷺ نے ان کلمات کے ساتھ اللہ کی حمد ثناء بیان کی جو اس کی شان کے لائق ہیں، پھر آپ نے فرمایا:

تم سے پہلے لوگ صرف اس لئے ہلاک ہو گئے کہ جب ان میں سے کوئی معزز شخص چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اس پر حد جاری کر دیتے اور قسم اس ذات کی جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے اگر (میری بیٹی) فاطمہ بنت محمد (ﷺ) بھی چوری کرے گی تو میں اس کے بھی ہاتھ کاٹوں گا۔ (۱۳)

ہر شخص کو حدود اللہ کے معاملے میں سخت ہو جانا چاہئے اور حدود اللہ میں مجال کرنے والے کے ساتھ غصے سے پیش آنا چاہئے جس سے غصے کی عادت بھی

(۱۳)...... صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۳۱۹۷

چند الفاظ کے تغیر کے ساتھ یہ حدیث ان کتب میں بھی موجود ہے۔

صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۶۲۹۰

جامع الترمذی، حدیث نمبر: ۳۶۵۰

سنن النسائی، حدیث نمبر: ۴۸۱۱

سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۳۸۰۲

سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۲۵۳۷

مسند احمد، حدیث نمبر: ۲۴۱۳۴

سنن الدارمی، حدیث نمبر: ۲۲۰۰

نبھائی جاسکتی ہے اور عبادت وسنت مصطفوی ﷺ کا ثواب بھی حاصل کیا جاسکتا ہے۔

## گستاخ رسول ﷺ پر غصہ کرنا:

غصہ کرنے کا تیسرا موقع یہ ہے کہ جب کوئی گستاخ رسول مل جائے جو محبوب علیہ السلام کو بے اختیار اور (معاذ اللہ) منصب حکومت کے لائق نہ سمجھتا ہو تو اس کے ساتھ غصے سے پیش آنا چاہئے۔ کیونکہ اس کے ساتھ غصے سے پیش آنا حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ اجمعین کی سنت اور عین عبادت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مشہور واقعہ ہے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں:

ایک یہودی اور منافق کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ یہودی چاہتا تھا کہ فیصلہ رسول اللہ ﷺ فرمائیں جبکہ منافق "کعب بن اشرف" (یہودیوں کے سردار سے) فیصلہ کروانے پر بضد تھا۔ بہر حال دونوں کی رضامندی کے بعد یہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے جہاں سے یہودی کے حق میں فیصلہ صادر ہوا۔ منافق نے حضور علیہ السلام کے فیصلے پر قناعت نہ کی اور یہودی کو لیکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آ گیا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حقیقتِ حال سے آگاہی ہوئی تو اپنے گھر سے تلوار اٹھا لائے اور منافق کا سر تن سے جدا کر دیا اور فرمایا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا فیصلہ نہیں مانتا اس کا فیصلہ عمر اسی طرح کرتا ہے۔ پس اس دن کے بعد ان کا لقب "فاروق" (حق و باطل میں فرق کرنے والا) پڑ گیا۔ (۱۴)

(۱۴)......الدر المنثور للسیوطی، جلد:۴، صفحہ:۵۲۳

=

غصہ کرنے سے متعلق منفی ومثبت پہلوؤں کو اپنی معلومات کے مطابق آپ کے سامنے پیش کر دیا ہے جن سے غصے کے نقصانات اور کسی خاص موقع پر غصے کے اظہار کے مختلف پہلوؤں سامنے آتے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ اگر غصہ کرنا ناجائز و حرام ہے تو کئی مواقع پر جائز وعبادت بھی ہے جس کے ذریعے غصہ کرنے کا نشہ بھی پورا ہو جاتا ہے اور زندگی کی گاڑی عبادت کی شاہراہ سے بھی نہیں اترتی۔

☆☆☆☆☆☆☆

---

= الجامع لاحکام القرآن، جلد:۶، صفحہ:۴۴۱

تفسیر طبری، جلد:۷، صفحہ:۲۰۴

احکام القرآن لابن العربی، جلد:۱، صفحہ:۴۵۶

تفسیر الامام مجاہد بن جبر، صفحہ:۲۸۶

باب رابع......❁

# دوستی کرنا اور عبادت

جن جن امور کی طرف انسان کا رجحان ہوسکتا ہے ان میں سے ایک چیز یہ بھی ہے کہ انسان چاہتا ہے نت نئے دوست بنائے جائیں مگر مقصد تخلیق انسان آڑے آجاتا ہے کیونکہ انسان کی پیدائش دوستیاں بڑھانے اور یاریاں نبھانے کیلئے نہیں بلکہ اپنے رب کی عبادت کیلئے ہوئی ہے۔ لہذا انسان کو چاہئے کہ سب کام دھندے چھوڑ کر صرف واحد حقیقی کی عبادت میں گم ہو جائے، مگر...... ایسا ممکنات میں سے نظر نہیں آتا کیونکہ اگر انسان عبادت کیلئے پیدا ہوا ہے تو بقیہ لوازمات انسان کے کیلئے، تو کیسے ان کو ترک کیا جاسکتا ہے؟

اس گھمبیرتا میں اسلام ہماری رہنمائی کرتا ہے اور ہمیں بتلاتا ہے کہ دوستی کرنے اور نبھانے کا کیا طریقہ کار ہے کہ جس سے دوستی کرنے کا شوق بھی پورا ہو جائے اور مقصد تخلیق (عبادت) سے بھی روگردانی نہ ہو۔

## اسلام میں دوستی کا معیار:

دین اسلام ہی ایک ایسا دین ہے جو انسان کی ہر لحاظ سے رہبری و

راہنمائی کرتا ہے۔ دوستی کے معاملے میں بھی اسلام نے ایک معیار مقرر فرمایا ہے کہ اس کے مطابق دوست بنائے جائیں اور دوستی کو پروان چڑھایا جائے۔ لہذا ہم شریعت اسلامیہ کی روشنی میں بیان کریں گے کہ کس طرح دوستی کرنا اور نبھانا جائز ہے اور کس طرح دوستی کرنے سے انسان اپنے مقصد سے بھٹک جاتا ہے۔

## دوستی کرنا حرام ہے:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید فرقان حمید میں ایسے لوگوں کے بارے میں وضاحت کی ہے جن سے دوستی کرنا حرام و گناہ ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ وہ کون بد بخت لوگ ہیں جن سے دوستی کرنے سے خود خالق کائنات نے منع فرمادیا۔ اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے۔

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ۔(۱)

اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ، تم ان کو دوستی کا پیغام بھیجتے ہو اور وہ اس حق کا انکار کرتے ہیں جو تمہارے پاس آیا ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے۔

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكَافِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ، وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّا اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰةً وَّيُحَذِّرُكُمْ

(۱)......سورۃ الممتحنہ، آیت نمبر:۱

اللّٰهُ نَفْسَهُ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيرُ ○ (۲)

ایمان والے، مومنوں کے سوا کافروں کو دوست نہ بنائیں اور جو ایسا کرے گا اس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں، البتہ اگر تم ان سے جان بچانا چاہو (تو دوستی کے صرف اظہار میں کوئی حرج نہیں) اور اللہ تمہیں ڈراتا ہے اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

ذکر کردہ آیات بینات میں اللہ رب العزت نے کافروں اور مشرکوں سے دوستی کرنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ وہ لوگ کبھی بھی مخلص دوست نہیں بن سکتے اور دوستی تو ہے ہی ایک نازک سا رشتہ جس میں خلوص کے سوا کسی اور کو شامل ہونے کی اجازت نہیں۔ اور کوئی شک نہیں کہ کافر اور مشرک لوگ اس نعمت سے عاری ہیں۔

## حالاتِ حاضرہ پر ایک نظر:

بات کافروں، مشرکوں اور یہودیوں کی دوستی اور دشمنی کی چلی ہے تو دورِ حاضر کی اسلام دشمن قوتوں اور مسلمانوں کے ان سے تعلقات پر چند آنسو بہاتے چلیں۔

آج امت مسلمہ جس موڑ پر کھڑی ہے، اس سے گزرتے ہی تباہی و بربادی کی وادیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ یہ سلسلہ لامتناہی بھی ہو سکتا ہے اگر

(۲)......سورۃ ال عمران، آیت نمبر: ۲۸

مسلمانوں نے اپنے دوستوں اور دشمنوں میں صحیح پہچان پیدا نہ کی تو۔ اور اگر مسلمان عوام وخواص میں یہ تاثر بیدار ہو جائے اور وہ اپنے دشمنوں کو پہچان جائیں تو تباہی وبربادی کے اس طوفان پر بند باندھا جاسکتا ہے۔

اپنے اور بیگانے میں فرق جاننے کا بہترین آلہ کتابِ انقلاب ''قرآن مجید برہان رشید'' مسلمانوں کے اپنے گھر کی چیز ہے۔ اسے ختم وایصال ثواب ہی کیلئے مت سمجھا جائے، بلکہ اس عظیم المرتبت کتاب کے مقصد کو پہچانا جائے اور اسے اپنی عملی زندگی کی بنیاد بنایا جائے تو انقلاب کا آجانا سالوں پر محیط نہ ہوگا۔

بات کہیں اور جانب نہ نکل جائے ''برسر مطلب آمدم'' میں اپنے مطلب کی طرف آتا ہوں کہ اس کتابِ ذیشان نے کس طرح واشگاف انداز میں اپنوں اور بیگانوں کے فرق کو بیان فرمادیا ہے۔ یہودی اور عیسائی کبھی بھی اسلام دوست نہیں ہوسکتے، بلکہ انہیں جب بھی موقع ملے گا ''ڈنگ'' ضرور ماریں گے۔ قرآن مقدس نے بڑے واضح انداز میں اس قلعی کو کھولا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ○ (۳)

اے ایمان والو! اپنوں کو چھوڑ کر غیروں کو اپنا راز دار نہ بناؤ، وہ تمہاری

(۳)......سورۃ آل عمران، پارہ:۴، آیات:۱۱۸

بربادی میں کوئی کسر نہیں چھوڑیں گے۔ انہیں وہی چیز پسند ہے جس سے تمہیں تکلیف پہنچے۔ ان کی باتوں سے دشمنی تو ظاہر ہو چکی ہے اور جو کچھ ان کے سینوں میں چھپا ہوا ہے وہ اس سے بھی بڑا ہے۔ اگر تم عقل سے کام لیتے ہو تو ہم نے تمہارے لئے نشانیوں کو بیان کر دیا ہے۔

اللہ اللہ! کیا شان ہے اس کتاب مقدس کی، جس نے سب کچھ کھول کر رکھا دیا ہے، یہ الگ بات کہ اب مسلمانوں نے اسے طاقوں پر سجانا اور قسم اٹھانے کیلئے استعمال کرنا شروع کر دیا، مگر کاش اس سے رہنمائی لی ہوتی تو آج تباہی کے دہانے پر کھڑے نہ ہوتے۔

کیا واضح بیان ہے کہ ''ان کی باتوں سے دشمنی تو ظاہر ہو چکی ہے'' اور اب تو ان کے کاموں سے بھی دشمنی کی متعفن بدبو آ رہی ہے، کبھی پوپ، قرآن مجید کو نذر آتش کرنے کے اعلان کا ''پاپ'' کرتا ہے اور کبھی اخبارات میں (معاذ اللہ) کارٹونز شائع کئے جاتے ہیں۔ ہر جگہ مسلمانوں کو ستانے کے سامان کیے جا رہے ہیں، کبھی بھارت 500 مساجد کو مسمار کرنے کا اعلان کرتا ہے اور کبھی بابری مسجد کا انوکھا فیصلہ کر کے انصاف کو دن دیہاڑے قتل کیا جاتا ہے۔ امریکہ، پاکستان میں ڈرون حملے کئے جا رہا ہے اور ہمارے حکمران اخبارات میں خبر شائع کروا دیتے ہیں ''ہم کسی کو حملوں کی اجازت نہیں دیں گے''

یہ تو دشمنانہ کارروائیاں ان سے وقوع پذیر ہو رہی ہیں، مگر جو وہ لوگ

اپنے دلوں میں چھپا کر بیٹھے ہیں اس کا اظہار اپنے وقت پہ یوں ہو گا کہ خوابِ خرگوش میں مگن مسلمان ہاتھ ملتے دکھائی دیں گے۔ اس وقت انہی بد مذہبوں سے محبت و بھائی چارے کی پینگیں چڑھائی جا رہی ہیں، جن کے بارے قرآن مقدس کا برملا اعلان ہو چکا......

هٰٓاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○ (۴)

سنو! تم ہی ہو جو ان سے محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت نہیں کرتے اور تم تمام کتابوں پر ایمان رکھتے ہو، اور جب وہ تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے اور جب اکیلے ہوتے ہیں تو تمہارے خلاف غصے سے انگلیاں کاٹتے ہیں (اے محبوب! ﷺ) آپ کہیے کہ تم اپنے غصے میں مر جاؤ، بے شک اللہ تعالیٰ دلوں کی باتوں کو خوب جاننے والا ہے۔

اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ○ (۵)

(۴)......سورۃ آل عمران، پارہ:۴، آیات:۱۱۹

(۵)......سورۃ آل عمران، پارہ:۴، آیات:۱۲۰

اگر تمہیں کوئی اچھائی حاصل ہو تو انہیں بری لگتی ہے اور اگر تم کو کوئی برائی پہنچتی ہے تو یہ اس سے خوش ہوتے ہیں، اور اگر تم صبر کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تو ان کا مکروفریب تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا، بے شک اللہ تعالیٰ ان کے تمام کاموں کو محیط ہے۔

یہودیوں کی تمام نشانیاں اور علامات بیان فرما کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ''اگر تم صبر کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تو ان کا مکروفریب تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا''، یہودیت کے مکروفریب سے بچنے کا واحد راستہ اللہ کا خوف، اس کا تقویٰ اور اس کی بڑھائی اور ربوبیت کا یقین ہے جس کا مقر (ٹھکانہ) مسلمان کا دل ہے، مگر آج مسلمانوں کے دل میں اور بہت سی خواہشات گھر کر چکی ہیں جہاں خوفِ خدا کا قرار پانا کچھ مشکل ہے

مذکورہ آیات سے معلوم ہوا کہ کافروں، مشرکوں اور بدعقیدہ لوگوں سے دوستی کرنا قطعاً جائز و روا نہیں کیونکہ ان لوگوں کو جب بھی موقع ملے ڈنگ مارنے باز نہیں آئیں گے، یاد رہے کہ دوستی کا معنیٰ قلبی لگاؤ اور محبت ہے اگر کافروں اور مشرکوں سے انسانی ہمدردی کے ناطے یا معاشرتی لحاظ سے کوئی معاملہ اس طرح کیا جائے کہ ان پر مسلمانوں کا رعب بڑھے تو یہ جائز ہے۔ جن لوگوں سے دوستی کرنا جائز نہیں ان میں، کافر، منافق، مشرک، ہندو، یہودی، عیسائی، قدری، خارجی، دہریہ وغیرہ جتنے بھی خارج از اسلام مذاہب و فرقے ہیں سب شامل ہیں

، کیونکہ دوستی کا معاملہ بہت نازک ہوتا ہے محبوب کریم علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں۔''
آدمی کا دین وہی ہوتا ہے جو اس کے دوست کا دین ہوتا ہے تو تم میں سے ہر ایک کو دوستی کرتے وقت دیکھ لینا چاہیے کہ وہ کس کو دوست بنا رہا ہے.(۶)

## دوستی کرنا بھی عبادت ہے:

دوستی کرنے سے پہلے اس کی جانچ پڑتال کرنی لازم ہے یہ اتنا ہی ضروری امر ہے جتنا کہ کسی انسان کو دین قبول کرتے وقت سوچنا پڑتا ہے کہ میں جس دین کو اختیار کر رہا ہوں مجھے اس میں کس طرح زندگی کی گاڑی چلانی ہے اسی طرح دوستی کرتے وقت یہ نگاہ میں رکھنا چاہیے کہ میں جس سے دوستی کر رہا ہوں اس کے ساتھ کیا نبھا کر سکتا ہوں؟ حضور اکرم ﷺ نے اپنی امت کو دوستی کے لحاظ سے ہر طرح کا مواد فراہم کیا ہے اچھے اور بُرے دوست کی پہچان بتائی ہے اچھے کو اپنانے اور برے سے خود کو بچانے کی ترغیب دی ہے۔اور اگر ان فرمودات رسول ﷺ پر عمل کر لیا جائے تو کوئی شبہ نہیں کہ دوستی کو بھی عبادت کا درجہ مل جاتا ہے۔

---

(۶)...... جامع ترمذی، حدیث نمبر: ۲۳۰۰
سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۴۱۹۳
مسند امام احمد حدیث نمبر: ۷۶۸۵

## اچھے اور برے کی مثال:

کسی بھی بات کو سمجھانے کے کیلئے اس کی مثال بیان کرنا بڑا احسن طریقہ ہے اسی طریقے کو خود اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں اپنایا ہے اور جگہ جگہ بیسیوں امثال دے کر مسئلہ سمجھانے کی کوشش فرمائی ہے اور بلاشبہ انہیں مثالوں کے ذریعہ سینکڑوں لوگوں نے راہ اسلام کو متعین فرمایا لیا۔لہذا دوستی کے معاملات کو سمجھانے کیلئے بھی محبوب رب العلمین ﷺ نے ایک مثال بیان فرمائی ہے جس کے بعد یہ بات بالکل کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ کونسا دوست ہمارے لئے بہتر ہے اور کس طرح کے دوستوں سے بچنا لازم وضروری ہے۔حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اچھے دوست کی مثال اس شخص کے جیسی ہے جس نے کستوری کا بنڈل اٹھایا ہے اور برے دوست کی مثال لوہار کی بھٹی کی طرح ہے.کستوری والا دوست تین حال سے خالی نہ ہوگا یا تو وہ کستوری میں سے کچھ حصہ تجھے بھی دے گا یا تو خود اس سے خریدے گا اور تیسری صورت یہ ہے کہ نہ تو وہ دے،اور نہ ہی تم خریدو گے مگر اس کستوری سے تمہیں خوشبو ضرور آجائے گی اور برے دوست کی مثال جیسے لوہار کی بھٹی ہے وہ یا تو تیرے بدن کو جلائے گا یا کپڑوں کو (اور اگرچہ تو ان دو چیزوں سے محفوظ رہے مگر) پھر بھی (اس کی برائی کی) بدبو تجھ تک پہنچ جائے گی۔(۷)

(۷)......صحیح بخاری،حدیث نمبر:۵۱۰۸-۱۹۵۹ =

نبی مکرم علیہ السلام نے مثال کے ذریعے کس خوبی کے ساتھ بتا دیا کہ اچھا دوست کیا فائدہ پہنچا سکتا ہے اور برا کیسا نقصان؟ اس مثال کو پریکٹیکل کے طور پر سمجھنا چاہیں تو بلا جھجک کسی بھی پرفیوم ہاؤس میں گھس جائیں چاہے آپ وہاں سے کچھ خریدیں یا نہ خریدیں مگر واپسی پر آپ ضرور محسوس کریں گے کہ آپ کے بدن اور کپڑوں میں گویا خوشبو رچ چکی ہے اور یہی ایک اچھے دوست کی پہچان ہے۔

مذکورہ حدیث کا ترجمہ عارف کھڑی رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ یوں فرمایا ہے:

چنگے بندے دی صحبت یارو جیتوں دکان عطاراں

سودا بھانویں مل نہ لیئے حلے آن ہزاراں

طبیب روحاں صلی اللہ علیہ وسلم نے برے دوست کی برائی کو لوہار کی بھٹی کے ساتھ تشبیہ دیکر فرمایا کہ اگرچہ آپ وہاں خود کو سمیٹ کر ہی کیوں نہ بیٹھیں مگر اس بھٹی سے اڑنے والی چنگاریاں یا تو بدن کو جلائیں گی یا کپڑوں کو، اور اگر آپ کے بدن یا کپڑیں تو محفوظ رہیں مگر اس بات میں تو شبہ کی کوئی گنجائش نہیں کہ وہاں سے آنے والی بدبو سے آپ کا ذہن ضرور جل جائے گا۔ رومی کشمیر میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ یوں تصویر کشی کرتے ہیں۔

---

= صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۴۷۶۳

مسند امام احمد ۱۸۸۲۹

برے بندے دی صحبت یاروں جینویں دکان لوہاراں
کپڑے بھانویں گنج گنج بیتے چنگاں پین ہزاراں

اگر اچھے لوگوں سے دوستی کرنا عبادت ہے تو بلا ریب برے سے بچنا بھی عبادت ہے یاد رکھیں کہ برا دوست کوئلے کی مانند ہوتا ہے اگر گرم ہو تو ہاتھ جلا دے گا، اور اگر ٹھنڈا ہو تو ہاتھ اور کپڑوں کو کالا کر دے گا۔

## کسی سے دوستی کرنے کا طریقہ:

اس بات میں شک کی گنجائش باقی نہیں رہی کہ برے دوستوں سے بچنا اور اچھوں سے دوستی کرنا عبادت میں شامل ہے مگر کسی سے دوستی کرنے کا کوئی طریقہ کار ہونا چاہئے کہ کس طریقے سے دوستی کا ہاتھ بڑھایا جائے۔ بلاشبہ محبوب مکرم ﷺ سے بڑھ کر بہترین طریقہ اور کوئی نہیں بتا سکتا، دیکھتے ہیں کہ رسول انور ﷺ نے کسی سے دوستی کرنے کا طریقہ کیا ارشاد فرمایا ہے۔ ابو عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ محبوب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

جب تم کسی کے دوست بنو یا کسی کو اپنا دوست بناؤ تو سب سے پہلے اس کا نام پوچھو اس کے بعد اس کے والد کا نام پوچھو اس کے بعد اس کے قبیلے کے بارے میں دریافت کرو کیونکہ اس سے تمہاری محبت کا اضافہ ہوگا۔ (۸)

---

(۸)...... جامع الترمذی، حدیث نمبر: ۲۳۱۵

## قابل غور:

دوست سے اس کے قبیلے یا خاندان کے بارے پوچھنے کا یہ مطلب نہیں کہ اس کا امیر یا غریب ہونا معلوم ہو اور پتہ چلے کہ وہ چھوٹے خاندان سے تعلق رکھتا ہے یا بڑے، اسلام میں چھوٹے بڑے کا یا امیر غریب کا کوئی لحاظ نہیں بلکہ اسلام میں بڑائی کا معیار صرف تقویٰ ہے جس میں جتنا تقویٰ ہوگا وہ اتنا ہی بڑے منصب والا ہوگا۔

ذکر کردہ بحث میں ہم نے دوستی کرنے یا نہ کرنے کے مثبت ومنفی پہلو اپنی بساط کے مطابق پیش کئے ہیں جو اہل تحقیق کیلئے منزل نہ سہی منزل کا راستہ ضرور ثابت ہونگے۔

باب خامس......❀

## کھیل کود اور عبادت

کہتے ہیں کہ اسلام ایک فطرتی مذہب ہے جو انسان کو وہ تمام سہولیات مہیا کرتا ہے جن کا اس کی فطرت تقاضا کرتی ہے، اور بلاشبہ اس میں شکوک وشبہات کی کوئی گنجائش نہیں مگر یہ بات بھی قابل تفکر ہے کہ آیا فطرت ہے کیا چیز؟ یونہی ہر ایک چیز کو فطرت کا نام دے کر دلی خواہشات کو پروان چڑھانا کوئی معقول بات نہیں، میں یہاں فطرت سے ہٹ کر یہ بات بھی کہنا چاہوں گا کہ دین اسلام لاریب ایک فطرتی دین ہے مگر یہ انسان کی خواہشات کا احترام بھی کرتا ہے اور اس کو ایسے مواقع فراہم کرتا ہے کہ وہ اپنی خواہش کو پا سکے۔

پچھلے تمام ابحاث میں یہ بات دہرائی گئی ہے کہ انسان کو اللہ رب العزت جل جلالہ نے اپنی عبادت کیلئے پیدا فرمایا ہے نہ کہ دلی خواہشات کو دل میں جگہ دینے کیلئے، مگر اس کے باوجود اگر انسان کچھ (نہ کہ بہت ساری) خواہشات کو اپنا بھی لے تو اس کی عبادت میں کوئی فرق نہیں آتا اس کا طریقہ دین اسلام نے ہی ہمیں سکھایا ہے۔ مثال کے طور پر کھیل کود ہے کہ ہر انسان کسی نہ کسی موقع پر اس

کی خواہش ضرور کرتا ہے، چاہے اپنے بچپنے کی بنا پر کرے یا فراغت کے لمحات کو یادگار بنانے کیلئے۔ اسلام نے ہمیں ایسے طریقے بتلائے ہیں جن کے ذریعے اگر کوئی شخص نیت صالح کے ساتھ کھیل بھی لے تو اس کی عبادت میں فرق نہیں پڑتا بلکہ اس کے یہ لمحات بھی عبادت کا حصہ قرار پاتے ہیں۔

میں یہاں بساط بھر مختلف کھیلوں کے منفی ومثبت پہلوؤں پر روشنی ڈالوں گا ممکن ہے کوئی بھولا شام کو گھر آجائے۔

کھیلنا گناہ وحرام ہے: اللہ تعالی نے قرآن مجید میں ایسے لوگوں کی مذمت فرمائی ہے جو کھیلنے کی جانب راغب ہوتے ہیں، فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ يَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ o (۱)

یعنی کئی ایسے لوگ ہیں جو (مقصد حیات سے) غافل کردینے والی چیزیں خریدتے ہیں تاکہ اللہ کی راہ سے بھٹکاتے رہیں بے خبری میں، اور اسکا مذاق اڑاتے رہیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کیلئے رسوا کن عذاب ہے۔

''لہو الحدیث'' سے کیا مراد ہے اس بارے مختلف اقوال ہیں، کسی نے اس سے مراد گانا وآلات موسیقی لئے اور کوئی اس سے مراد چٹکلے اور فضول کلام لیتا ہے، چند اقوال نقل کرنے کے بعد علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

---

(۱)......سورۃ لقمان، آیت:۶

میں کہتا ہوں کہ نص وارد ہونے کا سبب اگرچہ خاص ہے اور وہ گانا سننا یا عجمیوں کے قصے یا افسانے ہیں مگر لفظ عام ہے، اور اعتبار لفظ کے عموم کا ہوتا ہے نہ کہ خاص سبب کا اسی وجہ سے قتادہ نے کہا ہے کہ ''لہو الحدیث'' سے مراد ہر قسم کا ''لہو ولعب'' ہے (یعنی کھیل کود) (۲)

اس تشریح سے معلوم ہوا کہ جو لوگ کھیل کود سے شغف رکھتے ہیں ان کیلئے ذلت امیز عذاب ہے۔ ایک دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے:

اَلَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَهُمْ لَعِبًا وَّ لَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا فَالْیَوْمَ نَنْسَاهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ یَوْمِهِمْ هٰذَا وَمَا كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَجْحَدُوْنَ O (۳)

یعنی وہ لوگ جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنالیا تھا اور جن کو دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال دیا تھا سو آج کے دن ہم ان کو یوں بھلا دیں گے جس طرح انہوں نے اس دن کی ملاقات کو بلا دیا تھا اور وہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے۔

اس آیت مقدسہ میں ان لوگوں کے لئے وعید شدید ہے جنہوں نے دین کو کھیل تماشا بنا رکھا ہے، مطلب کہ جس چیز کو چاہا حلال سمجھ لیا اور جس کو چاہا حرام بنا دیا، اس آیت کا یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ جب ایسے لوگوں کو دین کی جانب

(۲)......تفسیر مظہری مترجم، جلد:۷، صفحہ:۳۶۵

(۳)......سورۃ الاعراف، آیت:۵۱

بلایا جائے تو کھیل کود کو دین پر ترجیح دیتے ہیں، آپ نے دیکھا ہوگا کہ کرکٹ میچز کے دوران لوگ گھروں، دکانوں حتیٰ کہ سڑکوں اور گلیوں بازاروں میں کھڑے صلوٰۃ وصوم سے بے پرواہ میچ دیکھنے میں مگن ہوتے ہیں۔ اور دینی امور کو پس پشت ڈال کر آخرت میں خیانت کرتے ہیں۔ نماز کیلئے چند منٹ اللہ کے سامنے کھڑے ہونا ان کی طبع نازک پر گراں گذرتا ہے مگر کھیل دیکھتے ہوئے یہ ہوش بھی نہیں ہوتا ہے کہ ہم گھنٹے، آدھ گھنٹے سے ایک ٹانگ پر کھڑے ہیں۔ نہ ایسا کھیل کھیلنا درست ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کردے اور نہ ہی ایسے کھیل کو دیکھنا۔ یہ ہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنا رکھا ہے۔

والله اعلم بالصواب

چند کھیلیں جن سے خدائے ذوالجلال اور رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے یا ان کو شیطانی مشغلہ قرار دیا:

## جوا اور اس جیسے دیگر کھیل:

اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے۔

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (۴)

یعنی اے ایمان والو! بے شک شراب اور جوا اور بتوں کے پاس نصب

(۴)......سورۃ المائدہ، آیت نمبر: ۹۰

شدہ پتھر اور فال کے تیر محض ناپاک اور شیطان کے اعمال ہیں سو تم ان سے بچو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

اس آیت میں جوا کھیلنے کو حرام قرار دیا گیا ہے جس کو "قمار" بھی کہتے ہیں۔ میر سید شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تعریف یوں فرماتے ہیں۔

ہر وہ کھیل جس میں یہ شرط لگائی جائے کہ ہارنے والے کی کوئی چیز جیتنے والے کو دی جائے گی، قمار ہے۔(۵)

مجاہد کہتے ہیں کہ ہر وہ چیز جس میں قمار (شرط) ہو جوا ہے حتیٰ کہ بچوں کا اخروٹ اور پانسہ کے ساتھ (شرط لگا کر) کھیلنا بھی جواء ہے۔(۶)

## کبوتر بازی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو کبوتری کے پیچھے بھاگتے ہوئے دیکھا تو فرمایا شیطان شیطانہ کے پیچھے بھاگ رہا ہے۔(۷)

---

(۵)...... کتاب التعریفات، صفحہ:۱۲۷ مکتبہ رحمانیہ

(۶)...... تفسیر مظہری مترجم، جلد:۱، صفحہ:۳۹۲

تفسیر روح البیان، جلد:۱، صفحہ:۳۳۸

تفسیر بغوی، جلد:۱، صفحہ:۲۵۳

(۷)...... سنن ابی داؤد، حدیث نمبر:۴۲۸۹

مسند احمد، حدیث نمبر:۸۱۸۷

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو کبوتر کے پیچھے بھاگتے ہوئے دیکھا تو فرمایا ایک شیطان دوسرے شیطان کے پیچھے بھاگ رہا ہے۔(۸)

چوسر کھیلنا:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے چوسر کے ساتھ کھیلا اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی۔(۹)

حضرت سلیمان بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی مکرم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

جس نے چوسر کھیلا اس نے اپنے ہاتھوں کو خنزیر کے خون اور گوشت سے رنگ لیا۔(۱۰)

---

(۸)......سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۳۷۵۷

(۹)......سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۴۲۸۷

سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۳۷۵۲

مسند احمد، حدیث نمبر: ۱۸۷۰۰

مؤطا امام مالک، حدیث نمبر: ۱۵۰۹

(۱۰)......صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۴۱۹۱

سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۴۲۸۸

=

## شطرنج کھیلنا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چوسر اور شطرنج دونوں جواء ہیں۔(۱۱)

حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں شطرنج عجمیوں کا جواء ہے۔(۱۲)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب، جوئے اور شطرنج سے منع فرمایا۔(۱۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ''ملعون ہے وہ شخص جو شطرنج کھیلے اور اس کی طرف دیکھنے والا خنزیر کا گوشت کھانے والے کی طرح ہے۔

نبی مکرم علیہ السلام سے شطرنج کے بارے پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ باطل ہے اور اللہ باطل کو پسند نہیں فرماتا ہے۔(۱۴)

امام محمد بن المنکدر رفرماتے ہیں: جس نے شطرنج کھیلی، اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔(۱۵)

---

= سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر:۳۷۵۳

مسند احمد، حدیث نمبر:۲۱۹۰۱

(۱۱)...... تفسیر بغوی، جلد:۱، صفحہ:۲۵۳

(۱۲)......شعب الایمان، جلد:۵، صفحہ:۲۴۱

(۱۳)...... سنن ابی داؤد، جلد:۲، صفحہ:۱۶۳

(۱۴)......شعب الایمان، جلد:۵، صفحہ:۲۴۱

(۱۵)......الشعب الایمان، حدیث نمبر:۶۱۰۳

حضرت حنظلہ دوسی فرماتے ہیں: جس نے شطرنج کھیلی تو گویا اس نے خنزیر کی چربی سے مساج کیا۔ (۱۶)

ان ابحاث سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ بہت سے ایسے کھیل ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ نے منع و حرام قرار دیا ہے ان کھیلوں کو منع کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟ تو اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ان میں سے اکثر کھیلیں انسان کو عبادت خداوندی سے غافل کر دیتی ہیں، اور ان سے وقت کا ضیاع بھی لازم آتا ہے اور مال و دولت کی خرد برد بھی، اور کچھ کھیل ایسے ہیں جن میں اگر انسان نماز روزے سے غافل نہ بھی ہو مگر گناہ سے بچنا بہت مشکل ہوتا ہے مثلاً اگر کوئی شخص شطرنج کھیلے تو شرط نہ بھی لگائے تو جھوٹی قسمیں ضرور کھائے گا اور اسی طرح لڈو کھیلنا، کیرم بورڈ، ویڈیو گیمز، وغیرہ میں اسی بات کا اندیشہ ہوتا ہے اور اس میں ایک بڑی خرابی یہ بھی ہوتی ہے کہ کھیلنے والے آپس میں برسرِ پیکار ہو جاتے ہیں اور لڑائی جھگڑا اور فتنہ و فساد کو شہ ملتی ہے جس کی وجہ سے بہت ساروں کا سکون تباہ ہو جاتا ہے اور آپس میں مفت کی عداوت اور دشمنی شروع ہو جاتی ہے جس کے ختم ہونے کی کوئی گارنٹی نہیں دی جا سکتی۔

## کھیل کود اور عبادت:

اسلام چونکہ دین فطرت ہے اور جہاں یہ فطرتی انسانی کا پاس رکھتا ہے

(۱۶)......المرجع السابق، حدیث نمبر: ۶۰۸۷

وہاں خواہشات انسانی کا بھرم بھی ضرور قائم رکھتا ہے سبھی نہ بھی سہی مگر کچھ لوگ تو ایسے ہیں جو کھیل تماشے کو پسند کرتے ہیں۔ایسے لوگوں کیلئے اسلام نے ایسے کھیل بتلائے ہیں جو انسان کو سراسر تازہ دم اور صحت مند رکھتے ہیں اور کچھ کھیل ایسے ہیں جو باہمی دل لگی کے طور پر کھیلے جاتے ہیں جبکہ ان سے عبادات مقصودہ میں حرج نہ ہو اور ان میں سے چند ایسے بھی ہیں جن کو نیت مخصوصہ سے کھیلیں تو بلا شبہ عبادت میں شمار ہوتے ہیں۔ان سبھی اقسام کو خلاصۃً ذکر کیا جاتا ہے۔

## ورزش کرنا:

جسمانی ورزش اور باہمی دلچسپی کے کھیلوں کے متعلق، شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی رقمطراز ہیں:

انسان کی صحت اور جسم کو چاق و چوبند رکھنے کیلئے کھیل اور ورزش دونوں بہت ضروری ہیں۔بعض لوگ میز کرسی پر بیٹھ کر لکھنے پڑھنے کا کام کرتے ہیں ان کو اپنے کام کی وجہ سے زیادہ چلنے پھرنے اور جسمانی مشقت کا موقع نہیں ملتا اس وجہ سے ان لوگوں کی توند نکل آتی ہے اور خون میں کولیسٹرول کی مقدار زیادہ ہو جاتی ہے اور یہ لوگ ذیابیطیس (شوگر) ہائی بلڈ پریشر، دل کی بیماریوں، معدہ کا ضعف اور گیس کا شکار ہو جاتے ہیں۔ان بیماریوں سے محفوظ رہنے یا بیماری لاحق ہونے کے بعد ان کا مقابلہ کرنے کیلئے مختلف قسم کے کھیلوں اور ورزشوں میں مشغول رہنا حفظان صحت کیلئے نہایت ضروری ہے۔(۱۷)

---

(۱۷)......شرح صحیح مسلم، جلد:۶، صفحہ:۶۳۸

## گھڑ دوڑ کا مقابلہ کرانا:

اسلام میں مختلف کھیلوں کی مناسب حد تک حوصلہ افزائی کی گئی ہے جن میں ایک گھڑ سواری کا مقابلہ بھی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اضمار شدہ گھوڑوں (ایسے گھوڑے جن پہلے خوب کھلایا پلایا جائے اور پھر ان کو بھوکا رکھ کر ان کا پسینہ نکلوایا جائے) کا حفیاء سے ثنیۃ الوداع تک مقابلہ کروایا اور غیر اضمار شدہ گھوڑوں کا ثنیہ سے لیکر مسجد بنو زریق تک، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بھی مقابلہ کرنے والے صحابہ میں شامل تھے۔ (۱۸)

## اونٹ اور گھوڑے کی دوڑ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اونٹ، گھوڑے اور تیر اندازی یا نیزہ بازی کے علاوہ کسی چیز کا مقابلہ

(۱۸)......صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۴۰۳

صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۳۴۷۷

جامع الترمذی، حدیث نمبر: ۱۶۲۱

سنن النسائی، حدیث نمبر: ۳۵۲۸_۳۵۲۷

سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۲۲۱۱

مسند احمد، حدیث نمبر: ۴۹۳۴

موطا امام مالک، حدیث نمبر: ۸۸۸

سنن الدارمی، حدیث نمبر: ۲۳۲۲

درست نہیں"۔(۱۹)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک عضباء نامی اونٹنی تھی جس سے کوئی بھی آگے نہ نکل سکتا تھا پھر ایک اعرابی اونٹنی پر سوار آیا اور آپ ﷺ کی اونٹنی سے دوڑ میں آگے نکل گیا، مسلمانوں پر یہ بات بڑی گراں گزری تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ پر یہ حق ہے کہ جس کو بلندی بخشتا ہے تو اس کو نیچا بھی دکھاتا ہے۔(۲۰)

ان احادیث میں گھوڑوں اور اونٹوں کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ عام طور پر انہی کا مقابلہ کروایا جاتا ہے وگرنہ ان کے علاوہ بقیہ جانوروں کا مقابلہ کروانا بھی جائز ہے۔(۲۱)

## مردوں کی دوڑ (ریس) لگوانا:

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انصار میں سے ایک آدمی بڑا تیز دوڑتا تھا کہ کوئی شخص اس سے آگے نہیں نکل سکتا تھا، اس نے للکارا کہ ہے

(۱۹)......سنن ابی داؤد، حدیث نمبر:۲۲۱۰

سنن الترمذی، حدیث نمبر: ۱۶۳۲

(۲۰)......صحیح بخاری، حدیث نمبر:۲۶۶۰

سنن ابی داؤد، حدیث نمبر:۱۴۶۹

مسند احمد، حدیث نمبر:۱۱۵۷۲

(۲۱)......شرح صحیح مسلم للسعیدی، جلد:۶، صفحہ:۶۴۰

کوئی جو مدینہ تک میرے ساتھ دوڑ کا مقابلہ کرے! ہے کوئی جو مدینہ تک میرے ساتھ دوڑے! وہ بار بار للکارتا رہا، تو میں نے اس کی شیخی سن کر کہا، کیا تم کسی کریم کی عزت نہیں کرتے؟ اور کسی شریف سے نہیں ڈرتے؟ اس نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی سے نہیں ڈرتا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان مجھے دوڑ میں اس شخص کے ساتھ مقابلہ کرنے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تمہارا دل چاہے تو (دوڑ لگا لو) میں مڑا اور چھلانگ لگا کر دوڑنے لگا جب ایک چڑھائی یا دو چڑھائیاں آئیں تو میں سانس لینے کیلئے رکا پھر اس کے پیچھے دوڑ پڑا پھر میں نے ایک چڑھائی یا دو چڑھائیوں پر سانس لیا اور پھر اس کے پیچھے دوڑ پڑا، پھر میں دوڑ کر اس آدمی کو جالیا اور اس کے شانوں کے درمیان گھونسہ مارا کہا لو اب تم پیچھے رہ گئے، پھر میں دوڑ کر اس سے پہلے مدینے پہنچ گیا۔ (۲۲)

طبقات ابن سعد میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت واقد رضی اللہ عنہ کے تذکرے میں حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ واقد، سقیا میں فوت ہوئے حضرت ابن عمر نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان کی تدفین کی، پھر بدویوں کو بلا کر ان میں دوڑ کے مقابلے کرائے۔ نافع کہتے ہیں میں نے پوچھا اے ابن عمر رضی اللہ عنہ ابھی آپ نے اپنے بیٹے واقد کو دفن کیا ہے اور اب آپ دوڑ کے

(۲۲)......صحیح مسلم، کتاب الجہاد والسیر، حدیث نمبر: ۱۸۰۷

مقابلے کروا رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا نافع تیری خیر ہو، جب تو اللہ کا فیصلہ دیکھے تو اس سے غافل ہونے کی کوشش کر۔ (یعنی دکھ اور تکلیف کے وقت خود کو کسی کام میں مصروف کرو تا کہ ذہنی طور پر زیادہ پریشانی نہ ہو۔) (۲۳)

## کشتی کرنا:

حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کشتی کی اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو بچھاڑ دیا۔ (۲۴)

حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے سال دولت ایمان سے مشرف ہوئے، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں 42ھ کو مدینہ طیبہ میں وفات پائی۔ آپ بڑے قوی، جسیم، طاقت ور اور مشہور پہلوان تھے، کبھی کشتی کے مقابلوں میں شکست نہ کھائی تھی۔

حضرت رکانہ کی طاقت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ اونٹ کی تازہ اتری ہوئی کھال پر کھڑے ہو جاتے اور دس آدمی مل کر اس کھال کو کھینچتے، کھال پھٹ جاتی مگر آپ اپنی جگہ سے نہ ہلتے تھے۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے ان کو کشتی کے مقابلے میں ہرا دیا۔ روایات میں یوں بھی آتا ہے کہ رسول اللہ

(۲۳)..... طبقات ابن سعد، جلد: ۷، صفحہ: ۲۰۲

(۲۴)..... جامع الترمذی، حدیث نمبر: ۱۷۰۶

سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۳۵۵۶

صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے صرف ایک بار نہیں بلکہ تین بار شکست دی تھی اور پھر رکانہ نے کہا آپ کا عجیب معاملہ ہے آپ کی عجب شان ہے۔ (۲۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کشتی کر رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے ''حسن جلدی کرو'' سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صرف حسن کو ہی ایسا کیوں ارشاد فرما رہے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کیونکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حسین رضی اللہ عنہ کو جلدی کرنے کا کہہ رہے ہیں۔ (۲۶)

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حسنین کریمین کا کشتی کرنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جبرائیل کا داد دینا، حضرت محمد بن علی (امام محمد باقر) رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا ہے۔ (۲۷)

جب پروانانِ شمع رسالت رضوان اللہ علیہم اجمعین غزوۂ بدر کیلئے نکلے تو ''وادیٔ الشیخان'' میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر کا جائزہ لیا اور پندرہ سال سے کمسن بچوں کو واپسی کا حکم صادر فرمایا جبکہ حضرت رافع بن خدیج (جن کی عمر پندرہ سال

---

(۲۵).....السیرۃ النبویۃ، جلد:۱، صفحہ:۳۹۰_۳۹۱

(۲۶).....المعجم لابی یعلی، حدیث نمبر:۱۹۶

اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، جلد:۲، صفحہ:۲۶

(۲۷).....الخصائص الکبریٰ، جلد:۲، صفحہ:۴۶۵

سے کم تھی) کو تیر اندازی میں مہارت کی وجہ سے ساتھ جانے کی اجازت مل گئی، یہ معاملہ دیکھ کر حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور بارگاہ نبوی ﷺ میں ساتھ جانے کی درخواست کس انداز میں دی، ملاحظہ فرمائیں:

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ نے رافع بن خدیج کو اجازت مرحمت فرمائی ہے جبکہ میں اس سے زیادہ طاقتور ہوں چاہے آپ میری اس سے کشتی کروا کر دیکھ لیں، رسول اللہ ﷺ نے ان کو کشتی کرنے کا حکم ارشاد فرمایا، سمرہ بن جندب نے رافع بن خدیج سے کشتی کی اور اس کو بچھاڑ دیا، جس پر رسول اللہ ﷺ نے ان کو بھی ساتھ چلنے کا پروانہ عطا فرمایا۔(۲۸)

اس روایت کے علاوہ اور بھی بہت سی روایات ہیں جن میں کم عمر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے غزوات میں شرکت کیلئے کشتی کی، اور ان روایات سے جہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جذبۂ جہاد کی خبر ملتی ہے تو وہاں سے یہ بات بھی واضح و روشن ہوتی ہے کہ صحابہ کرام میں کشتی کرنے کا مشغلہ بھی عام تھا یہی وجہ ہے کہ حضرت سمرہ بن جندب نے کسی دوسری تیسری کی بجائے یہی عرض کیا کہ حضور ہمارا کشتی کا مقابلہ کروا کر دیکھ لیجئے۔(واللہ ورسولہ اعلم بالصواب)

اسلام ہر اس کھیل کی حوصلہ افزائی کرتا ہے جو صحت انسانی کیلئے فائدہ مند ہو جبکہ لوگ اس قدر مشغول نہ ہو جائیں کہ اطاعت خداوندی سے ہی منہ موڑ لیں،

---

(۲۸)......تاریخ الخمیس، جلد:۱، صفحہ:۴۲۲

لہذا اگر کوئی شخص اپنی صحت کو قائم رکھنے کیلئے کوئی کھیل یا ورزش کرتا ہے تو اس میں کوئی مذائقہ نہیں، اور اسی طرح دل کا بوجھل پن دور کرنے کیلئے کوئی کھیل کھیلنا یا عبادات میں چستی حاصل کرنے کیلئے آپس میں جائز شغل اپنانا بھی قطعی ممنوع نہیں ہے، حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں...... "میں جائز شغل سے اپنے دل کو تقویت پہنچاتا ہوں تاکہ حق کیلئے چستی حاصل کروں۔" (۲۹)

## عید اور نکاح پر خوشیاں منانا اور گانا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے حبشی رقص کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے "مُحَمَّدٌ عَبْدٌ صَالِحٌ" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ کیا کہہ رہے ہیں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ کہہ رہے ہیں "مُحَمَّدٌ عَبْدٌ صَالِحٌ"۔ (۳۰)

حضرت عیاض الاشعری رضی اللہ عنہ کے بارے مروی ہے کہ انہوں نے انبار میں عید منائی اور فرمایا میں تمہیں دف بجا کر گاتے ہوئے نہیں دیکھتا جس طرح کہ (عید کے دن) رسول اللہ ﷺ کے پاس دف بجایا جاتا تھا۔ (۳۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے انصار میں سے

(۲۹)......مقدمہ اخبار الحمقیٰ والمغفلین لابن الجوزی

(۳۰)......مسند احمد، جلد: ۳، صفحہ: ۱۵۲

(۳۱)......سنن ابن ماجہ اردو، حدیث نمبر: ۲۱۹۲

ایک لڑکی کی شادی میں شرکت کی جب لوٹیں تو حضورﷺ نے فرمایا عائشہ کیا تمہارے ساتھ لہو (سامان تفریح) نہیں تھا کیونکہ وہ انصار کو پسند ہے۔(۳۲)

''الاصابہ'' میں حضرت معبد بن قیس کے تذکرہ میں ہے کہ ابن السکن نے ان سے روایت کیا کہ رسول اللہﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے، میری شادی تھی، فرمایا کیا کوئی لہو (کھیل کا سامان) نہیں ہے؟۔(۳۳)

امام نسائی نے حضرت عامر بن سعد سے باسناد صحیح روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک شادی میں قرظہ بن کعب اور ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، وہاں (کمسن) لڑکیاں گا رہی تھیں، میں نے کہا آپ رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں اور اہل بدر میں سے ہیں اور آپ کے پاس گانا ہو رہا ہے؟ آپ نے فرمایا چاہو تو ہمارے پاس بیٹھ کر سنو اور اگر چاہو تو چلے جاؤ ہمیں شادی بیاہ پر کھیل کود کی رخصت دی گئی ہے۔(۳۴)

مذکورہ بالا روایات اس بات پر شاہد و عادل ہیں کہ اسلام میں تنگ نظری کی بالکل گنجائش نہیں مگر چونکہ یہ فطرتی دین ہے جو انسان کی فطرت کے مطابق احکامات ارشاد فرماتا ہے یہی وجہ ہے کہ جس بھونڈی قسم کی خرافات کو کھیل کا نام

---

(۳۲)......صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۴۷۶۵

(۳۳)......الاصابہ فی تمیز الصحابہ، جلد: ۳، صفحہ: ۴۴۰، حدیث نمبر: ۸۱۰۲

(۳۴)......سنن نسائی، حدیث نمبر: ۳۳۳۰

دیگر عریانی وفحاشی اور بے راہ روی کو فروغ دیا جا رہا ہے، اسلام اس کی مخالفت کرتا ہے۔ کیونکہ یہ سب چیزیں انسان کے لئے مضر ہیں، باقی رہا کھیل کود اور تفریح و نشاط، تو اسلام سراسر اس کی اجازت دیتا ہے جو ذکر کردہ احادیث آثار سے بالکل واضح و روشن ہے۔ ہم مسلمانوں کو چاہئے کہ اسلام کا گہری نظر سے مطالعہ کریں تاکہ اصل تنگ نظروں اور دوست نما دشمنوں کو پہچانا جا سکے۔

## نیزوں سے کھیلنا اور کرتب دکھانا:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن حبشی کھیل دکھا رہے تھے اور رسول اکرم ﷺ دروازے پر کھڑے دیکھ رہے تھے آپ ﷺ نے مجھے فرمایا عائشہ کیا تم کھیل دیکھنا چاہتی ہو؟ میں نے عرض کی جی ہاں، آپ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کر لیا تاکہ میں کھیل دیکھ سکوں، جبکہ میرے رخسار نبی ﷺ کے رخسار سے مس ہو رہے تھے آپ ﷺ نے حبشیوں سے فرمایا اے بنی رفدہ تم کھیل جاری رکھو اور آپ ﷺ صرف میرے لئے برابر کھڑے رہے جب تک کہ میں خود نہ پلٹی، سو تم اندازہ کرو کہ کھیل کی شوقین نو عمر لڑکی نے کتنی دیر کھیل دیکھا ہوگا۔ (۳۵)

(۳۵)......صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۴۳۵
صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۱۴۸۱
سنن النسائی، حدیث نمبر: ۱۵۷۷
مسند احمد، حدیث نمبر: ۲۴۱۶۸_۲۵۱۲۳

اگر کسی نے رسول اللہ ﷺ کی خوش اخلاقی اور اہل خانہ سے حسن سلوک کا معاملہ دیکھنا ہو تو اس حدیث میں اس کا عکس دیکھ جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ کس اخلاق کریمہ کے مالک تھے، کہ بغیر کسی مجبوری و اضطرار کے خود اپنے اہل خانہ کی دلجوئی کا اہتمام کیا، اور اگر ہم موضوع کے پیش نظر دیکھیں تو یہ حدیث کھیل کھیلنے اور دیکھنے پر زبردست دلیل ہے، اسی مفہوم کی اور بھی احادیث مذکورہ کتب میں موجود ہیں کہ عید کے دن رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھیل پیش کئے گئے تو آپ ﷺ نے منع نہ فرمایا بلکہ چند روایات میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس بات کو مکروہ جانا، تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ہر قوم کی عید ہوتی ہے اور یہ ہماری عید ہے۔ اس روایت پر علامہ ابو النجاۃ سالم المکی التونسی اپنی تعلیقات بخاری میں فرماتے ہیں ''اللہ تعالیٰ امام بخاری کو عید کے روز مخصوص کھیل کا ذکر لانے پر جزائے خیر عطا فرمائے'' اس حدیث مبارک سے کھیل کے جواز پر استدلال کیا جاتا ہے، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ''الاحیاء'' میں مذکورہ احادیث کو ذکر کرنے بعد کچھ فوائد ذکر کئے جو یہاں فائدہ سے خالی نہیں، آپ فرماتے ہیں یہ نص صریح ہے کہ گانا اور کھیل حرام نہیں اور درج ذیل صورتوں میں اس کی رخصت ثابت ہوتی ہے۔

(۱)...... کھیل تماشا، کیونکہ رقص اور کھیل حبشیوں کی عادت ہے اس لئے انہوں نے اس کا مظاہرہ کیا (معلوم ہوا کہ اگر کھیل کود کا شغل کرنا کسی قوم کی عادت ہو تو ان کیلئے اپنی عادت کے مطابق کھیلنا جائز ہے جیسا کہ گذشتہ اوراق

میں حدیث بھی گزری ہے)

(۲) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ”اے بنی رفدہ تم اپنا کھیل جاری رکھو“ یہ کھیل تماشے کا امر ہے اگر یہ حرام ہوتا تو حضور ﷺ اس کو جاری رکھنے کا حکم کیوں دیتے؟۔

(۳) حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس سے منع کرنے سے روک دیا اور یہ وجہ بیان فرمائی کہ یہ عید کا دن یا خوشی کا موقع ہے۔

(۴) حضور ﷺ نے خاصی دیر کھڑے رہ کر حبشیوں کا کھیل ملاحظہ فرمایا اور حضرت عائشہ کے ساتھ کھڑے ہو کر ان کا کلام سنا، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عورتوں اور بچوں کی دلجوئی زاہدانہ طرز زندگی اور بے جا روک ٹوک میں نہیں بلکہ جائز کھیل تماشا دکھانے میں ہے۔

(۵) رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا ”کیا تم دیکھنا چاہتی ہو“ آپ کا یہ فرمان نہ تو اضطرار (مجبوری) پر مبنی تھا اور نہ ہی آپ کو اہل خانہ کی ناراضگی کا اندیشہ تھا۔ (یعنی آپ نے اپنی رضامندی اور خوشی سے اس بات کی اجازت دی)

اس کے علاوہ اور بھی فوائد کا تذکرہ کیا ہے مگر ہم نے جو حدیث نقل کی ہے اس کے مطابق جتنے اقوال تھے وہ ذکر کئے گئے۔

مزید احادیث ملاحظہ کیجئے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ فرماتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو حبشیوں نے آپ کی تشریف آوری کی خوشی میں نیزوں سے کھیلنے کا مظاہرہ کیا اور کرتب دکھائے۔(۳۶)

معلوم ہوا کہ خوشی کے مواقع پر کھیل کرنا اصحاب رسول ﷺ و رضی اللہ عنہم کا طریقہ ہے۔

مزید آثار صحابہ نظر نواز ہیں:

امام بخاری نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کھیل تماشا کرنے والے حبشیوں کے پاس سے گزرے اور ان کو دو درہم عطا فرمائے۔(۳۷)

حضرت عکرمہ سے مروی ہے کہ جب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹوں کے ختنے کروائے تو کھیل تماشا کرنے والوں کو بلا بھیجا انہوں نے آکر کرتب دکھائے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو چار درہم عطا فرمائے۔(۳۸)

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ دل کی تسکین کیلئے جائز و مباح کھیلوں سے شغل کرنا جائز ہے جبکہ عبادات مسنونہ میں کوتاہی واقع نہ ہو اور جن کھیلوں سے

(۳۶)......سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۴۲۷۷

مسند احمد، حدیث نمبر: ۱۲۱۸۸

(۳۷)......الادب المفرد للبخاری، باب لعب الصبیان، صفحہ: ۴۷۴

(۳۸) التراتیب الاداریہ اردو ص 656 بحوالہ الحسام المسنون فی نصرۃ اہل السر والمکنون

اسلام نے منع فرمایا ہے ان سے اجتناب کیا جائے۔

## خواتین کے کھیل:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گڑیاؤں کے ساتھ کھیلتی تھی میرے ساتھ میری سہیلیاں کھیلنے آتی تھیں اور جب رسول اللہ ﷺ تشریف لاتے تو وہ چلی جاتیں پھر رسول اللہ ﷺ جب تشریف لے جاتے تو ان کو میرے پاس واپس بھیج دیتے اور ہم پھر کھیلنے لگتیں۔(۳۹)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور آپ گڑیا سے کھیل رہی تھیں گڑیوں کے ساتھ ایک گھوڑا بھی پڑا تھا جس کے پر تھے آپ ﷺ نے فرمایا یہ کیا ہے، میں نے عرض کیا یہ گھوڑا ہے، آپ علیہ السلام نے فرمایا گھوڑے کے پر بھی ہوتے ہیں؟ تو حضرت عائشہ نے فرمایا کیا آپ ﷺ نے نہیں سنا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے گھوڑے کے پر تھے۔(۴۰)

---

(۳۹)......صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۵۶۶۵

صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۴۴۸۰

سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۴۲۸۳

سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۱۹۷۲

مسند احمد، حدیث نمبر: ۲۲۱۶۳

(۴۰)......سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۴۲۸۴

اول الذکر حدیث کی تشریح میں علامہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان یہاں فائدہ سے خالی نہیں ہوگا جس سے معلوم ہوگا کہ بچیوں کے گڑیوں سے کھیلنے کے کیا فوائد ہیں:

اس حدیث سے گڑیائیں بنانے کے جواز پر استدلال کیا گیا ہے کیونکہ بچیاں ان سے کھیلتی ہیں اور یہ حدیث تصویروں کی عمومی ممانعت سے گڑیوں کے استثناء پر دلالت کرتی ہیں۔ قاضی عیاض نے اسے قطعی قرار دیا ہے اور جمہور سے نقل فرمایا ہے۔ جمہور علماء نے بچیوں کیلئے گڑیوں کی بیع (خرید و فروخت) کو جائز قرار دیا ہے تاکہ بچپن میں ہی لڑکیوں کو گھریلو امور اور اولاد کی دیکھ بھال کی تربیت حاصل ہو جائے۔ (۴۱)

حضرت عبد اللہ بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اپنے بیٹوں کو تیراکی اور تیراندازی سکھاؤ اور مؤمن عورت کا گھر میں بہترین کھیل سوت کاتنا ہے''۔ (۴۲)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلی جبکہ میں ایک ہلکے بدن والی نوعمر لڑکی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا تم آگے بڑھو، لوگ آگے بڑھ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ

---

(۴۱)......فتح الباری شرح صحیح بخاری، جلد: ۱۰، صفحہ: ۵۲۷

(۴۲)......الجامع الصغیر، حدیث نمبر: ۳۷۲۶

میرا تم سے دوڑ کا مقابلہ ہے پس میں آپ ﷺ سے دوڑ میں آگے نکل گئی اور حضور ﷺ خاموش رہے، پھر میں فربہ ہوگئی اور میرا جسم بھر گیا، تب ایک سفر میں میں آپ ﷺ کے ساتھ نکلی تو آپ نے لوگوں کو آگے بڑھنے کا حکم ارشاد فرمایا لوگ آگے بڑھ گئے تو آپ نے مجھ سے دوڑ کا مقابلہ کیا اور آپ ﷺ مجھ سے آگے نکل گئے اور ہنستے ہوئے فرمایا ''یہ اس دن کا بدلہ ہے''۔ (۴۳)

ان روایات سے خواتین کیلئے بھی کھیلنے کا ثبوت ہے۔ خصوصاً چھوٹی بچیوں کو گڑیاؤں سے کھیلنے کی ترغیب دلانا خوب ہے تا کہ ان کو بچپن میں ہی گھریلو امور کی طرف توجہ حاصل ہو۔

یقیناً اسلام ہی ایک کامل و مکمل دین ہے جو انسان کو ایسے کھیل فراہم کرتا ہے جو اس کی صحت و عبادت میں مخل نہیں ہوتے، مسلمانوں کیلئے لازم ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات کے مطابق کھیل کود کو اپنائیں تا کہ ان کے مقصد پیدائش (عبادت) میں کوئی خلل واقع نہ ہو۔

کھیل سے متعلق اپنی معلومات کے مطابق منفی و مثبت پہلو آپ کے سامنے پیش کر دیئے ہیں اگر یہی حق ہیں تو اللہ اور اس کے پیارے محبوب ﷺ کی عطا ہے اور اگر ان میں کوئی غلطی ہے تو بندۂ حقیر کی سوچ و فکر کی خطا ہے۔

---

(۴۳)...... مسند احمد، حدیث نمبر: ۲۵۰۷۵، سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۲۲۱۴، سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۱۹۷۹

باب سادس...... ❁

## جھوٹ، اور عبادت

دین اسلام ہر اس چیز سے منع فرماتا ہے جو کسی بھی طریقے سے نوع انسانی کیلئے مضر و نقصان دہ ہو، بہت ساری ایسی اشیاء ہیں جن کو کرنے کیلئے انسان کا دل ہمکتار رہتا ہے اور کسی نہ کسی حیلے بہانے سے وہ کام کرنے کا متمنی ہوتا ہے، یہ الگ بات ہے کہ وہ اس کام کے اچھے یا برے اثرات سے باخبر ہو یا نہ ہو ۔مگر بہت ساری ایسی چیزیں ہیں جن کو ہر شخص برا جانتا اور مانتا ہے مگر پھر بھی ان کاموں کو کر گزرتا ہے، ذرا سوچیں کہ اگر کوئی آدمی کسی کام کے نقصان سے باخبر ہو اور پھر بھی اس کو کر گزرے تو کم از کم اسے ''انسان'' کہلانے سے عار ضرور محسوس کرنی چاہئے۔ بہر حال ہر وہ کام جس کو دین اسلام نے ممنوع اور نقصان دہ قرار دیا ہے، جلد یا بدیر ہر انسان کو یہ تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں کہ ان فعال سے باز رہنا ہی اس کیلئے سود مند ہے۔ مثلاً جھوٹ، غیبت، چغلی، حسد غرور اور تکبر وغیرہم، ان میں سے چند ایک کے متعلق گذشتہ ابواب میں بحث ہو چکی ہے، اب دیکھتے ہیں کہ ''جھوٹ'' سے متعلق اسلام کا نقطہ نظر کیا ہے؟ اور اس میں ''عبادت

" کا کونسا پہلو ہے۔

## جھوٹ کی تعریف:

علامہ سید شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ جھوٹ کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں:

"ھُوَ عَدَمُ مُطَابَقَتِہِ لِلْوَاقِعِ" (۱)

یعنی جھوٹ ایسی بات کو کہتے ہیں جس کا حقیقی واقعہ کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہو۔

## جھوٹ بولنا گناہِ عظیم ہے:

امام نووی فرماتے ہیں:

جھوٹ کے حرام ہونے پر قرآن وسنت کی نصوص ظاہر ہیں اور فی الجملہ یہ قبیح گناہوں اور فحش عیوب میں سے ہے۔ اور جھوٹ کی حرمت پر تمام علماءِ امت کا اجماع ہے۔(۲)

مزید فرماتے ہیں:

جھوٹ سے نفرت کرنے پر وہی حدیث پاک کافی ہے جس کے صحیح ہونے پر محدثین کا اتفاق ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

(۱)......التعریفات، صفحہ:۱۲۹

(۲)......الاذکار النوویۃ، صفحہ:۳۲۴

منافق کی تین علامات ہے۔ جب بات کرتا ہے جھوٹ بولتا ہے، جب وعدہ کرتا ہے خلاف ورزی کرتا ہے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرتا ہے۔ (۳)

## جھوٹ سے بچنے پر آیات واحادیث:

اللہ رب العزت کا ارشادِ پاک ہے:

''وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ، اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ کُلُّ اُولٰئِکَ کَانَ عَنْہُ مَسْئُوْلًا'' (۴)

(۳)......صحیح بخاری معہ فتح الباری، جلد:1، صفحہ:89

صحیح مسلم، جلد:1، صفحہ:78

مسند احمد، جلد:2، صفحہ:357

السنن الکبریٰ للبیہقی، جلد:6، صفحہ:85

شرح السنۃ، جلد:1، صفحہ:72

تاریخ بغداد، جلد:14، صفحہ:70

الکامل لابن عدی، جلد:3، صفحہ:1129

تفسیر ابن کثیر، جلد:1، صفحہ:299

کنز العمال، حدیث نمبر:842

اتحاف السادۃ المتقین، جلد:6، صفحہ:263

تاریخ اصفہان لابی نعیم، جلد:1، صفحہ:325

(۴)......القرآن الحکیم، سورۃ الاسراء، آیت:36

اور جس چیز کا تمہیں علم نہیں اس کے در پے نہ ہو بے شک کان، آنکھ اور دل (قیامت کے روز) ہر ایک سے سوال کیا جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

بے شک سچ نیکی کی طرف لیجاتا ہے اور نیکی جنت تک لیجاتی ہے، اور ایک شخص سچ بولتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ صدیق ہو جاتا ہے۔ اور بیشک جھوٹ گناہ کی طرف لیجاتا ہے اور گناہ دوزخ تک لے جاتا ہے اور ایک آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے حتی کہ اس کو اللہ تعالیٰ کے ہاں کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔(۵)

اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

---

(۵)......صحیح بخاری، جلد:7، صفحہ:95
صحیح مسلم، جلد:4، صفحہ:2012
مسند احمد، جلد:1، صفحہ:384
السنن الکبریٰ للبیہقی، جلد:10، صفحہ:196
سنن الدارمی، جلد:2، صفحہ:299
المستدرک للحاکم، جلد:1، صفحہ:127
الدر المنثور، جلد:3، صفحہ:290
جمع الجوامع للسیوطی، حدیث نمبر:5659
حلیۃ الاولیاء، جلد:8، صفحہ:378
کنز العمال، حدیث نمبر:6859
الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، جلد:8، صفحہ:289

تم پر سچ بولنا لازم ہے بیشک سچ نیکی کی طرف لے جاتا ہے اور نیکی جنت تک لی جاتی ہے، اور آدمی ہمیشہ سچ بولتا رہتا ہے اور سچ میں کوشش کرتا ہے حتی کہ اس کو اللہ تعالیٰ کے ہاں صدیق لکھ دیا جاتا ہے۔ اور جھوٹ سے بچو، بیشک جھوٹ برائی کی طرف لیجاتا ہے اور برائی جہنم میں لے جاتی ہے، اور آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ میں کوشش کرتا ہے حتی کہ اسے اللہ تعالیٰ کے ہاں کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔(٦)

امام بخاری علیہ الرحمہ نے ''صحیح بخاری'' میں ایک باب باندھا ہے ''باب مایمحق الکذب والکتمان فی البیع ''یعنی خرید وفروخت میں جھوٹ ملانا اور عیب کو چھپالینا، اس باب کے تحت امام بخاری نے حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بائع اور مشتری کو اختیار حاصل ہے جب تک کہ وہ جدا نہ ہو جائیں، یا فرمایا حتیٰ کہ وہ جدا ہو جائیں۔ اگر انہوں نے سچ بولا اور ساری بات واضح طور پر بیان کردی (یعنی کوئی عیب وغیرہ چھپا کر نہ رکھا) تو ان کی بیع میں برکت ڈال دی جاتی ہے اور اگر انہوں نے عیب چھپایا اور جھوٹ بولا تو ان کی بیع سے برکت اٹھا لی جاتی ہے۔(٧)

(٦)......صحیح مسلم، جلد:4، صفحہ:2013

(٧)......صحیح بخاری، جلد:3، صفحہ:11

=

حضرت بہز بن حکیم اپنے والد کے ذریعے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہلاکت ہے اس شخص کیلئے جو لوگوں کو ہنسانے کیلئے جھوٹ بولتا ہے، ہلاکت ہے اس کیلئے، ہلاکت ہے اس کیلئے۔ (۸)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی طویل حدیث پاک جس میں رسول اکرم ﷺ کے خواب کا بیان ہے، میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے رات کو دیکھا کہ میرے پاس دو شخص آئے، انہوں نے میرے

---

= سنن ترمذی، حدیث نمبر: 1245

سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: 3457

سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: 2182

(۸)...... سنن ترمذی، جلد: 4، صفحہ: 557

سنن ابی داؤد، جلد: 4، صفحہ: 297، حدیث نمبر: 4990

الترغیب والترہیب، جلد: 3، صفحہ: 598

مسند احمد، جلد: 5، صفحہ: 5

شرح السنۃ، جلد: 13، صفحہ: 5

السنن الکبریٰ، جلد: 10، صفحہ: 176

المستدرک للحاکم، جلد: 1، صفحہ: 46

المعجم الکبیر، جلد: 19، صفحہ: 403

تاریخ بغداد، جلد: 4، صفحہ: 4

ہاتھوں کو پکڑا اور مجھے ارض مقدس کی طرف لے گئے۔ میں نے دیکھا کہ وہاں پر ایک آدمی بیٹھا ہے اور ایک آدمی کھڑا ہے اور اس کے ہاتھ میں لوہے کی سلاخ ہے (اور ہمارے بعض اصحاب نے موسی سے روایت کیا ہے کہ) وہ اس لوہے کے ٹکڑے کو اسکے جبڑے میں داخل کرتا ہے اور گدی تک پہنچ جاتا ہے اور اسی طرح دوسری طرف کرتا ہے اور پہلا جبڑا اجڑ جاتا ہے، وہ پھر دوبارہ اسی طرح کرتا ہے، میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟

انہوں نے کہا آگے چلئے ......(اس حدیث پاک کے آخر میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں) میں نے ان دو آدمیوں سے کہا تم نے مجھے ساری رات پھرایا اب بتاؤ کہ جو کچھ میں نے دیکھا وہ کیا ہے، انہوں نے کہا جسے آپ نے دیکھا کہ اس کے جبڑے چیرے جارہے ہیں، وہ بہت جھوٹا شخص ہے، جھوٹی باتیں بناتا اور لوگ انہیں لے کر دنیا بھر میں اڑاتے۔ اور اس کے ساتھ قیامت تک ایسا ہی ہوتا رہے گا۔(۹)

## خواب بیان کرتے وقت جھوٹ بولنا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس نے ایسا خواب بیان کیا جو اس نے نہیں دیکھا تو اس کو جَو میں گرہ

(۹)......صحیح بخاری، جلد:2، صفحہ:104

لگانے کا کہا جائے اور وہ ایسا نہیں کر سکے گا (تو اس کو عذاب دیا جائے گا) اور جو شخص کسی قوم کی باتیں سنے حالانکہ وہ اس کو پسند کرتے ہوں اور اس سے دور بھاگتے ہوں تو اس کے کانوں میں سیسہ ڈالا جائے گا اور جو تصویر بنائے اسے عذاب دیا جائے گا اور کہا جائے گا اس میں روح ڈالو لیکن وہ ایسا نہیں کر سکے گا۔ (۱۰)

خلاف واقع بات کسی کے سامنے کر دینا جھوٹ کہلاتا ہے، اس کے اخروی نقصانات بالکل واضح ہیں جبکہ دنیاوی نقصانات بھی کسی باشعور آدمی سے مخفی نہیں آپ دیکھیں کہ جب کسی آدمی کو خلاف واقع بات سنا کر غم وغصہ میں مبتلا کیا جائے تو عالم غضب میں وہ جو کچھ کر گزرے گا وہ کسی طور بھی انسانیت کیلئے سودمند نہیں ہو سکتا، یقیناً اس کے ذریعے بہت سے دلوں میں نفرت، غصہ، ہیجان، بدگمانی اور بد اعتمادی پیدا ہوتی گی حتیٰ کہ رشتوں میں قطع تعلقی جیسے مہلک امراض بھی جنم لے سکتے ہیں جو کسی طرح بھی فائدہ مند نہیں، اور پھر اس کو اپنا جھوٹ، سچ ثابت کرنے کیلئے کتنے دوسرے لوگوں کو اعتماد میں لینا پڑے گا، اور اگر کسی دوست نے نظریں چرانے کی کوشش کی تو اس کو ''بے وفا'' ''موقع پرست'' اور دیگر بہت سے

---

(۱۰)......صحیح بخاری مع الفتح الباری، جلد:12، صفحہ:427

نصب الرایۃ، جلد:4، صفحہ:240

شرح السنۃ، جلد:12، صفحہ:130

الترغیب والترہیب، جلد:3، صفحہ:438

''القابات'' سے نواز کر ''قطع تعلقی'' کی سند دے دی جائے گی، جو یقیناً بعد میں دشمنی اور خصومت کا پیش خیمہ ثابت ہوگی۔ اور دوسری جانب جھوٹ بولنے والے کی عزت بھی کسی طور معاشرے میں قائم نہیں رہ سکتی جس کی معروف مثالیں ''کچی کی جماعتوں'' سے ہی سکھانا شروع کر دی جاتیں ہیں۔ اگر پھر بھی کوئی آدمی بے مقصد جھوٹ بولنے سے گریز نہیں کرتا تو اسے انتظار کرنا چاہئے کہ کب اس کا شمار ''جھوٹے اور بداعتماد گڈریوں'' میں ہوتا ہے۔

## جھوٹ بولنا اور جدید سائنسی تحقیق:

طبیب اعظم نبی محتشم ﷺ نے جتنی بھی باتوں سے منع کیا، یا جتنے بھی کاموں کو کرنے کا حکم ارشاد فرمایا، وہ بالیقین نوع انسانی کے لئے سودمند اور ترقی کا ضامن ہے۔ گذشتہ سطور میں کی جانے والی بحث سے ثابت ہو چکا کہ پیغمبر اسلام محمد رسول اللہ ﷺ نے انسان کو جھوٹ بولنے سے منع فرمایا حتیٰ کہ یہاں تک فرما دیا کہ جھوٹے کے منہ سے اتنی زبردست ''بدبو'' آتی ہے کہ انسان تو انسان، فرشتے بھی ایک میل دور چلے جاتے ہیں، اس کے علاوہ اور بہت سے نقصانات کی نشاندہی فرما کر جھوٹ سے کنارہ کش ہونے کا حکم ارشاد فرمایا۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ ہمارے نبی علیہ السلام کے برسوں قبل منع کئے ہوئے امر میں دنیاوی حکمتیں کونسی تھیں۔

''سچ بولنے سے انسان کی جسمانی اور دماغی صحت بہتر ہوتی ہے، اس امر

کا انکشاف برطانیہ سے ''ٹرتھ تھراپی'' کے عنوان سے شائع ہونے والی ایک خصوصی رپورٹ میں کیا گیا ہے، جھوٹ بولنا انسان کی صحت کو متاثر کرتا ہے، خاص طور پر جھوٹ بولنے والی خواتین بے خوابی کا شکار ہو جاتی ہیں اور یہی کیفیت اگر بڑھ جائے تو ''السر'' کا باعث بھی بن جاتی ہے ''ٹرتھ تھراپی'' کے ایک ماہر ''بریڈ لینڈ'' کے مطابق حقائق کھولنے والے کڑوے سچ بولنے سے جسمانی اور دماغی صحت بہتر ہوتی ہے اور جھوٹ بولنے والی خواتین حقائق کو چھپا چھپا کر مختلف نفسیاتی دباؤ کا شکار ہو جاتی ہیں۔

جھوٹ بولنے والی خواتین کو اکثر اپنا جھوٹ ثابت کرنے کیلئے نظریں گاڑ کر بات کرنے کی عادت ہو جاتی ہے، ماہرین کے مطابق جھوٹ بولنے سے عورت کی جسمانی ساخت کے علاوہ خوبصورتی پر بھی برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔(۱۱)

## جھوٹ اور عبادت:

جھوٹ بولنا حرام اور گناہ ہے جس سے ہر ممکن حد تک منع کر دیا گیا، مگر اس کے باوجود کچھ ایسے مواقع ہیں جہاں جھوٹ بولنا گناہ نہیں بلکہ ثواب ہے۔ اور کچھ ایسے مواقع ہیں جہاں جھوٹ بولنا جائز ہے جس سے انسان کی روحانیت متاثر نہیں ہوتی۔

---

(۱۱)......سنت مصطفی ﷺ اور جدید سائنس، صفحہ: ۸۵

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں "تین صورتوں کے علاوہ جھوٹ بولنا جائز نہیں ہے۔

ا۔کوئی شخص اپنی بیوی کو راضی کرنے کیلئے جھوٹ بولے۔

۲۔جنگ کے دوران جھوٹ بولنا۔

۳۔لوگوں کے درمیان صلح کروانے کیلئے جھوٹ بولنا۔(۱۲)

فقہا کرام نے چند صورتوں میں جھوٹ بولنا واجب اور کچھ صورتوں میں جائز لکھا ہے، امام یحیٰ بن شرف نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں......

(ترجمہ) جان لو کہ جھوٹ بولنا اگرچہ حرام ہے لیکن بعض حالات میں کچھ شرطوں کے ساتھ (جن کو میں (امام نووی) نے اپنی کتاب "الاذکار" میں واضح کیا ہے) جھوٹ بولنا جائز ہے اس ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ "کلام، کسی مقصد تک پہنچنے کا وسیلہ ہوتا ہے، لہذا ہر قابل تعریف (نیک) مقصد جس تک جھوٹ بولے بغیر پہنچا جا سکے اس میں جھوٹ بولنا حرام ہے، اور اگر جھوٹ بولے بغیر اس مقصد کو حاصل کرنا ممکن نہ ہو تو جھوٹ بولنا جائز ہے، پس اگر مقصد کا

---

(۱۲)......صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۲۴۹۵

صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۴۷۱۷

سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۴۲۷۴۔۴۲۷۵،

مسند احمد، حدیث نمبر: ۲۶۰۱۵

جامع ترمذی، حدیث نمبر: ۱۸۶۱

حصول مباح ہے تو جھوٹ بولنا بھی مباح، اور اگر اس کا حصول واجب ہے تو جھوٹ بولنا بھی واجب ہے، مثلاً کوئی ظالم کسی مسلمان کو قتل کرنے یا اس کا مال چھیننے کیلئے آیا اور مسلمان کہیں چھپ کر بیٹھ گیا، اب اگر ظالم آ کر کسی سے اس کے بارے میں پوچھے کہ وہ کہاں ہے تو اس کے ساتھ جھوٹ بولنا اور مسلمان کے بارے نہ بتانا واجب ہے۔ اسی طرح کسی کے پاس امانت ہو اور ظالم اس سے چھیننا چاہے تو امانت بچانے کیلئے جھوٹ بولنا واجب ہے (چند سطور کے بعد فرماتے ہیں) اس حال میں جھوٹ کے جواز پر علماء نے ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی حدیث سے استدلال کیا ہے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ "لوگوں کے درمیان صلح کروانے والا جھوٹا نہیں" (۱۳)

مندرجہ بالا مواقع کے علاوہ درج ذیل صورتوں میں بھی جھوٹ بولنا جائز ہے۔

لڑائی میں صلح کروانے کیلئے یا کسی مظلوم کی دلجوئی کیلئے جھوٹ بولنا جائز ہے، اسی طرح اگر کسی شخص نے چھپ کر زنا کیا یا شراب پی تو اس کیلئے یہ کہنا کہ "میں نے یہ کام نہیں کیا" جائز ہے، اگرچہ اس نے بے حیائی کا کام کیا ہے مگر اس کا اظہار کرنا ایک اور بے حیائی ہے، اسی طرح جائز ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کا راز بتانے سے انکار کر دے (اور کہہ دے کہ مجھے نہیں معلوم) یہ دیکھنا چاہئے کہ جھوٹ

(۱۳)......ریاض الصالحین، صفحہ: ۴۵۹، مکتبہ رحمانیہ لاہور

بولے سے جو خرابی پیدا ہو رہی ہے وہ سچ بولنے سے پیدا ہونے والی خرابی سے زیادہ ہے یا نہیں، اگر جھوٹ بولنے سے زیادہ خرابی پیدا ہوتی ہے تو جھوٹ نہ بولنے ورگرنہ جھوٹ بول سکتا ہے۔ اگر جھوٹ بولنے سے کسی مسلمان کا اپنا حق ضائع ہو رہا ہو تو عزیمت (بہتر اور اولیٰ) یہ ہے کہ جھوٹ نہ بولے اور اگر کسی دوسرے مسلمان کا حق ضائع ہو رہا ہو تو جھوٹ بولنا واجب ہے تا کہ دوسرے مسلمان کے حق کی حفاظت کر سکے۔ (۱۴)

## کچھ اور جھوٹ کے بارے:

کسی بات میں مبالغہ کرنا بھی جھوٹ نہیں، جیسے کوئی شخص کہتا ہے کہ میں نے تمہیں ستر 70 آوازیں دیں ہیں تم کہاں تھے؟، حالآنکہ اس نے 70 آوازیں نہیں دیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ میں نے تمہیں بار بار آوازیں دیں ہیں، مبالغہ کے جواز پر یہ حدیث دلالت کرتی ہے جس کو امام مسلم نے نقل کیا ہے ، حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو ان کے شوہر نے طلاق دیدی، عدت گزرنے کے بعد ان کو دو آدمیوں نے نکاح کا پیغام بھیجا، ایک ابوجہم اور دوسرے معاویہ بن ابوسفیان، جب رسول اللہ ﷺ سے ان کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا ''ابوجہم تو اپنے کندھے سے لاٹھی نہیں اتارتے (یعنی بیوی کو بہت مارتے ہیں)،

---

(۱۴)......ردالمحتار، جلد:۵، صفحہ:۳۷۷

اور معاویہ مفلس شخص ہیں ان کے پاس کوئی مال نہیں ہے"۔(۱۵)

اس حدیث میں حضور ﷺ کا فرمانا کہ "ابو جہم تو کندھے سے لاٹھی نہیں اتارتے" مبالغہ پر مبنی ہے کیونکہ وہ کھانا کھاتے یا سوتے ہوئے یا دیگر کئی کام کرتے ہوئے لاٹھی کندھے پر نہیں رکھتے تھے۔ لہذا اس حدیث کو دلیل بنا کر علماء نے کہا ہے کہ مبالغہ کے ساتھ بات کرنا جھوٹ نہیں، اور اسی طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا "لَا مَالَ لَہٗ" یعنی اس کے پاس کوئی بھی مال نہیں ہے" حالانکہ ان کے پاس اور کچھ نہیں تو پہننے والے کپڑے تو موجود تھے۔ اسی طرح علامہ نووی علیہ الرحمہ نے شرح صحیح مسلم میں نقل فرمایا ہے۔(۱۶)

مبالغہ کے علاوہ شعر وشاعری میں بھی جھوٹ جائز ہے جبکہ مبالغہ کے ساتھ ہو، کیونکہ مبالغہ پر ذکر کردہ حدیث مستدل ہے اور شعر وشاعری میں جھوٹ پر کوئی دلیل نہیں۔ اس کے علاوہ علماء وفقہاء نے "تعریض اور توریہ" کے حوالے سے جھوٹ بولنا بھی جائز قرار دیا ہے جن کی بحث کو یہاں ذکر نہیں کیا جا رہا، ان میں کافی تفصیل اور وسعت ہے، جبکہ اختصار اس کی اجازت نہیں دیتا۔

---

(۱۵)......صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۷۰۹

سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۱۹۴۴

سنن نسائی، حدیث نمبر: ۳۱۹۳

مسند احمد، حدیث نمبر: ۱۰۶۴

(۱۶)......صحیح مسلم معہ شرح للنووی، جلد: ۱، صفحہ: ۴۸۳، قدیمی کتب خانہ کراچی

ذکر کردہ مواقع پر جھوٹ بولنا جائز ہے جن میں سے کہیں مباح ہے اور کہیں واجب ، جو اس بات پر شاہد ہے کہ جھوٹ بولنا اگرچہ اصلاً حرام اور گناہ ہے مگر جب کسی مصلحت شرعی کو پیش نظر رکھ کر جھوٹ بولا جائے تو قطعاً گناہ یا حرام نہیں ، بلکہ عبادت کا درجہ رکھتا ہے۔

اپنی معلومات کے مطابق جھوٹ کے مثبت و منفی پہلو آپ کے سامنے نقل کر دیئے ہیں اگر مصالح شرعی یا جھگڑا و فساد کا سد باب کرنے کیلئے کوئی جھوٹ بول بھی دیا جائے تو قطعاً ''عبادت'' کے منافی نہیں ، اگر یہی حقیقت اور حق ہے تو اللہ تعالیٰ کی عطا اور محبوب ﷺ کی نظر رحمت ہے ، اور اگر ایسا نہیں تو بندہ حقیر کی غلطی اور مطالعہ کی کمی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت کا نور عطا فرمائے۔ (آمین)

## باب سابع......❀

# غیبت کرنا اور عبادت

دین اسلام ہر اس چیز سے منع فرماتا ہے جو کسی بھی طریقے سے نوع انسانی کیلئے مضر و نقصان دہ ہو، بہت ساری ایسی اشیاء ہیں جن کو کرنے کیلئے انسان کا دل ہمکتا رہتا ہے اور کسی نہ کسی حیلے بہانے سے وہ کام کرنے کا متمنی ہوتا ہے، یہ الگ بات ہے کہ وہ اس کام کے اچھے یا برے اثرات سے باخبر ہو یا نہ ہو ۔مگر بہت ساری ایسی چیزیں ہیں جن کو ہر شخص برا جانتا اور مانتا ہے مگر پھر بھی ان کاموں کو کر گزرتا ہے، ذرا سوچیں کہ اگر کوئی آدمی کسی کام کے نقصان سے باخبر ہو اور پھر بھی اس کو کر گزرے تو کم کم اسے ''انسان'' کہلانے سے عار ضرور محسوس کرنی چاہئے۔ بہر حال ہر وہ کام جس کو دین اسلام نے ممنوع اور نقصان دہ قرار دیا ہے، جلد یا بدیر ہر انسان کو یہ تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں کہ ان فعال سے باز رہنا ہی انسان کیلئے سود مند ہے۔ مثلاً جھوٹ، غیبت، چغلی، حسد غرور اور تکبر وغیرہم، ان میں سے چند ایک کے متعلق گذشتہ ابواب میں بحث ہو چکی ہے، آیئے دیکھتے ہیں کہ ''غیبت'' سے متعلق اسلام کا نقطہ نظر کیا ہے؟ اور اس میں ''

عبادت" کا کونسا پہلو ہے۔

## غیبت کی تعریف:

غیبت کی تعریف میں علامہ جرجانی نے حدیثِ رسول ﷺ کا ایک حصہ نقل فرمایا ہے ...... کسی مسلمان بھائی کی عدم موجودگی میں اس کے بارے ایسی بات کرنا جو اس کے سامنے کی جاتی تو اسے بری لگتی۔(۱)

امام سمرقندی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ...... ہمارے اسلاف نے تو یہاں تک ذکر کیا ہے کہ اگر تو کسی شخص کا کپڑا دیکھ کر کہے کہ یہ چھوٹا یا بڑا ہے (اور یہ بات اسے ناگوار گزرے) تو یہ بھی غیبت ہے۔(۲)

امام غزالی فرماتے ہیں کہ:

"غیبت کی تعریف یہ ہے کہ تم اپنے بھائی کی ان باتوں کو بیان کرو کہ جو اس تک پہنچیں تو اسے اچھی نہ لگیں"

ابن اثیر "النہایۃ" میں فرماتے ہیں:

"تمہارا کسی انسان کی غیر موجودگی میں اس کا برائی کے ساتھ ذکر کرنا غیبت ہے اگرچہ وہ (برائی) اس میں موجود ہو"

امام نووی اپنی کتاب "الاذکار" میں، امام غزالی کی اتباع میں فرماتے ہیں:

---

(۱)......التعریفات، صفحہ: 116

(۲)......تنبیہ الغافلین اردو، جلد: ۱، صفحہ: ۲۳۸

''غیبت یہ ہے کہ کسی شخص کی ان باتوں کو ذکر کرنا جنہیں وہ ناپسند کرتا ہو چاہے وہ (عیب) اس آدمی کے بدن میں ہوں، دین میں ہوں، دنیا میں ہوں یا نفس میں، اخلاق میں ہوں یا خِلقت میں، مال میں ہوں یا اولاد میں، زوجہ میں ہوں یا خادم میں، لباس میں ہوں یا حرکات میں، خوش گفتاری میں ہوں یا سخت کلامی میں، یا ان کے علاوہ کسی بھی ایسی چیز میں (عیب) ہوں جو اس آدمی سے تعلق رکھتی ہے۔ چاہے تم اسے لفظوں میں بیان کرو یا اشارے کنائے میں (ہر صورت میں غیبت ہوگی)

ابن التین نے کہا ہے:

''کسی کی ان باتوں کو بیان کرنا جن کا اظہار اسے ناپسند ہو، غیبت کہلاتا ہے''

امام نووی فرماتے ہیں کہ:

غیبت کے متعلق فقہاء کرام کے بہت سارے اقوال ہیں۔ ان میں سے یہ بھی ہے کہ جس کی غیبت کی جارہی ہو اس کا ذکر سن کر کہنا ''اللہ ہمیں بچائے'' یا کہنا ''اللہ ہماری توبہ قبول فرمائے'' یا یہ کہنا کہ ''ہم اللہ سے عافیت مانگتے ہیں'' وغیرہ یہ سب بھی غیبت میں شامل ہیں۔ (۳)

(۳)......الفتح الباری شرح صحیح بخاری، جلد:10، صفحہ:469

الاذکار للنووی، صفحہ:290-288

غیبت، زبان کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ ہر وہ طریقہ جس سے غیر موجود آدمی کی ناپسندیدہ بات کو سمجھا جا سکے، غیبت ہے۔ چاہے تعریض کے ذریعے ہو، فعل سے ہو، اشارے سے ہو، آنکھوں کے اشارے سے ہو یا لکھ کر بیان کیا جائے، اسی طرح ہر وہ طریقہ غیبت میں شمار ہوتا ہے جس سے مقصد (برائی بیان کرنا) حاصل ہو مثلاً کسی کے چلنے کے جیسا چل کر دکھانا کہ دیکھنے والا سمجھ جائے کہ فلاں کی بات ہو رہی ہے، یہ سب باتیں غیبت میں شمار ہوتی ہیں بلکہ یہ تو باقیوں سے بڑھ کر بڑی غیبت ہے کیونکہ اس کے ذریعے صحیح تصور قائم ہو جاتا ہے۔

## غیبت سے بچنے تلقین:

اللہ رب العزت نے کتاب لا ریب میں مختلف مقامات پر غیبت سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا۝ (۴)

یعنی اللہ تعالیٰ بری بات اچھالنے کو پسند نہیں فرماتا سوائے اس آدمی کے جس پر ظلم ہوا اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ

(۴)......سورۃ النساء، آیت: 148

اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ٥ (۵)

اے ایمان والو! بہت زیادہ گمان کرنے سے بچو بے شک کچھ گمان گناہ ہوتے ہیں اور نہ تجسس کرو اور نہ تم ایک دوسرے کی غیبت کرو کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ تم اس کو ناپسند کرتے ہو، اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔

ایک اور جگہ پر ارشاد ربی ہے:

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ٥ (٦)

یعنی ہر طعنہ دینے والے عیب تلاش کرنے والے کیلئے خرابی ہے۔

ایک اور مقام پر فرمانِ خدا ہے:

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ٥ (۷)

یعنی کوئی بات بھی کہی جائے تو اس پر ایک محافظ مقرر ہے (یعنی وہ اس بات کو لکھ لیتا ہے۔)

ایک اور مقام میں فرمانِ ربی ہے:

---

(۵)......سورۃ الحجرات، آیت:12

(٦)......سورۃ الھمزۃ، آیت:1

(۷)......سورۃ ق، آیت:18

وَلَا تَقْفُ مَالَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ٥ (٨)

یعنی جس بات کا تجھے علم نہیں اس کے پیچھے مت پڑ، بے شک کان، آنکھ اور دل ہر ایک کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

زبان کی آفات میں سے غیبت بہت خطرناک آفت ہے۔ نبی مکرم ﷺ نے اپنے فرمانِ اقدس میں اس کی پہچان بیان فرمائی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا ''اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں'' تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''تمہارا اپنے بھائی کو ایسے لفظوں میں یاد کرنا جنہیں وہ ناپسند کرتا ہو، غیبت ہو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اگر وہ بات ہمارے بھائی میں پائی جاتی ہو تو اسے بیان کرنے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ فرمایا، وہ بات اس میں پائی جائے جبھی تو اس کو بیان کرنا غیبت ہے اور اگر وہ بات اس میں نہ ہو پھر تو تم نے اس پر بہتان باندھا ہے۔ (٩)

---

(٨)......سورۃ الاسراء، آیت: 36

(٩)......صحیح مسلم، جلد: 4، صفحہ: 2001

السنن الکبریٰ للبیہقی، جلد: 10، صفحہ: 247 =

حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ آپ کو تو صفیہ کی فلاں فلاں خوبیاں کافی ہیں (آپ رضی اللہ عنہا نے اس سے ان کا پستہ قد ہونا مراد لیا تھا) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اے عائشہ! تو نے ایسا کلمہ بولا ہے کہ اگر اسے سمندر میں ڈال دیا جائے تو وہ بھی رنگین ہو جائے، سیدہ کہتی ہیں میں نے عرض کیا کہ میں نے ایک انسان کی حکایت بیان کی ہے فرمایا مجھے کسی انسان کی حکایت بیان پسند نہیں چاہے مجھے اتنا اتنا مال مل جائے۔(۱۰)

---

= الادب المفرد للبخاری، صفحہ:425
شرح السنۃ للبغوی، جلد:13، صفحہ:138
فتح الباری شرح صحیح بخاری، جلد:10، صفحہ:469
مشکوۃ المصابیح، حدیث نمبر:4828
زاد المسیر فی علم التفسیر، جلد:7، صفحہ:472

(۱۰)......سنن ابی داؤد، جلد:4، صفحہ:269
الترغیب والترھیب، جلد:3، صفحہ:505
الاذکار النوویۃ، صفحہ:300
مشکوۃ المصابیح، حدیث نمبر:4853
تفسیر ابن کثیر، جلد:7، صفحہ:359
الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، جلد:16، صفحہ:337

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

معراج کے موقع پر میں ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرا جن کے تانبے کے ناخن تھے اور وہ اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے، میں نے پوچھا اے جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ لوگوں کا گوشت کھایا کرتے تھے (غیبت کیا کرتے تھے) اور ان کی عزتوں پر حملہ کرتے تھے۔(۱۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ایک دوسرے سے حسد نہ کرو۔ ایک دوسرے سے بڑھ کر بولی نہ لگاؤ۔ ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو۔ ایک دوسرے سے تعلق نہ توڑو۔ ایک دوسرے کی

(۱۱)...... سنن ابی داؤد، جلد:4، صفحہ:269

اتحاف السادة المتقین، جلد:74، صفحہ:533

الدر المنثور، جلد:4، صفحہ:150

الترغیب والترہیب، جلد:3، صفحہ:510

مشکوٰۃ المصابیح، حدیث نمبر:5046

الاذکار النوویہ، صفحہ:300

سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ، حدیث نمبر:533

تفسیر ابن کثیر، جلد:5، صفحہ:8

الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، جلد:16، صفحہ:336

بیع پر بیع نہ کرو۔ سب اللہ تعالیٰ کے بندے اور آپس میں بھائی بھائی ہو جاؤ۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس سے خیانت کرے اور نہ اس سے جھوٹ بولے اور نہ ہی اس کو ذلیل کرے پھر سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین بار ارشاد فرمایا تقویٰ یہاں ہے۔ کسی آدمی کے برا ہونے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ ہر مسلمان کی عزت، مال اور اس کا خون دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ (۱۲)

حدیث پاک میں ہے، حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جب تمہارا کوئی ساتھی فوت ہو جائے تو اس کو (برے لفظوں میں یاد کرنا) چھوڑ دو۔ (۱۳)

---

(۱۲)......صحیح مسلم، جلد:4، صفحہ:1986

جامع ترمذی، جلد:4، صفحہ:235

مسند احمد، جلد:2، صفحہ:277

اتحاف السادۃ المتقین، جلد:6، صفحہ:219

ارواء الغلیل، جلد:8، صفحہ:99

الاذکار النوویۃ، صفحہ:311

(۱۳)......سنن ابی داؤد، جلد:4، صفحہ:275

صحیح الجامع للالبانی، جلد:1، صفحہ:279 =

حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے لوگو جو زبانی کلامی ایمان لائے ہو اور ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا! تم مسلمانوں کی غیبت نہ کیا کرو اور نہ ان کی عزت کے در پے رہا کرو کیونکہ جو ان کی عزت کے پیچھے پڑے گا اللہ تعالیٰ اس کی عزت کے پیچھے پڑ جائے گا اور اللہ تعالیٰ جس کی عزت کے در پے ہو جائے تو اسے گھر بیٹھے بھی ذلیل کر دے گا۔ (۱۴)

---

= سلسلة الاحاديث الصحيحه للالبانی، حدیث نمبر: 285

اتحاف السادۃ المتقین، جلد: 10، صفحہ: 374

المغنی عن حمل الاسفار، جلد: 4، صفحہ: 477

الکامل لابن عدی، جلد: 5، صفحہ: 1829

تاریخ اصفہان، جلد: 2، صفحہ: 346

(۱۴)...... سنن ابی داؤد، جلد: 4، صفحہ: 270

مسند احمد، جلد: 4، صفحہ: 421,424

الصحیح الجامع للالبانی، جلد: 6، صفحہ: 308، حدیث نمبر: 3549

المعجم الکبیر، جلد: 11، صفحہ: 186

الترغیب والترہیب، جلد: 3، صفحہ: 239

شرح السنۃ، جلد: 13، صفحہ: 104

مجمع الزوائد، جلد: 8، صفحہ: 176

دلائل النبوۃ للبیہقی، جلد: 6، صفحہ: 256 =

حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کچھ دیہاتی، نبی مکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کرنے لگے کہ یارسول اللہ ﷺ! کیا اس بارے میں ہمیں گناہ ہے؟ کیا اس بارے میں ہمیں گناہ ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اے اللہ کے بندو! اللہ تعالیٰ نے گناہ بس اس بات میں رکھا ہے کہ کوئی آدمی اپنے (مسلمان) بھائی کی عزت میں کمی کرے، (یعنی اسے گالی دے یا اس کے عیب کو لوگوں میں بیان کرے) سو جس نے ایسا کیا وہ گناہگار ہوا اور ہلاک ہو گیا۔ (۱۵)

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

سب سے بڑا سود (زیادتی) اپنے مسلمان بھائی کی عزت میں ناحق زبان درازی کرنا ہے۔ (۱۶)

---

(۱۵)......مسند احمد، جلد:4، صفحہ:278

سنن ابن ماجہ، جلد:2، صفحہ:1137

سنن ابی داؤد، جلد:2، صفحہ:211

کنز العمال، حدیث نمبر:12545

(۱۶)......ابوداؤد، جلد:4، صفحہ:296

مسند احمد، جلد:1، صفحہ:190

صحیح الجامع للالبانی، جلد:2، صفحہ 442

حافظ ابو یعلی و دیگر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کا قصہ روایت کیا ہے کہ:

حضرت ماعز رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے زنا کیا ہے، مجھے پاک فرما دیجئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے منہ پھیر لیا حتیٰ کہ حضرت ماعز نے اپنا جملہ چار بار دہرایا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچویں مرتبہ دریافت کیا کہ کیا تو نے زنا کیا ہے؟ حضرت ماعز نے کہا ''جی ہاں'' جب ان پر زنا ثابت ہو چکا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ''رجم'' کرنے کا حکم ارشاد فرمایا تو انہیں رجم کر دیا گیا۔

(رجم کر کے واپس آتے ہوئے) کچھ دیر کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں کی گفتگو سنی کہ ایک آدمی دوسرے سے کہہ رہا تھا، کیا تو نے اس آدمی (ماعز) کو نہیں دیکھا جس کا اللہ تعالیٰ نے پردہ رکھا لیکن اس نے خود اپنی جان کو پھنسا لیا حتیٰ کہ اسے کتے کی طرح پتھر مارے گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ گفتگو سنی تو چلتے رہے حتیٰ کہ آپکا گزر ایک مردہ گدھے کے پاس سے ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''فلاں، فلاں کہاں ہیں'' آؤ اس مردہ گدھے کو کھاؤ، انہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ آپ سے درگزر فرمائے کیا اسے کھایا جاتا ہے؟ (یعنی مسلمانوں کو تو حلال چیز کھانے کا حکم ہے اور مردار تو حرام ہوتا ہے)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ابھی جو تم دونوں اپنے بھائی کے عیب بیان کر رہے تھے وہ کام تو اس مردار کو کھانے سے بھی زیادہ برا ہے۔ (اور جہاں تک ماعز کا تعلق ہے تو) اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، وہ تو اس وقت جنت کی نہروں میں غوطے کھا رہا ہے۔ (۱۷)

حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو کسی کے عیب نکالے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کے عیب ظاہر کر دے گا اور جو لوگوں پر سختی کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر سختی کرے گا ۔لوگ عرض گزار ہوئے کہ اور نصیحت فرمائیے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، آدمی کی سب سے پہلے گلنے اور بدبودار ہو جانے والی چیز اس کا پیٹ ہے لہذا جس سے ہو سکے وہ صرف پاک روزی ہی کھائے۔ اور جو طاقت رکھتا ہو (کچھ ایسا کرنے کی) کہ اس کے اور جنت کے درمیان ایک چلو خون بھی حائل نہ ہو تو وہ ایسا ضرور کرے۔ (۱۸)

(۱۷)......تفسیر ابن کثیر، جلد:4، صفحہ:216
سنن ابی داؤد، جلد:4، صفحہ:148
السنن الکبریٰ للبیھقی، جلد:8، صفحہ:227

(۱۸)......صحیح البخاری، کتاب الاحکام، حدیث نمبر:7152
مسند احمد، جلد:5، صفحہ:45
المعجم الکبیر، جلد:2، صفحہ:179
مجمع الزوائد، جلد:8، صفحہ:95
حلیۃ الاولیاء، جلد:4، صفحہ:301

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس نے اپنے بھائی کے گوشت کو غیبت سے بچایا (یعنی نہ تو خود اس کی غیب کی اور نہ کسی کو کرنے دی) تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اسے جہنم سے آزاد کردے۔(۱۹)

غیبت پر ابھارنے والے اسباب:

جب کوئی عاقل مسلمان شخص ان اسباب کو سوچے جن کی وجہ سے کوئی غیبتی غیبت کرتا ہے، یا کوئی چغل خور چغلی کرتا ہے تو درج ذیل اسباب سامنے آتے ہیں ۔

پہلا سبب:

''کسی آدمی کیلئے سینے میں غیظ و غضب کا پایا جانا'' لہٰذا اس کا اظہار کرنے کیلئے وہ دوسرے کی غیبت کرتا ہے یا اس پر بہتان باندھتا ہے یا پھر اس کی چغلی کھاتا ہے۔

دوسرا سبب:

''دوسروں کے لئے کینہ اور بغض رکھنا'' لہٰذا غیبتی شخص اپنے کینے کے

(۱۹)......مسند احمد، جلد:5، صفحہ:461

مجمع الزوائد، جلد:8، صفحہ:95

مرض سے تندرست ہونے اور اپنے سینے کو ٹھنڈا کرنے کیلئے اس آدمی کی غیبت کرتا ہے جس سے بغض وکینہ رکھتا ہو۔ اور یہ کامل الایمان مومنوں کی صفات نہیں ہیں ۔ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

تیسرا سبب:

"اپنے نفس کی بڑائی اور دوسرے کی پستی کا اظہار کرنا" مثلاً وہ کہتا ہے، کہ فلاں جاہل ہے، اس کی سوچ کمزور اور بیمار ہے، وہ کمزور عقل والا ہے، (وہ یہ سب کہتا ہے تا کہ) آہستہ آہستہ لوگوں کی نظروں کو اپنے نفس کی فضیلت اور اپنے شرف و بزرگی کی طرف پھیر دے، کہ وہ ان نقائص سے منزہ ہے جن کا ذکر وہ دوسرے کی غیبت کے ذریعے کر رہا ہے۔ اور یہ معاذ اللہ نفس کا تکبر ہے اور ان ہلاک کرنے والی چیزوں میں سے ہے جن کو نبی اکرم ﷺ نے بیان فرمایا ہے۔

چوتھا سبب:

"دوست واحباب اور اہل مجلس کے ساتھ باتوں میں موافقت کرنا"

(یعنی جس طرح عام مجالس میں لوگ بیٹھ کر ایک دوسرے کی غیبت کرتے ہیں ایک دوسرے کے باتیں کرتے ہیں، تو غیبتی بھی جب اس مجلس میں بیٹھتا ہے تو انہی جیسی گفتگو کرتا ہے) تا کہ ان کی خوشنودی حاصل ہو جائے اگرچہ اس کے بدلے اللہ تعالیٰ کا غضب ہو رہا ہو۔ اور یہ کمزور ایمان اور اللہ تعالیٰ کی نگہبانی کی طرف عدم توجہ کی وجہ سے ہوتا ہے۔

پانچواں سبب:

''گناہگاروں پر تعجب کا اظہار کرنا'' مثلاً ایک آدمی کہتا ہے کہ میں نے فلاں سے بڑھ کر عجیب آدمی نہیں دیکھا، اچھا بھلا عقل مند آدمی ہے اور پھر بھی دیکھو کیسے گناہ کرتا ہے، یا وہ کتنا بڑا آدمی یا کتنا عالم شخص ہے، (اور پھر بھی گناہ کرتا ہے) وغیرہ۔

چھٹا سبب:

''لوگوں سے تمسخر کرنا، مذاق اڑانا اور ان کا حقارت سے ذکر کرنا''

ساتواں سبب:

''کسی منکر پر اللہ کے غضب کا اظہار کرنا'' مثلاً کوئی شخص کہتا ہے کہ فلاں کو اللہ سے ذرا حیا نہیں آتی کہ وہ یوں یوں کرتا ہے۔ یعنی وہ آدمی کسی شخص پر اللہ کے غضب اور ناراضگی کا اظہار کر رہا ہوتا ہے مگر اس دوران اپنے مسلمان بھائی کی عزت کو غیبت کے ذریعے داغدار کر دیتا ہے۔

آٹھواں سبب:

''حسد کرنا'' لوگ کسی آدمی کی تعریف کریں اور اس سے محبت کریں تو غیبتی شخص اس سے حسد کرتا ہے اور کم عقل و کم دین غیبتی اس کی عزت و شان کو کم کرنے کے بہانے ڈھونڈتا ہے لہذا اسے غیبت اور اس آدمی کی عزت کے در پے ہونے کے علاوہ کوئی راستہ نظر نہیں آتا، پس وہ لوگوں کے سامنے اس کی غیبت کرتا

ہے تا کہ لوگ اس کی تعریف کرنا اور اس سے محبت کرنا ترک کر دیں ۔ ایسا آدمی لوگوں میں سب سے بڑھ کر برا اور خبیث نفس کا مالک ہوتا ہے ۔ ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کرتے ہیں ۔

**نواں سبب:**

''دوسروں کیلئے رحمت ، بھائی چارے اور محبت کا اظہار کرنے کیلئے ان کی غیر موجودگی میں ان کے متعلق گفتگو کرنا'' مثلاً کہنا کہ فلاں مسکین کے حالات نے مجھے غمگین کر دیا ہے ۔ ایسا کرنے میں گناہ نہیں ہے ۔

**دسواں سبب:**

''تصنع ، ٹھٹھا ، کھیل کود اور دوسروں کو ہنسانے کیلئے'' خبیث النفس غیبتی کسی مجلس میں بیٹھتا ہے تو دوسروں کی غیبت کرتا ہے تا کہ لوگوں کو ہنسا سکے ۔ پس لوگ اس کی باتوں پر ہنستے ہیں تو وہ جھوٹ اور غیبت میں زیادتی کرنے لگتا ہے ۔ ایسے آدمی پر وہ حدیث پاک منطبق ہوتی ہے جس میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اس آدمی کیلئے ہلاکت ہے جو لوگوں کو ہنسانے کیلئے جھوٹ بولتا ہے ، اس کیلئے ہلاکت ہے ، اس کیلئے ہلاکت ہے ۔ (۲۰)

**گیارھواں سبب:**

کسی دوسرے کی طرف کسی برے فعل کی نسبت کرنا تا کہ اپنا (اس فعل

(۲۰)......جامع ترمذی ، جلد: 4 ، صفحہ: 557

سے) بری ہونا ظاہر کر سکے اور دوسروں پر ملامت اور قصور ڈالنے کیلئے تا کہ وہ لوگوں پر ظاہر کر سکے کہ وہ خود عیبوں سے پاک صاف ہے۔

بارھواں سبب:

کسی آدمی کا یہ جان لینا کہ فلاں شخص اس کے خلاف گواہی دینے کا ارادہ رکھتا ہے، یا کسی بڑے آدمی کے سامنے، دوستوں یا بادشاہ کے سامنے اس کی تنقیص کرنا چاہتا ہے تو وہ اِس آدمی سے پہلے ان کے پاس چلا جاتا ہے اور اس کی غیبت کرتا ہے تا کہ وہ بادشاہ یا دوستوں وغیرہ کی نظروں سے گر جائے اور اس کا سچا پن ان کی نظروں میں مشکوک ہو جائے۔(۲۱)

غیبت سے متعلق اولیاء وصوفیا کے ارشادات:

صحابی رسول حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ جو کہ کتب سابقہ کے عالم بھی تھے فرماتے ہیں کہ میں نے انبیائے کرام پر نازل ہونے والی کتب سماویہ میں پڑھا ہے کہ ''جو شخص غیبت کرتا رہا اور توبہ کر کے مر گیا وہ سب کے بعد جنت میں داخل ہوگا اور جو شخص غیبت کرتا رہا اور بغیر توبہ کئے مر گیا وہ سب سے پہلے جہنم میں داخل ہوگا۔

حضرت حاتم زاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس مجلس میں تین چیزیں ہوں وہاں سے رحمتِ الٰہی اٹھالی جاتی ہے۔

---

(۲۱)......تطہیر العیبۃ من دنس الغیبۃ، لابن حجر مکی ہیثمی، صفحہ:56

۱۔دنیا کا ذکر ۲۔ہنسی ۳۔لوگوں کی عیب جوئی (غیبت)

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اے بندۂ خدا تین چیزیں مومن کا حصہ ہونی چاہئیں تا کہ نیکو کاروں میں شمار ہو۔

۱۔اگر تو کسی کو نفع نہیں دے سکتا تو اسے نقصان بھی نہ دے۔

۲۔اگر لوگوں میں خوشیاں تقسیم نہیں کر سکتا تو انہیں غمزدہ بھی نہ کر۔

۳۔اگر تجھے کسی کی تعریف کرنے کی توفیق نہیں تو اس کی مذمت بھی نہ کر ۔(یعنی اس کی غیبت نہ کر)

حضرت وہب مکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں...... دنیا و مافیہا کی تخلیق سے لے کر اس کے فنا ہو جانے تک متاعِ جہاں کو اللہ کی راہ میں قربان دینے سے زیادہ بہتر یہ کہ میں کسی کی غیبت نہ کروں۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اولاد آدم کے پاس فرشتے بیٹھتے ہیں، جب وہ اپنے (مسلمان) بھائی کا اچھے لفظوں میں ذکر کرتا ہے تو وہ کہتے ہیں ''اس کیلئے بھی اور تیرے لئے بھی ایسی ہی نیک خواہشات ہیں'' اور جب وہ اپنے بھائی ذکر برے کلمات (غیبت وغیرہ) سے کرتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں ''اے ابن آدم! تو نے اپنے بھائی کے پردوں کو بے نقاب کر دیا ہے، اپنے آپ پر نظر کر (اور اپنے عیب دیکھ کر) اللہ کا شکر ادا کر جس نے تیرے عیب چھپا رکھے ہیں۔(۲۲)

(۲۲)......تنبیہ الغافلین جلد اول

## پانچ چیزیں؟:

امام سمرقندی علیہ الرحمہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ کسی نبی کو خواب میں یہ حکم ملا کہ جب آپ صبح نکلیں تو جس چیز کے ساتھ سب سے پہلے آمنا سامنا ہو اسے کھا لینا۔

دوسرے نمبر پہ جو چیز دیکھو اسے چھپا لینا۔

تیسرے نمبر پر جسے دیکھو اسی کی فریاد کو قبول کرنا۔

چوتھی چیز کو مایوس نہ کرنا۔

اور پانچویں سے کنارہ کش ہو جانا۔

جب صبح ہوئی اور سب سے پہلے جس چیز سے سامنا ہوا وہ ایک کالے رنگ کا بہت بڑا پہاڑ تھا، وہ نبی حیران و ششدر کھڑے سوچتے رہے کہ میرے اللہ نے تو مجھے اسے کھانے کا حکم دیا تھا کیا میں اسے کھا سکوں گا؟ پھر خود کو مخاطب فرما کر کہنے لگے میرا خدا مجھے کسی ایسی چیز کا حکم نہیں دے سکتا جو میری طاقت سے باہر ہو، یہ سوچا اور اس پہاڑ کو کھانے کے ارادے سے اس کی جانب تشریف لے گئے، جب قریب ہوئے تو وہ پہاڑ چھوٹا ہو گیا، آپ اس کے قریب آئے اور اسے اٹھا کر اپنا لقمہ بنا لیا وہ شہد سے بھی زیادہ میٹھا اور لذیذ تھا، آپ نے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر کے آگے چل پڑے۔ آگے گئے تو دیکھا ایک سونے کا برتن پڑا ہے، سوچا کہ دوسری چیز کو چھپانے کا حکم تھا لہذا آگے بڑھے اور ایک گڑھا کھود کر

اسے دفنا دیا، چند قدم آگے چلے پھر مڑ کر دیکھا تو وہ برتن پھر باہر پڑا تھا، واپس آ کر پھر دبا دیا، کچھ دور جا کر دیکھا تو پھر باہر پڑا تھا، آپ نے پھر دبایا، وہ پھر نکل آیا، بار بار یونہی ہوتا رہا تو کہنے لگے میں نے حکم الٰہی کی تعمیل کر دی ہے آگے اللہ مالک۔ پھر آگے چل نکلے، دیکھا تو ایک باز پرندے کا تعاقب کر رہا ہے اور اسے اپنی گرفت میں لینے کی سرتوڑ کوششیں کر رہا ہے، پرندے نے پکارا اے اللہ کے نبی میری مدد کیجئے، انہوں نے اس کی فریاد رسی کرتے ہوئے اسے پکڑ کر آستین میں چھپا لیا، دوسری طرف باز نے آ کر عرض کی یا نبی اللہ ﷺ میں بھوکا ہوں اور کل سے اسے شکار کرنے کیلئے اس کے تعاقب میں تھا تاکہ اسے پکڑ کر اپنا پیٹ بھر سکوں لہذا آپ مجھے میرے رزق سے مایوس نہ کریں۔ آپ نے سوچا کہ مجھے تیسری چیز کی فریاد رسی اور چوتھی کو مایوس نہ لٹانے کا حکم ملا تھا، اب میں اس باز کو مایوس نہ لٹانے کا کون سا طریقہ اختیار کروں؟ کچھ دیر کی سوچ و بچار کے بعد انہوں نے چھری لی اور اپنی ران کا ایک ٹکڑا کاٹ کر باز کی جانب پھینک دیا اور وہ اسے لے اڑا، پھر آپ نے پرندے کو بھی آزاد کر دیا۔ پانچویں چیز بدبودار مردار تھا جسے دیکھ کر وہ فوراً کنارہ کش ہو گئے۔

شام کے سائے ڈھلے تو انہوں نے عرض کی یا الٰہ العالمین! جو تو نے مجھے حکم دیا میں نے ویسا ہی کر دیا، اب مجھے ان کی حقیقت حال سے بھی آگاہ کر دے۔ رات کو خواب میں بتلایا گیا کہ......

پہلی چیز جسے کھانے کا حکم تھا وہ غصہ تھا جو شروع میں پہاڑ کی طرح ہوتا ہے جب صبر کیا جائے تو شہد سے بھی میٹھا ہو جاتا ہے۔

دوسری چیز اعمال صالحہ تھے جنہیں جتنا بھی چھپایا جائے وہ اتنے ہی ظاہر ہوتے ہیں۔

تیسری چیز جو پرندے کی میں شکل میں تھی وہ امانت ہے جس میں خیانت نہ کی جائے۔

چوتھی چیز جو باز کی شکل میں تھی وہ سائل ہے جب وہ سوال کرے تو خود محتاج ہی کیوں نہ ہو اسکے سوال کو پورا کرو۔

پانچویں چیز بدبودار مردار کی صورت میں ''غیبت'' تھی۔ غیبت کرنے والوں سے اسی طرح بھاگو جس طرح مردار کی بدبو سے بھاگتے ہو۔ (۲۳)

سطورِ بالا میں غیبت سے متعلقہ آیات واحادیث اور اقوالِ صوفیاء واولیاء اس بات پر شاہد ہیں کہ غیبت کرنا کسی طور بھی شگفتہ وشستہ امر نہیں، اس کے ذریعے جو فسادات کھڑے ہوتے ہیں وہ کسی سے ڈھکے چھپے نہیں، کوئی بھی ذی شعور آدمی اس برے فعل کو درست نہیں سمجھتا بلکہ اس قبیح فعل سے نفرت کرتے ہیں۔ ہمیں بھی جس حد تک ممکن ہو اس سے دور رہنا چاہئے اور اپنا دامن اس سے آلودہ نہیں کرنا چاہئے۔

---

(۲۳)...... تنبیہ الغافلین اردو، جلد:۱، صفحہ: ۲۵۰

## غیبت کرنا ثواب بھی ہے؟:

غیبت کے گناہ وحرام ہونے کے بارے گفتگو آپ نے ملاحظہ کی، مگر یاد رہے کہ ایسا صحیح اور شرعی مقصد جس تک غیبت کے بغیر رسائی ممکن نہ ہو اس کے حصول کیلئے غیبت کرنا جائز ہے۔ان صورتوں کی تفصیل سے قبل دلیل کے طور پر چند احادیث پیش خدمت ہیں......

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے فرمایا ''اس کو اجازت دے دو وہ اپنے قبیلے کا برا انسان ہے''۔(۲۴)

اس حدیث پاک میں آپ ﷺ نے اس نوجوان کے بارے فرمایا کہ'' وہ اپنے قبیلے کا برا انسان ہے'' یہ اس کی پشت پیچھے بات کی گئی جس کو اصطلاح میں ''غیبت'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔اس کی توجیہہ ان شاء اللہ آئندہ سطور میں پیش کی جائیگی۔

---

(۲۴)......صحیح بخاری، حدیث نمبر:۵۵۷۲

صحیح مسلم، حدیث نمبر:۴۶۹۳

جامع ترمذی، حدیث نمبر:۱۹۱۹

سنن ابی داؤد، حدیث نمبر:۴۱۵۹

مسند احمد، حدیث نمبر:۲۲۹۷۷

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو (منافق) آدمیوں کے بارے فرمایا ''میرے خیال میں فلاں فلاں کو ہمارے دین کے بارے کسی چیز کا پتہ نہیں''۔ (۲۵)

اس روایت میں ''فلاں فلاں'' کی عدم موجودگی میں اس کی لاعلمی کا ذکر کیا گیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو سفیان کی بیوی حضرت ہند نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ ابوسفیان بڑے بخیل آدمی ہیں وہ مجھے اتنا مال نہیں دیتے جو مجھے اور میری اولاد کو کافی ہو، مگر جو میں ان کی لاعلمی میں خود اٹھا کر رکھ لیتی ہوں (تو کیا یہ میرے لئے جائز ہے؟) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اتنا لے لیا کرو جتنا تمہیں اور تمہاری اولاد کو مناسب طریقے سے کافی ہو۔ (۲۶)

اس روایت میں ہند نے ابوسفیان کے پیچھے ان کی غیر مناسب عادت کو

---

(۲۵)......ریاض الصالحین، حدیث نمبر: ۱۵۳۳

(۲۶)......صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۴۹۳۵

صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۳۲۳۳

سنن النسائی، حدیث نمبر: ۵۳۲۵

سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۳۰۶۵

سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۲۲۸۴

رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیان فرمایا۔

ان احادیث کے علاوہ ایک حدیث گذشتہ اوراق میں جھوٹ کی بحث کے دوران نقل ہو چکی ہے جس میں آقائے نامدار ﷺ نے حضرت معاویہ اور حضرت ابوجہم رضی اللہ عنہما کے بارے فرمایا ہے کہ معاویہ تو غریب اور محتاج آدمی ہے جبکہ ابوجہم تو کندھے سے لاٹھی نہیں اتارتا۔

ان احادیث میں رسول اللہ ﷺ نے بھی اور صحابیہ نے بھی پیٹھ پیچھے بری عادت کا ذکر کیا جو کہ اصطلاحاً غیبت کی تعریف میں آتا ہے۔ ثانی الذکر حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے جن لوگوں کی برائی بیان کی ہے ان کے بارے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''کانا من المنافقین'' یعنی وہ دونوں آدمی منافق تھے۔ معلوم ہوا کہ منافق کی غیبت کرنا حرام یا گناہ نہیں بلکہ جائز ہے۔

مزید تفصیل کیلئے آیئے امام یحییٰ بن شرف نووی شافعی علیہ الرحمہ کی بحث ملاحظہ فرمائیں وہ اس حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں......

جان لو کہ صحیح مقصد شرعی جس تک غیبت کے بغیر پہنچنا ممکن نہ ہو اس کے حصول کیلئے غیبت کرنا جائز ہے۔ اس کی تقریباً چھ صورتیں ہیں۔

(۱) پہلی صورت: مظلوم کیلئے جائز ہے کہ وہ قاضی، بادشاہ، اربابِ اختیار یا منصفین کے روبرو ظالم کے ظلم کو بیان کرے تا کہ وہ اس کو نجات دلا سکیں۔

(۲) دوسری صورت: برائی کو بدلنے اور گناہگار کو نیکی پر لگانے کیلئے

اس کی شکایت کسی ایسے آدمی کے پاس لگانا جس کے بارے امید ہو کہ وہ اسے گناہ سے روک لے گا۔ اگر غیبت کا مقصد برائی کو روکنا ہو تو جائز ورنہ حرام ہے۔

(۳) تیسری صورت: فتویٰ حاصل کرنے کیلئے بھی کسی کی غیبت جائز ہے کہ مفتی سے یوں کہا جائے کہ میرے باپ، یا بھائی یا خاوند نے مجھ پر یہ ظلم کیا ہے آیا اس طرح کرنا اس کیلئے جائز تھا یا نہیں؟ اور اس بارے میں میرے لئے کیا حکم ہے۔ لیکن اس میں افضل یہی ہے کہ نام لئے بغیر یوں کہہ دیا جائے کہ ''اگر کوئی شخص یوں کرے تو کیا حکم ہے'' تاہم تعین بھی جائز ہے جیسا کہ حضرت ہند والی حدیث سے اس کا ثبوت ملتا ہے جس میں انہوں نے ابوسفیان کا نام لے کر رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا ہے۔

(۴) چوتھی صورت: مسلمانوں کو شر سے محفوظ رکھنے اور ان کی خیر خواہی کے پیٹھ پیچھے برائی بیان کرنا جائز ہے۔ اس کی چند صورتیں ہیں:

۱...... حدیث بیان کرنے والے مجروح (جھوٹ یا دوسرے کئی قسم کے عیبوں میں مبتلا) راویوں پر اور گواہوں پر جرح کرنا اجماع مسلمین سے جائز ہے بلکہ ضرورت کے وقت فرض ہے۔

۲...... کسی آدمی سے رشتہ باندھنا ہو، یا کاروبار میں شرکت کرنی ہو، یا امانت رکھنی ہو یا کوئی معاملہ طے کرنا ہو یا اس کا پڑوسی بننا ہو اور اس کے بارے کسی سے پوچھا جائے کہ بھئی وہ کیسا آدمی ہے تو دوسرے پر لازم ہے کہ وہ اس

کے حالات کو نہ چھپائے خیر خواہی کے طور پر اس کے عیب بھی بیان کر دے۔

۳...... جب کسی طالب علم کو بدعتی یا فاسق سے علم حاصل کرتے ہوئے دیکھے اور طالب علم کے نقصان کا خطرہ ہو تو بدعتی یا فاسق معلِم کا حال طالب علم کے سامنے پیش کر دینا جائز ہے۔ یہ اس وقت ہے جب خیر خواہی کی نیت ہو، کیونکہ اس میں مغالطہ پیدا ہو جاتا ہے اور متکلِم حسد کی بنا پر گفتگو کرتا ہے اور شیطان اصل حقیقت کو مشتبہ کر دیتا ہے اور بندے کو یہی خیال گزرتا ہے کہ میں خیر خواہی کر رہا ہوں لہذا بندے کو عقل مندی سے کام لینا چاہیئے۔

۴...... کسی شخص کو اقتدار حاصل ہو رہا ہو اور وہ اس لائق نہ ہو، بلکہ فسق و فجور اور غفلت کی بنیاد پر اپنے فرائض کو کما حقہ ادا نہ کر سکتا ہو تو ایسی صورت میں حاکم اعلیٰ سے اس کی شکایت کرنا جائز ہے تاکہ وہ اسے معزول کر کے کسی قابل اور لائق شخص کو یہ منصب عطا کر دے۔

(۶) پانچویں صورت: جو شخص کھلم کھلا فسق و فجور اور بدعات کا مرتکب ہو مثلاً کھلے عام شراب پیتا ہو، لوگوں پر ظلم کرتا ہو، ٹیکس وصول کرتا ہو، ظلماً لوگوں کا مال جمع کرتا ہو یا دیگر امور باطلہ کا مرتکب ہوتا ہو تو اس کے اعلانیہ طور پر کئے جانے والے فسق و فجور کا تذکرہ کرنا جائز ہے۔ ہاں وہ امور جو وہ چھپ کر کرتا ہے ان کو بیان کرنا درست نہیں۔

(۶) چھٹی صورت...... تعارف اور پہچان کیلئے کسی کا کوئی عیب بیان کرنا

جائز ہے، مثلاً ”اعمش (چندھا) اعرج (لنگڑا) اصم (بہرا) اعمیٰ (اندھا) یا احول (بھینگا) وغیرہ القابات جن سے اس آدمی کی تخصیص ہو جاتی ہو کہ فلاں شخص ہے“۔ تنقیص کیلئے ان القابات کا استعمال حرام ہے۔ اگر ان کے بغیر تعارف ہو سکتا ہو تو چاہئے کہ ان کو ترک کر دیا جائے۔

یہ چھ صورتیں ہیں جس میں پیٹھ پیچھے غیبت کرنا جائز بلکہ چند صورتوں میں فرض و واجب ہے۔ ان میں سے اکثر پر علماء کا اجماع ہے اور ان کے دلائل احادیث صحیحہ میں مشہور ہیں۔ (احادیث اوپر ذکر کی گئی ہیں) (۲۷)

ان صورتوں کے علاوہ بھی چند ایک ایسی صورتیں ہیں جن میں غیبت کرنا جائز بلکہ ثواب ہے، تاہم ان صورتوں کے علاوہ کسی کی غیبت کرنا جائز نہیں بلکہ حرام و گناہ ہے۔ غیبت کی حرمت و حلت کے بارے مثبت و منفی پہلو آپ احباب کے سامنے ذکر کر دیئے گئے ہیں، اگر یہی حق و صواب ہیں تو اللہ کی عطا اور مصطفیٰ ﷺ کی نگاہ ہے وگرنہ بندۂ حقیر کی مطالعہ کی کمی اور سوچ و فکر کی خطا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

(۲۷)......ریاض الصالحین، صفحہ: ۴۵۰ مکتبہ رحمانیہ لاہور

## باب ثامن......❀

# شعر و شاعری اور اسلام

اس بات میں شک نہیں کہ شاعری ایک ایسا فن ہے جس کے ذریعے طویل مفاہیم کو مختصر پیرائے میں بیان کر دیا جاتا ہے، اور اس بات میں بھی شبہ کی گنجائش نہیں کہ عام وعظ و نصیحت کسی کو اتنا متاثر نہیں کرتے جتنا اشعار کسی معقول آدمی کے دل میں گھر کرتے ہیں۔ بالعموم شعر و سخن کے بارے کہا جاتا ہے کہ یہ باذوق لوگوں کا مشغلہ ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ اشعار میں ایسی قوت و طاقت پائی جاتی ہے جس کے ذریعے بے ذوق و بد ذوق شخص بھی اس کی جانب کھنچا چلا آتا ہے۔ دوران تالیف اچانک ہی ذہن اس موضوع کی جانب ملتفت ہوا کہ شعر و شاعری کے متعلق دین اسلام کا نقطہ نظر دیکھنا چاہئے، اور جب اس بارے ہم نے کتب احادیث و تفسیر میں نظر کی تو خوشگوار حیرت کی چھاؤں نے جھلستے ذہن کو ٹھنڈک بخشی کہ ہمارا مذہب اس مشغلے سے منع نہیں کرتا جبکہ کفر و شرک اور کذب و معصیت پر مبنی اشعار سے اجتناب برتا جائے۔

یہاں یہ بات بھی لائق التفات ہے کہ کوئی بھی ایسا شغل جو یاد خداوندی سے غافل کر دے، حرام و ممنوع ہے چاہے وہ شعر و شاعری ہی کیوں نہ ہو۔

## شعر کی تعریف:

علامہ سید شریف جرجانی حنفی علیہ الرحمہ شعر کی تعریف میں فرماتے ہیں:

''الشعر فی اللغة العلم و فی الاصطلاح کلام مقفی موزون علی سبیل القصد''(۱)

شعر کا لغوی معنیٰ 'علم' ہے اور اصطلاح میں ایسے کلام کو کہا جاتا ہے جس میں کلام کے آخری الفاظ کو ایک وزن اور ایک قافیہ پر لانے کا ارادہ کیا جائے۔

کسی کلام کے شعر ہونے کیلئے ضروری ہے کہ اس کو ایک قافیہ اور ایک وزن پر لانے کا اراہ کیا جائے۔ اگر ارادہ اور نیت نہ پائی جائے تو کلام کو شعر نہیں کہا جا سکتا جس طرح کہ قرآن مجید کی متعدد آیات اور بہت سی احادیث مصطفویہ مقفیٰ اور موزوں ہیں لیکن ان کو شعر نہیں کہا جا سکتا کیونکہ ان کو مقفیٰ و موزوں لانے کا ارادہ نہیں کیا گیا جیسے قرآن پاک میں ہے......

انا اعطینٰک الکوثر

فصل لربك وانحر

ان شانئك هو الابتر

## یہ بشر کا کلام نہیں:

مثال دیتے ہوئے سورۃ الکوثر کا ذکر ہوا تو لگے ہاتھوں یہ حکایت بھی

(۱)......التعریفات، صفحہ:۹۱-۹۲، مکتبہ رحمانیہ لاہور

ملاحظہ کرتے چلیئے تا کہ قرآن پاک کی عظمت وہیبت کا اندازہ ہو سکے......

منقول ہے کہ کسی صحابی نے سورۃ الکوثر کی آیات کسی کپڑے وغیرہ پر لکھ کر کعبۃ اللہ میں پر لٹکا دیں وہاں سے عرب کے ایک فصیح و بلیغ شاعر کا گزر ہوا تو ان آیات کو دیکھ کر سوچ میں پڑ گیا کہ یہ کس شاعر کا کلام ہے؟ جس میں فصاحت و بلاغت کے موتی اس شان کے ساتھ پروئے گئے ہیں کہ عقل دنگ اور فکر حیران ہے۔ یہ بات بھی اسے بحر حیرت میں غرق کرنے کو موجود تھی کہ کبھی تین مصرعوں پر مشتمل کوئی شعر، قطعہ یا رباعی دیکھنے سننے میں نہ آئی تھی۔ بڑی سوچ بچار کے بعد اس نے اپنی جانب سے ایک مصرع کا اضافہ کر کے رباعی کو مکمل کیا اور اپنے ساتھ خطۂ عرب کے فصحاء و بلغاء کو بھی ورطۂ حیرت میں گم کر دیا......

انا اعطینٰك الکوثر

فصل لربك وانحر

ان شانئك هو الابتر

ماهذا کلام البشر

یعنی جب سوچ وفکر کی عمیق گہرائیاں بھی اسے معرفتِ قرآن سے آگاہ نہ کر پائیں تو اس نے کہا "ماهذا کلام البشر" (یہ کسی بشر کا کلام ہی نہیں) اور اپنی راہ لی۔

بات کرتے کرتے شاید ہم کچھ دور ہی نکل گئے، بات ہو رہی تھی کہ جس

کلام کو نیت وارادے سے قافیہ اور وزن میں نہ لایا جائے اس کو شعر نہیں کہتے ،لہذا قرآن پاک یا احادیث کی وہ عبارات جن میں الفاظ ہم وزن و ہم قافیہ پائے جاتے ہیں، ان کو اشعار کہنا سخت غلطی و بے ادبی ہے۔

## ردیف اور قافیہ:

شعر کے آخری حروف جو وزن میں ایک دوسرے کے مطابق ہوں ان کو قافیہ اور آخری سے پہلے حروف جو وزن میں ایک دوسرے کے مطابق ہوں ان کو ردیف کہتے ہیں۔ مثلاً......

تیرے دشمنوں کو رلاتا رہوں گا

یہ وعدہ ہے آقا نبھاتا رہوں گا

محبت ہے کیا چیز لاعلم ہوں میں

مگر اپنا سب کچھ لٹاتا رہوں گا

ان اشعار میں ''رہوں گا'' قافیہ، جبکہ ''رلاتا، نبھاتا اور لٹاتا'' ردیف ہیں۔ یاد رہے کہ یہ عربی شاعری کے اعتبار سے تعریف بیان کی گئی ہے، اردو زبان میں اس کے الٹ ہے۔

## فن شعر گوئی اور اس کا بانی:

شعر گوئی بھی با قاعدہ ایک فن ہے جو ہر کس و ناکس کا کھیل نہیں بلکہ یہ

جنابِ باری تعالیٰ کی جانب سے عطا کردہ ملکہ ہوتا ہے جسے مل گیا سو مل گیا۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ممکن ہے کسی کے ذہن میں آئے کہ فن شعر و شاعری کو عطائے خداوندی کہا جا رہا ہے؟ تو اس پر انشاء اللہ آئندہ سطور میں بحث کی جائے گی۔

جس علم کے ذریعے فن شعر گوئی کی اصطلاحات سے واقفیت حاصل کی جاتی ہے اس کو "علم العروض" کہا جاتا ہے جس کے بانی ابو عبدالرحمٰن خلیل بن احمد بصری ہیں۔ یہ 100ھ میں پیدا ہوئے اور 70 سال کی عمر گزار کر 170ھ میں فوت ہوئے۔ اشعار گوئی کی تاریخ اگرچہ بہت قدیم ہے مگر اسے ایک فن میں ڈھال کر پیش کرنا انہی کا کارنامہ ہے۔ انہوں نے سنسکرت عروض کے اصولوں اور اصطلاحوں سے فائدہ اٹھا کر کچھ یونانی اور عربی قدیم طریقوں کو ملا کر پندرہ بحروں اور پانچ دائروں کو ایجاد کیا اور اس کا نام "علم عروض" رکھا۔

## تاریخ اشعار:

کچھ مؤرخین کے مطابق سب سے پہلا شعر حضرت آدم علیہ السلام نے کہا تھا جب قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا تھا۔ قاسم بن سلام بغدادی نے کہا ہے کہ سب سے پہلا شعر حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹوں میں سے یعرب بن قحطان نے کہا اور فارسی میں سب سے پہلا شعر بہرام گور نے کہا جبکہ ایک قول کے مطابق سب

سے پہلے جس شخص نے مدح اور تعریف میں قصائد کی بنیاد رکھی وہ چوتھی صدی ہجری کے شروع شروع میں خراسان، بخارا اور ہرات کے سلطان احمد بن نوح السامانی کا درباری تھا جس کا نام رودکی تھا۔(۲)

## شعر وشاعری اور قرآن:

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ایسے شعراء کی مذمت کی ہے جو اشعار میں ایسی باتیں کرتے ہیں جن پر ان کا اپنا عمل بالکل نہیں ہوتا۔ مزید وضاحت آیات کی روشنی میں ملاحظہ کیجئے:

وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ○ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ○ وَ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَالَا يَفْعَلُوْنَ ○ (۳)

شاعروں کی پیروی گمراہ لوگ کرتے ہیں۔ کیا آپ (ﷺ) نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر وادی میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔ اور بے شک وہ جو کچھ کہتے ہیں اس پر خود عمل نہیں کرتے۔

ان آیات، خصوصاً آیت نمبر 225 میں اللہ تعالیٰ نے شاعروں کی ساری قلعی کھول کر رکھ دی ہے کہ وہ ''ہر وادی میں بھٹکتے پھرتے ہیں'' یعنی شعر کی ہر صنف میں طبع آزمائی کرتے ہیں، کسی کی مدح کرتے ہیں اور کسی کی مذمت، ان

(۲)...... دستور العلماء، جلد:۲، صفحہ:۱۵۷۔۱۵۸

(۳)...... سورۃ الشعراء، آیت:۲۲۴۔۲۲۵۔۲۲۶

کے اشعار میں بے حیائی کی باتیں ہوتی ہیں، گالی گلوچ، لعن طعن، افتراء و بہتان، تکبر اور اظہار فخر، حسد و دکھاوا، کسی کی تذلیل و توہین اور بہت سی اخلاق سوز باتیں ہوتی ہیں۔ اس بنا پر وہ گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کر دیتے ہیں۔

مزید اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ''وہ جو کچھ کہتے ہیں اس پر خود عمل نہیں کرتے'' اگر گستاخی معاف کریں تو اس کا واضح مفہوم آج کل کے جاہل اور بے علم نعت خوانوں اور نعت گویان پر منطبق ہوتا ہے۔ آج کل اکثر نعت خوان حضرات اشعار کے ذریعے رسول اللہ ﷺ سے اپنی محبت والفت کا ڈھنڈورا پیٹتے نہیں تھکتے اور دوسری جانب داڑھیاں منڈواتے اور حرام کاری میں گولڈ میڈل حاصل کرتے ہیں۔ بہت ممکن ہے کہ میرے الفاظ میں سختی اور درشتی محسوس ہو مگر واللہ یہی سچ ہے، نماز روزے کی پابندی نہیں ہوتی، راتوں کو محافل میں ذکر سرکار ﷺ کے ذریعے ہزاروں بٹورے جاتے ہیں اور صبح فجر کی نماز سمیت ظہر کا فکر نہ دادر۔

میں اپنے موضوع سے انحراف نہیں چاہتا تاہم اگر چند باتیں ایسی آ گئی ہیں تو مجھے معذور سمجھا جائے۔ بات یہ ہو رہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں شاعروں کی مذمت فرمائی، حتیٰ کہ جب مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کی زبانی قرآنی آیات سنیں تو لامحالہ بول اٹھے کہ یہ تو شعر ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی اس بات کا رد نازل فرمایا:

وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْآنٌ مُّبِينٌ ۝

یعنی ہم نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کو شعر نہیں سکھائے اور نہ ہی وہ (قبیح) فعل ان کے لائق ہے بلکہ (جو حضور ﷺ تمہیں سناتے ہیں) یہ تو صرف ذکر اور قرآن مجید ہے۔

## شعر، شاعر اور احادیث نبویہ:

رسول اللہ ﷺ نے متعدد بار شعر اور شاعر کی قباحت کو واضح فرمایا، جسکا بیان حسب ذیل ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عرج نامی پہاڑ پر چل رہے تھے کہ اچانک ایک شاعر شعر کہتا ہوا سامنے آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس شیطان کو پکڑ لو یا فرمایا کہ شیطان کو روک لو کیونکہ کسی کے پیٹ کا پیپ سے بھر جانا بہتر ہے اس سے کہ اس کا پیٹ شعر سے بھر جائے۔(۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پیٹ کا پیپ سے بھر جانا بہتر ہے اس سے کہ وہ شعر سے بھر جائے۔(۵)

(۴)......صحیح مسلم، حدیث نمبر:۴۱۹۳

مسند احمد، حدیث نمبر:۱۰۶۳۵)

(۵)......صحیح بخاری، حدیث نمبر:۵۶۸۹

صحیح مسلم، حدیث نمبر:۴۱۹۱

جامع الترمذی، حدیث نمبر:۲۸۷۸

=

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین بار یہ ارشاد فرمایا ''کلام میں غلو کرنے والے ہلاک ہو گئے''۔(۶)

حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے مجھے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن میرے زیادہ قریب وہ ہوگا جو تم میں سے اچھے اخلاق والا ہوگا اور سب سے زیادہ مبغوض اور مجھ سے زیادہ دور وہ ہوگا جو برے اخلاق والا ہوگا اور یہ لوگ ثرثارون، متشدقون اور متفیہقون ہیں۔(۷)

ثرثارون سے مراد وہ لوگ ہیں جو تکلف کے ساتھ بکثرت کلام کرتے ہیں اور حق سے نکل جاتے ہیں۔اور متشدقون سے مراد وہ لوگ ہیں جو بغیر احتیاط اور پرہیز کے وسیع کلام کرتے ہیں۔(۸)

---

= سنن ابی داؤد، حدیث نمبر:۴۳۵۶

سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر:۳۷۴۹

مسند احمد، حدیث نمبر:۷۵۳۵

(۶)......صحیح مسلم، حدیث نمبر:۴۸۲۳

سنن ابی داؤد حدیث نمبر:۳۹۹۲

مسند احمد، حدیث نمبر:۳۴۷۳

(۷)......شعب الایمان للبیہقی، جلد:۴، صفحہ:۲۵۰-۲۵۱

(۸)......النہایہ فی غریب الحدیث، جلد:۱، صفحہ:۲۹

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کیا رسول اللہ ﷺ کے پاس اشعار سنے جاتے تھے؟ حضرت عائشہ نے فرمایا اشعار آپ ﷺ کے نزدیک مبغوض ترین تھے۔(۹)

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے عشاء کے بعد شعر پڑھا اس کی اس رات کی نماز قبول نہیں ہوگی۔(۱۰)

مذکورہ بالا آیات اور احادیث نبویہ اس بات پر دلالت کر رہی ہیں کہ شعر و شاعری اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے محبوب ﷺ کو بالکل پسند نہیں۔ لیکن اکثر علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ ان اشعار سے مراد ایسے اشعار ہیں جو بے حیائی سے بھر پور ہوں، اور ان میں خوبصورت عورتوں، بے ریش لڑکوں، شراب اور فحش کاموں کی ترغیب ہو۔ اور ان شاعروں سے مراد بھی ایسے شاعر ہیں جو پیشہ ور ہوں جن کو پیسے دے کر کسی شریف آدمی کی توہین پر مبنی اشعار لکھوا لئے جائیں یا کسی فاسق و فاجر اور شرابی شخص کی تعریف کروالی جائے۔ اور ایسے لوگ مراد ہیں جو صرف شاعری کو ہی اپنا مشغلہ بنا لیتے ہیں اور ذکر خدا اور رسول ﷺ سے بے بہرہ ہو جاتے ہیں۔ ایسے شاعروں اور شعروں کا حال وہی ہے جو اوپر قرآن و حدیث کی روشنی میں واضح ہو چکا۔

---

(۹)......مجمع الزوائد، حدیث نمبر: ۱۳۲۹۷

(۱۰)......مجمع الزوائد، حدیث نمبر: ۱۳۳۱۶

## شعر وشاعری پسندیدہ بھی ہے:

سطور بالا میں آپ نے پڑھا کہ اشعار کی کس قدر مذمت کی گئی ہے مگر ان اشعار سے مراد قبیح مضامین والے اشعار مذمومہ ہیں۔ باقی رہے وہ اشعار کہ جن میں گناہ کی ترغیب یا کفر وشرک کی تعلیم نہ ہو تو بلاشبہ وہ جائز و مستحسن بلکہ چند مواقع پر واجب وعبادت بن جاتے ہیں۔ ان مواقع کا ذکر کرنے سے قبل چند کچھ آیات واحادیث ملاحظہ فرمائیں۔

## قرآن پاک کے مطابق:

سورۃ الشعراء، کی وہ آیات جو گذشتہ اوراق میں ذکر کی گئی ہیں جن میں شاعروں کی مذمت کی گئی اور ان کو بوادیٔ ضلالہ میں بھٹکنے والے شتر بے مہار کہا گیا ،انہی آیات کے متصل بعد والی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایسے شاعروں کو مستثنیٰ قرار دیا ہے جو شعر وشاعری تو کرتے ہیں مگر اللہ کی یاد سے غافل نہیں ہوتے اور نماز روزے کو پس پشت نہیں ڈال دیتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

''اِلَّا الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَ عَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ وَ ذَکَرُوْا اللّٰہَ کَثِیْرًا وَانْتَصَرُوْا مِنْ بَعْدِ مَاظُلِمُوْا ''(۱۱)

(شاعر گمراہ لوگ ہیں) سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے، اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کو بکثرت یاد کیا اور اپنے مظلوم

(۱۱)......سورۃ الشعراء، آیت: ۲۲۷

ہونے کے بعد بدلہ لیا۔

اس آیت میں مومن و صالح شاعروں کو مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے کیونکہ ان کے اشعار اللہ تعالیٰ کی توحید، اس کی حمد و ثناء، اس کی اطاعت کی ترغیب، حکمت اور نصیحت، دنیا سے اعراض اور دیگر مواعظ پر مشتمل ہوتے ہیں اور ان کا شعر و شاعری میں مشغول ہونا ان کو اللہ کی یاد اور اس کی عبادت سے مانع نہیں ہوتا۔

## احادیث کے مطابق:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ عمرة القضاء کیلئے مکہ میں داخل ہوئے تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے آگے آگے یہ اشعار پڑھتے جا رہے تھے۔

خلوا بنی الکفار عن سبیله　　　الیوم نضربکم علی تنزیله

ضربا یزیل الهام عن مقیله　　　ویزهل الخلیل عن خلیله

(کافروں کے بیٹوں کو حضور ﷺ کے راستے سے پیچھے ہٹا دو۔ قرآن کے حکم کے مطابق آج ہم تم پر ایسا وار کریں گے کہ گردنیں تن سے جدا ہو جائیں گی۔ اور دوست اپنے دوست کو بھول جائے گا۔)

جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار پڑھے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا اے عبداللہ تم رسول اللہ ﷺ کے سامنے اور اللہ تعالیٰ کے حرم میں اشعار پڑھ رہے ہو؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اے عمر اس کو چھوڑ دو یہ شعر کافروں

کے دلوں میں تیر سے زیادہ اثر کرتے ہیں۔ (۱۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے سچی بات جو کسی شاعر نے کہی ہے وہ لبید کی یہ بات ہے۔

''الا کل شئی ماخلا اللہ باطل''

سنو! اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہے۔ (۱۳)

حضرت عمرو بن الشرید رضی اللہ عنہما اپنے والد (شرید) سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سواری کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا ''کیا تمہیں امیہ بن صلت کا کوئی شعر یاد ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں حضور! آپ ﷺ نے فرمایا سناؤ، میں نے ایک شعر سنایا، آپ ﷺ نے فرمایا اور سناؤ، حتیٰ کہ میں نے ایک سو اشعار سنائے اور حضور ﷺ ہر شعر کے بعد فرماتے رہے اور شعر سناؤ۔ (۱۴)

---

(۱۲)...... جامع الترمذی، حدیث نمبر: ۲۷۷۴

سنن النسائی، حدیث نمبر: ۲۸۲۴

(۱۳)...... صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۶۱۷۴

صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۲۵۶

(۱۴)...... صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۴۱۸۵

سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۳۷۴۸

مسند احمد، حدیث نمبر: ۱۸۶۳۸

حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کسی غزوہ میں رسول اللہ ﷺ کی انگلی زخمی ہوگئی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

هل انت اصبع دميت و فی سبيل الله ما لقيت (١٥)

تو ایک انگلی ہے جو زخمی ہوئی ہے، تو نے اللہ کی راہ میں ہی تکلیف اٹھائی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ شعر سے استدلال کرتے تھے؟ تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہاں، آپ ﷺ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

''ویاتیك بالاخبار من لم تزود'' (١٦)

خندق کے دن مٹی پلٹ رہے تھے اور آپ ﷺ کا پیٹ (مبارک) غبار آلود تھا اور آپ ﷺ یہ اشعار پڑھ رہے تھے......

والله لو لا الله ما اهتدينا ولا تصدقنا ولا صلينا

فانزلن سكينة علينا و اثبت الاقدام ان لاقينا

ان الاولىٰ قد بغوا علينا اذا ارادوا فتنة ابينا

---

(١٥)......صحیح بخاری، حدیث نمبر: ٢٨٠٢

صحیح مسلم، حدیث نمبر: ٣٣٥٣

مسند احمد حدیث نمبر: ١٨٢٤٤

(١٦)......جامع ترمذی، حدیث نمبر: ٢٨٧٥

مسند احمد، حدیث نمبر: ٢٣٩٢٠

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنگ (اللہ کی قسم اگر اللہ نہ چاہتا تو ہم ہدایت نہ پاتے، نہ ہم صدقہ کرتے اور نہ نماز پڑھتے۔ پس (اے اللہ) تو ہم پر سکینہ نازل فرما اور اگر ہمارا دشمنوں سے مقابلہ ہو تو ہمیں ثابت قدم رکھ۔ بے شک پہلے لوگوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی، جب وہ فتنہ ڈالنے کا اردہ کریں گے تو ہم انکار کریں گے۔(۱۷)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بعض شعر حکمت آمیز ہوتے ہیں۔(۱۸)

## شعر کہنا جہاد ہے:

حضرت کعب بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے شعر کے متعلق آیتیں

(۱۷)......صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۲۸۳۵

صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۳۳۶۵

مسند احمد، حدیث نمبر: ۱۷۷۵۵

(۱۸)......صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۵۶۸۹

سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۴۳۵۷

سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۳۷۴۵

مسند احمد حدیث نمبر: ۲۰۲۲۵

سنن الدارمی حدیث نمبر: ۲۵۸۸

نازل کی ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک مومن اپنی تلوار اور زبان کے ذریعے جہاد کرتا ہے، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، ان (کافروں اور منکروں) کے خلاف شعر پڑھ کر تم ان کو تیروں کی طرح زخمی کرتے ہو۔ (۱۹)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مشرکوں کے خلاف اپنی جانوں، مالوں اور زبانوں کے ساتھ جہاد کرو (یعنی شعروں کے ذریعے ان پر ہٹ کرو)۔ (۲۰)

## عبادتوں کی جان اور عین ایمان:

حضور انور ﷺ کی شان و عظمت میں اشعار پڑھنا خوب تر اور کافروں اور مشرکوں کے کئے ہوئے اعتراضات کا شعروں کے ذریعے جواب دینا تمام عبادتوں کی جان اور عین ایمان ہے۔ حضرت حسان بن ثابت، حضرت عبداللہ بن رواحہ اور حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہم و دیگر صحابہ کرام حضور اکرم ﷺ کی شان و عظمت کا دفاع کیا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے بھی اور رسول اللہ ﷺ نے بھی

(۱۹)...... صحیح ابن حبان، حدیث نمبر: ۵۷۸۶

(۲۰)...... سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۲۵۰۴

سنن النسائی، حدیث نمبر: ۳۰۴۵

مسند احمد، حدیث نمبر: ۱۱۷۹۸

سنن الدارمی، حدیث نمبر: ۲۳۲۴

ان کی تحسین بڑے اعلیٰ پیرائے میں فرمائی۔ ملاحظہ کیجئے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لئے مسجد میں منبر بچھا دیتے اور وہ اس پر چڑھ کر (اشعار کے ذریعے) حضور ﷺ کے فضائل ومناقب بیان کیا کرتے تھے...... حضور ﷺ فرماتے تھے جب تک حسان فضائل بیان کرتے ہیں یا حضور ﷺ کی موافقت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ روح القدس (حضرت جبریل علیہ السلام) کے ذریعے ان کی تائید فرماتا رہتا ہے۔ (۲۱)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ قریظہ کے دن حضرت حسان سے فرمایا مشرکین کی ہجو کرو (ان کے خلاف شعر پڑھو) کیونکہ جبریل تمہارے ساتھ ہیں۔ (۲۲)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے ان (منکروں) کی ہجو کر کے خود بھی شفاء پائی اور مسلمانوں کو بھی شفایاب کر دیا۔ (۲۳)

---

(۲۱)...... جامع ترمذی، حدیث نمبر: ۲۸۴۶

(۲۲)...... صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۴۱۲۴

صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۴۵۴۱

مسند احمد، حدیث نمبر: ۱۷۷۹۵

(۲۳)...... صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۴۹۰

ان احادیث کے علاوہ اور بہت سی احادیث ہیں جن میں شعر کے فضائل مذکور ہیں۔ اختصار کے پیش نظر یہ چند احادیث آپ کے سامنے نقل کی ہیں جن سے اشعار کی فضیلت اور شعر و شاعری کے وجوب و اباحت کا پتہ چلتا ہے۔ خلاصۃً اتنا عرض کرنا چاہوں گا کہ ایسے اشعار جن میں کفریہ کلمات، کذب وغیبت، خوبصورت عورتوں کی باتیں، شراب نوشی کی ترغیب، عشق مجازی کی قلابازیاں اور کسی مسلمان کی توہین و تذلیل کی بدبو ہو ان کو پڑھنا قطعاً حرام و گناہ ہے۔ اسی طرح شعر و شاعری کو اس حد تک اپنا لینا کے احکام شرع کی پابندیاں ختم ہو جائیں اور علوم شرعیہ سے کنارہ کشی ہو جائے یہ بھی قطعاً قطعاً ناجائز و گناہ ہے۔ باقی وہ اشعار جن میں مذکورہ باتیں نہ پائی جائیں ان کو پڑھنا جائز و مباح ہے چاہے ان کا تعلق کسی بھی شاعر اور کسی بھی زمانے سے ہو، اور ایسے اشعار جن کے ذریعے شانِ رسول اللہ ﷺ کا پرچار ہو اور منکرین کے دلوں میں غار ہو، کو پڑھنا واجب و لازم اور عین عبادت ہے۔ اس بات پر امام اہلسنت الشاہ احمد رضا حنفی قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ اشعار عمدہ مثال ہیں:

دشمن احمد پہ شدت کیجئے
ملحدوں کی کیا مروت کیجئے
غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے

آیئے دیکھتے ہیں کہ صحابہ کرام اور علماء ملت کے نظریات اس بارے کیا ہیں۔

## دلہن کی رخصتی کے وقت اشعار:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ ہم نے انصار کی ایک یتیم لڑکی کو اس کے شوہر کے پاس بھیجا (یعنی اس کی رخصتی کی) اور جب ہم واپس آئے تو نبی کریم ﷺ نے پوچھا اے عائشہ رخصتی کے وقت تم نے کیا کہا تھا ہم نے عرض کیا کہ دلہن کو دولہا کے حوالے کیا اور ہم واپس آگئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''انصار کے لوگ غزل کو پسند کرتے ہیں اے عائشہ تم نے یہ کیوں نہ کہا''

اتینا کم اتینا کم فحیونا نحییکم

ہم تمہارے پاس آئے ہیں، ہم تمہارے پاس آئے ہیں۔ تم ہمیں زندگی بخشو ہم تمہیں زندگی بخشتے ہیں۔ (۲۴)

حضرت ام نبیط رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ہم نے بنونجار میں سے اپنی ایک لڑکی کو اس کے شوہر کے پاس رخصت کیا تو میں بھی اس میں شامل تھی اور خواتین کے ساتھ مل کر دف بجاتے ہوئے یہ کہتی جاتی تھی:

---

(۲۴)......مجمع الزوائد، جلد:۴، صفحہ:۲۹۸

اتیناکم اتیناکم فحیونا نحییکم

ولو الذھب الاحمر ماحلت بوادیکم

حضرت ام نبیط فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے ام نبیط یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، اپنے قبیلے بنونجار کی دلہن کو اس کے دولہا کے پاس پہنچانے جا رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم کیا کہہ رہی تھیں؟ میں نے اپنے الفاظ دہرائے تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ تم یوں کہو......

اتیناکم اتیناکم فحیونا نحییکم

ولو الحنطة السمراء ماسمنت عذاراکم

(الاصابہ فی معرفة الصحابہ، جلد:۴، صفحہ:۵۰۱۔۵۰۲)

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ دلہن کی رخصتی کے وقت دعائیہ اشعار پڑھ کر اسے رخصت کرنا کار خیر ہے۔ ان روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مطلقاً اشعار پڑھنے کو مذموم یا غلط کہنا درست نہیں، رسول اللہ ﷺ کا اشعار کی تصحیح کروا دینا مگر ان سے منع نہ کرنا اس بات پر بین دلیل ہے کہ اشعار پڑھنا برا نہیں البتہ اس میں کوئی غلط بات ہو تو اس کی اصلاح کر دینی چاہئے۔

## شعر و شاعری اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم:

کثیر تعداد میں صحابہ کرام شعر و شاعری سے شغف رکھتے تھے اور اپنی

شاعری کے ذریعے مسلمانوں پر سے شر کو دور کرتے اور نبی کریم ﷺ کی مدح وثنا ءکر کے ''عدو کے سینے میں غار'' بناتے تھے۔شاعر صحابہ کرام کی تعداد کے بارے شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ رقمطراز ہیں۔

روضۃ الاحباب سے نقل کیا گیا ہے کہ مردوں میں رسول اللہ ﷺ کے ایک سو ساٹھ (160) صحابہ شاعر تھے اور عورتوں میں بارہ خواتین تھیں جو شعراء کی فہرست میں شامل تھیں۔(۲۵)

ان میں سے تین صحابہ کرام بڑے مشہور و معروف اور مقبول بارگاہ رسول ﷺ تھے جن کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

(1) حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

(2) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ

(3) حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ۔

رسول اللہ ﷺ کی جانب سے ان کی پسندیدگی کے بارے احادیث پہلے ذکر کی جا چکی ہیں، تاہم چند صحابہ کرام کے مزید واقعات وارشادات ملاحظہ فرمائیں۔

جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ''وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ الخ'' نازل فرمائی تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا، بے شک یہ بات اللہ تعالیٰ کے علم

(۲۵)......مدارج النبوۃ اردو، جلد:۲، صفحہ:۸۰۸

میں ہے کہ میں بھی انہی (شاعروں) میں سے ہوں تو اللہ تعالیٰ نے آخر سورۃ تک یہ ارشاد فرمایا ''اِلَّا الَّذِیْنَ آمَنُوْا...... (یعنی اس وعید میں مسلم شاعر نہیں آتے جبکہ محرمات سے اجتناب کریں) (۲۶)

دوسری روایت میں ہے کہ ''حضرت عبداللہ بن رواحہ، حضرت کعب بن مالک اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہم'' حضور ﷺ کی بارگاہ میں آئے تھے تو یہ آیت نازل ہوئی. (۲۷)

حضرت خوات بن جبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیلئے نکلے، ہمارے قافلے میں حضرت ابوعبیدہ بن الجراح اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما بھی تھے، لوگوں نے مجھے ''ضرار'' کے اشعار سنانے کو کہا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ضرار کے نہیں اپنے اشعار سناؤ۔ حضرت خوات فرماتے ہیں میں برابر اشعار سناتا رہا حتیٰ کہ سحر کا وقت ہو گیا تب حضرت عمر ن رضی اللہ عنہ ے فرمایا اے خوات! اب چپ ہو جاؤ اب صبح ہو گئی ہے۔ (۲۸)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''مسافر کے سفر کا توشہ اشعار پڑھنا ہے''۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''مسافر کا بہترین زادراہ اشعار

---

(۲۶)......الدر المنثور، جلد: ۵، صفحہ: ۱۸۵

(۲۷)......المرجع السابق

(۲۸)......الاصابہ، جلد: ۱، صفحہ: ۴۴۶

پڑھنا ہے"۔

علامہ کتانی نے صحیح بخاری کے حوالے سے نقل کیا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اپنا زخمی شکار اٹھایا ہوا تھا اور بلند آواز میں شعر پڑھ رہے تھے۔(۲۹)

مذکورہ آثار و واقعات اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اشعار پڑھنا اور سننا سنانا جائز ہے جب تک کہ ان میں خلاف شرع امور کا ذکر نہ کیا جائے۔ اشعار میں اس قدر مشغول ہو جانا کہ مسائل شرعیہ اور یاد الٰہی سے غافل ہو جائے مذموم اور قابل اعتراض ہے، لیکن اگر عبادات میں کوتاہی اور علوم شرعیہ سے اجتناب لازم نہ آئے تو اشعار یاد کرنے، پڑھنے اور دوسروں کو سنانے میں کوئی حرج نہیں چاہے وہ اشعار کسی بھی شاعر کے ہوں، عالم کے ہوں یا جاہل کے، مسلم کے ہوں یا غیر مسلم کے۔

اشعار کے بارے مزید وضاحت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانِ قلم سے سماعت کیجئے۔ جس سے واضح ہو جائے گا کہ کونسے اشعار پڑھنا درست ہے اور کن سے اجتناب برتنا چاہیے۔

جن اشعار میں بے حیائی کی باتیں نہ ہوں، وہ زمانہ جاہلیت کے اشعار ہوں یا نہ ہوں۔ اور اس قسم کے اشعار میں بھی مشغول ہو جانا درست نہیں ہے البتہ معمولی تعداد میں شعر پڑھنا، سننا اور ان کو یاد رکھنا جائز ہے۔ (اور جن

(۲۹)......التراتیب الاداریة فی نظام الحکومة النبویة

احادیث میں اشعار سے منع فرمایا گیا) اس کا مطلب یہ ہے کسی پر شعر و شاعری کا اتنا غلبہ ہو جائے جو اس کو علوم شرعیہ کی تحصیل اور یاد الٰہی سے غافل کر دے، چاہے وہ کسی قسم کے اشعار ہوں، اور اگر اس پر قرآن، حدیث اور دیگر علوم شرعیہ کا غلبہ ہو اور تھوڑے بہت اشعار بھی یاد ہوں تو کوئی حرج نہیں۔

امام نووی مزید فرماتے ہیں:

بعض علماء نے (منع کی حدیثوں سے) استدلال کیا ہے کہ شعر پڑھنا مطلقاً (چاہے اچھے ہوں یا برے، یاد الٰہی سے غافل کریں یا نہ) مکروہ ہے۔ چاہے ان میں کوئی بے حیائی نہ ہو۔ مگر جمہور علماء کا کہنا ہے کہ اگر اشعار میں بے حیائی کی بات نہ ہو تو ان کا پڑھنا مباح ہے، بلکہ صحیح یہ ہے کہ اچھے اشعار کا پڑھنا اچھا ہے اور برے اشعار کا پڑھنا برا ہے، کیونکہ نبی مکرم ﷺ نے سفر اور غیر سفر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اشعار سننے کی فرمائش کی اور مشرکین کی مذمت میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو اشعار پڑھنے کا حکم دیا۔ اور خلفائے راشدین، بڑے بڑے صحابہ، ائمہ اور سلف صالحین میں سے کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ مطلقاً اشعار پڑھنا مذموم ہے بلکہ ان کا یہی کہنا ہے کہ جن اشعار میں فحش مضمون ہو ان کا پڑھنا مذموم ہے۔ (۳۰)

مذکورہ بالا اقتباس سے روشن ہو گیا کہ ہر قسم کے شاعر کے ہر قسم کے اشعار

(۳۰)......شرح صحیح مسلم للنووی جلد 2 ص 240 قدیمی کتب خانہ کراچی

پڑھنے میں کوئی حرج نہیں مگر یادر ہے کہ اگر اشعار نعتیہ یا حمد یہ کلام پر مشتمل ہو تو کسی جاہل کا کلام پڑھنا یا سننا قطعاً جائز نہیں کیونکہ یا تو وہ شانِ مصطفیٰ ﷺ کو کما حقہ بیان ہی نہ کر سکے گا یا پھر اس قدر غلو سے کام لے گا کہ حدود شریعت کو پھلانگ جائے گا۔

نمونے کے طور پر چند اشعار ملاحظہ کیجئے جو حمد یہ، نعتیہ اور دیگر مضامین پر مشتمل ہیں جن سے بے ادبی اور بد ذوقی کی بد بو آرہی ہے۔

## حمد یہ شاعری میں احتیاط کی ضرورت:

اللہ تعالیٰ کی حمد و توصیف بیان کرنا ہر مسلمان پر لازم اور ضروری ہے، جس کا آسان اور متبرک طریقہ نماز پنجگانہ کی پابندی ہے۔ مگر صرف نماز روزے کے ذریعے ہی اسی کی حمد نہیں کی جاتی بلکہ ہر شخص اپنے طریقہ کار کے مطابق اس کی حمد وثناء کرتا اور اس کی وحدانیت والوہیت کے نغمے گاتا ہے۔ شعراء اسلام نے بھی اپنے طریقے کے مطابق اللہ جل شانہ کی حمد بیان کی ہے جیسا کہ ہم بیان کر آئے ہیں کہ ایک حمد یہ شعر کو رسول اللہ ﷺ نے پسند فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

سب سے سچی بات جو کسی شاعر نے کہی وہ لبید کا یہ شعر ہے۔

''الا کل شیٔ ماخلا اللہ باطل''

یعنی سنو اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہے۔

آج کل شعراء میں کچھ جاہلین نے بھی طبع آزمائی کی کوشش کی ہے مگر اپنی

جہالت اور صفات الٰہیہ سے ناواقفیت کو چھپا نہ سکے اور حمد کی بجائے اللہ تعالیٰ کی ذات میں نقص بیان کر دیئے۔ اگر جاہل و بے علم شعراء نے ایسے کلام کی طرح ڈالی ہے تو ویسے ہی نعت خوانوں اور حمد خوانوں نے اس جہالت اور بدذوقی کو پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا۔ ہم یہاں نمونے کے طور پر چند حمدیہ اشعار ذکر کرتے ہیں جنہیں انصاف کی نظر سے دیکھنے سے معلوم ہو جائے گا کہ یہ فتنہ کس عروج پر جا رہا ہے، ملاحظہ کیجئے:

مجھے بتاؤ جہاں کے مالک یہ کیا نظارے دکھا رہا ہے

تیرے سمندر میں کیا کمی تھی جو آج مجھ کو رلا رہا ہے

اس شعر میں یقیناً شاعر اپنی طرف سے اللہ تعالیٰ کے جود و کرم کو بیان کرنا چاہ رہا ہے مگر اس کے انداز تخاطب اور رب کائنات جل جلالہ پر اعتراض کی بدتمیزی واضح نظر آ رہی ہے۔ ''مجھے بتاؤ جہاں کے مالک'' اور ''مجھ کو رلا رہا ہے'' کے الفاظ ''لاحول ولا قوۃ الا باللہ'' پڑھنے کی دعوت دے رہے ہیں۔

یا خدا! اپنے نہ آئین کرم کو بھول جا

ہم تجھے بھولے ہیں لیکن تو نہ ہم کو بھول جا

ہے دعائے بسمل نیم جاں کہ میری خطاؤں کو بھول جا

ہے مجھے تو تیرا ہی آسرا تو غفور ہے تو رحیم ہے

ان دونوں اشعار میں اللہ تعالیٰ کیلئے ''بھول جانے'' کے الفاظ قابل

گرفت ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کی شان وعظمت سے بے اعتنائی کی بو آرہی ہے۔

جب روز محشر تخت پہ بیٹھے گا کبریا
اس وقت کیا کہو گے تم آئے گی جب حیا
شرم وحیا سے اس گھڑی سر کو جھکاؤ گے
جنت کیا ملے گی جہنم میں جاؤ گے

''تخت پر بیٹھے گا کبریا'' ان الفاظ کے ذریعے واضح طور پر اللہ تعالیٰ کے لئے (معاذ اللہ) جسم ثابت کیا جارہا ہے جو حدِ ایمان سے متجاوز ہے۔

ان کے علاوہ بہت سے اشعار ہیں جن میں شاعر حضرات نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرنے کی کوشش کی ہے مگر اس کی صفات وکمالات سے ناواقفیت کی وجہ سے الٹا معاذ اللہ اس کی بے عیب اور پاک ذات میں نقص بیان کردیئے۔

عرش اعظم پہ رب، سبز گنبد میں تم
کیوں کہوں میرا کوئی سہارا نہیں
میں مدینے سے لیکن بہت دور ہوں
یہ خلش میرے دل کو گوارا نہیں

اس شعر میں ''عرش اعظم پہ رب'' سے اللہ تعالیٰ کیلئے حد بندی کی جارہی ہے جو سراسر اس کی شان کے منافی اور قابل گرفت طرزِ سخن ہے۔

## نعتیہ شاعری میں احتیاط کی ضرورت:

نعت گوئی ایک ایسی مشکل صنف سخن ہے جس میں ہر قدم پھونک پھونک کر رکھنا پڑتا ہے ذرا بھی بے احتیاطی ہوئی تو ایمان گیا۔اعلیحضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا حنفی قادری محقق ومحدث بریلوی علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

''نعت کہنا تلوار کی دھار پر چلنا ہے، بڑھتا ہے تو الوہیت میں پہنچ جاتا ہے کمی کرتا ہے تو تنقیص ہوتی ہے''۔(۳۱)

مزید کوئی بات کرنے سے قبل اس حدیث پاک کا مطالعہ فائدہ مند رہے گا۔

حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ نے اپنا مشہور قصیدہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تو محبوب اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نعت کو پسند فرما اور نا صرف پسند فرمایا بلکہ انعام کے طور پر اپنی برکتوں سے مملو چادر بھی مرحمت فرمائی۔لیکن اس قدر عزت افزائی کے ساتھ ساتھ ایک شعر کی اصلاح بھی فرمادی۔اس اجمال کی تفصیل اس طرح ہے کہ آپ کے قصیدے میں ایک شعر یوں تھا......

وانه لنار یستضاء به وسیف من سیوف الهند مسلول

یعنی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس آگ کی طرح ہیں جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے،اور ہندوستان کی عمدہ تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں۔

اس شعر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آگ سے تشبیہ دی گئی ہے۔چونکہ آگ سے روشنی پھوٹتی ہے جو راہنمائی کا کام دیتی ہے،لہذا اس سے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کو تشبیہ دی

(۳۱)......الملفوظ

جس سے سخاوت و مہربانی اور راہ نمائی کی طرف اشارہ ہوا، اور آپ کی جرأت و بہادری کی طرف ''ہندوستانی تلوار'' سے تشبیہ دے کر اشارہ کیا گیا۔

اب اگرچہ ''النار'' سے مفہوم صحیح و درست نکلتا ہے لیکن یہ لفظ ''مقام نبوت و رسالت'' کے لائق نہیں تھا اس لئے نبی مکرم ﷺ نے اس شعر کو اس طرح تبدیل فرمادیا:

و انه لنور یستضاء به و سیف من سیوف الله مسلول

آپ ﷺ ایسے ''نور'' ہیں جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے اور اللہ کی تلواروں میں سے ایک بہترین تلوار ہیں۔

یعنی آپ ﷺ نے لفظ ''نار'' کو ''نور'' سے اور ''سیوف الھند'' کو ''سیوف الله'' سے تبدیل فرمادیا۔

اس حدیث کی تشریح میں اعلیحضرت علیہ الرحمہ کے ان فرامین کے بعد کچھ کہنے سننے کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ ان سے واضح ہوگا کہ نعت گو شاعروں کو کس حد تک احتیاط کی ضرورت ہے۔

امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وہ الفاظ جو معشوق مجازی کیلئے آتے ہیں جیسے ''رعنا' دلربا'' نعت شریف میں ممنوع ہیں۔ نہ تشبیہاتِ تانیثی (عورتوں کے ناموں سے مشابہت والے الفاظ) استعمال ہوں جیسے لیلیٰ وغیرہ۔ نیز بجائے نام اقدس (محمد ﷺ) کے اسماء

صفاتی ہوں تو بہتر ہے خصوصاً ندا کے وقت مثلاً یارسول اللہ یا حبیب اللہ ضروری ہے۔ نام اقدس لے کر ندا کرنا حرام ہے۔ اور غیر ندا میں ''ساقی کوثر، یا آفتابِ رسالت، شفیع المذنبین وغیرہم کہنا اور لکھنا چاہئے۔ اسی طرح یثرب' کالی کملیا' رشکِ قمر وغیرہم متروک ہیں۔ تخیلاتِ خلاف واقع یا مبالغات نہ ہونا چاہئے۔ مثلاً حضور ﷺ کے فراق میں دن رات روتا رہتا ہوں۔ دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کے مراتب عالیہ ملحوظ رہیں۔ معاذ اللہ توہین نا ہونے پائے۔ (۳۲)

مولانا کوثر نیازی کہتے ہیں......

شاعری ایک اور میدان ہے جہاں بے اختیار ادب و احتیاط کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے۔ اور شاعری میں بھی نعت گوئی کی صنف تو ایک ایسی مشکل صنف سخن ہے جس میں ایک ایک قدم پل صراط پر رکھنا پڑتا ہے۔ یہاں ایک طرف محبت ہے تو ایک طرف شریعت۔ (۳۳)

ان اقتباسات کو پڑھ لینے کے بعد غیر جانب داری سے موجودہ شاعروں ،نعت خوانوں، نقیبوں اور خطیبوں کے طرز گفتگو پر غور کیجئے اور اگر دل کا قاضی ضمیر کی عدالت میں فیصلہ کیلئے موجود ہے تو اس سے فتویٰ لیجئے کہ کیا یہی وہ نعت خوانی اور وعظ گوئی تھی جس کو سن کر لوگوں کے سینے پھٹ جاتے تھے۔

---

(۳۲)......الملفوظ

(۳۳)......امام احمد رضا خان ایک ہمہ جہت شخصیت، مولانا کوثر نیازی، صفحہ:۲۴

مزید کسی تکرار کے بغیر موجودہ شاعروں کے چند اشعار بطور نمونہ پیش کر رہا ہوں ۔ جن کا فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے کہ ان سے محبت کی خوشبو آتی ہے یا بے ادبیوں اور شریعت کی دھجیاں اڑانے کی ہمک ۔

خبرے تو کیہڑی جنت دے کرناں اے تذکرے
جنت ہے میرے واسطے روضہ حضور دا

جنت اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے جو اس نے اپنے نیک بندوں کے انعام و اکرام کیلئے تیار فرمائی ہے ۔ قرآن مجید میں بے شمار آیات بینات اس کے مرتبہ و مقام پر شاہد و عادل اور نبی مکرم ﷺ کی احادیث میں نیک کاموں کی ترغیب اسی جنت کے حصول کا وعدہ کر کے دلائی گئی ہے ۔ مگر کس بے دردی کے ساتھ اس رحمتِ خداوندی سے ''تجاہل عارفانہ'' برتا جا رہا ہے ۔

اعمال کم ہوئے تو کہہ دوں گا حشر میں
یارب نبی کی نعت سے فرصت نہیں ملی

ایک طرف نبی پاک ﷺ کے فرامین رہ رہ کر اعمال حسنہ کی ترغیب دلا رہے ہیں اور دوسری جانب یہ ''عاشقِ رسول'' صاحب کہتے ہیں کہ ہمیں فرصت نہیں ملی ۔

ویسے بات ذرا سوچنے والی ہے کہ ایک طرف تو نعت حضور سید المرسلین ﷺ کو تمام عبادات کی جان کہا جاتا ہے اور دوسری جانب ایسی بے اعتباری کہ

اعمال کی کمی کا خوف دامن گیر ہو گیا۔ (فیا للعجب)

وہی جو مستوئ عرش تھا خدا ہو کر

اتر گیا ہے مدینے میں مصطفٰی ہو کر

نبی پاک صاحب لولاک ﷺ اپنی تمام تر شان و عظمت اور رفعت درجات اور بلندئ مقامات کے باوجود "ممکن الوجود" ہیں۔ اور اللہ جل شانہ کی ذات بابرکات "واجب الوجود" ہے۔ مگر اس شعر میں جو طوفانِ بدتمیزی بپا ہے کسی کی نظروں سے اوجھل نہیں۔

دوزخ میں مَیں تو کیا میرا سایہ نہ جائے گا

کیونکہ رسول پاک سے دیکھا نہ جائے گا

بظاہر تو اس شعر میں کوئی ایسی قابل اعتراض بات نظر نہیں آتی مگر افسوس اس بات کا ہوتا ہے کہ ہمارے شعراء اس قدر "متوکل" واقع ہوئے ہیں کہ نبی علیہ السلام کے اس فرمان کو بھی بھلا بیٹھے جس کا مفہوم کچھ اس طرح ہے کہ "اے (میری بیٹی) فاطمہ! یہ مت سمجھنا کہ تو نبی کی بیٹی ہے تو بخشی جائیگی، تمہاری بخشش بھی تمہارے اعمال پر موقوف ہے"

اس بات میں شبہ نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ جل جلالہ نے مقام شفاعت عطا فرمایا ہے مگر شعراء اور نعت خوانوں کی اس دیدہ دلیری پر حیرت ضرور ہے کہ نبی پاک ﷺ کی سنتوں کو تار تار کرنے کے باوجود (یہ حالات محافل نعت

میں دیکھے جاسکتے ہیں) وہ اس دھمکی پر اتر آئے ہیں کہ:

''دوزخ میں میں تو کیا میرا سایہ نہ جائے گا''

نعت گو شعراء کو نعت لکھتے ہوئے شانِ الوہیت کو پیش نظر ضرور رکھنا چاہئے۔ دوران نعت وہ ایسے ایسے جملے بول جاتے ہیں کہ ''لاحول'' پڑھے بغیر گزارا نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر درج شعر قابل غور ہے:

کملی والیا! نبیاں دی صف اندر
جینویں تو سجیا ایں کوئی سجیا ای نئیں
تیرے اتے درود و سلام پڑھ پڑھ
تیرا رب وی اجے تک رجیا ای نئیں

''تیرا رب وی اجے تک رجیا ای نئیں'' ان کلمات کو پڑھئے اور دل سے گواہی مانگیں کہ کلمات اللہ جل شانہ کی شان کے لائق ہیں یا نہیں۔ ان اشعار میں اگر اللہ جل شانہ کی ذات کی طرف ''رجنے'' کی نسبت کرنے سے گریز کرتے ہوئے ''تیرا رب'' کی بجائے ''سارا جگ'' کے کلمات بولے جائیں تو ''علم عروض'' کی روشنی میں اوزان و تقطیع میں کوئی کمی بیشی واقع نہیں ہوتی۔

اے جنت تو آ طواف کر میرا
میرے دل میں حضور رہتے ہیں

ان اشعار کے علاوہ درجنوں اشعار ہیں جو شانِ نبوت و رسالت اور

مقام الوہیت کے منافی ہوتے ہیں۔محافل میں جب کوئی نعت خواں پڑھ رہا ہوتو ذہن میں آجاتا ہے کہ کونسا شعر قابل تصحیح ہے۔نمونے کے طور یہ چند اشعار پیش کئے ہیں۔جن سے واضح طور پر بے ادبیوں اور شریعت سے بے اعتنائیوں کی بو آرہی ہے۔شعراء، نعت خوانوں اور سامعین کرام سے معذرت کے ساتھ عرض ہے کہ اس طرح کے اشعار پڑھ کر دنیا کی دولت تو مل سکتی ہے مگر جنت میں سکونت نہیں۔دنیاوی داد و دہش تو مل سکتی ہے، رسول اکرم ﷺ کی محبت نہیں۔محافل نعت یا محافل میلاد تو خاص اللہ ورسول کی رضا جوئی کیلئے سجائی جاتی ہیں۔مگر اس قدر اہتمام کے بعد بھی اگر کوئی نیکی نہ ملی بلکہ الٹا ایمان کو زنگ لگا تو کیا فائدہ؟۔ کچھ لوگ تاویلیں کر کے چند اشعار کو درست ثابت تو کر لیں گے مگر بقول داغ دہلوی......ع

خاطر سے یا لحاظ سے میں مان تو گیا
جھوٹی قسم سے آپ کا ایمان تو گیا

اصلاح محافل کے حوالے سے راقم الحروف کا ایک مقالہ ''میلاد ضرور مناؤ مگر......؟'' کے عنوان سے ماہنامہ بہارِ اسلام لاہور کے ربیع الاول ۱۴۳۰ھ کے شمارے میں شائع ہوا تھا۔اس بارے مزید معلومات ''فتاویٰ رضویہ'' کی روشنی میں اس مقالے میں باہم پہنچائی گئیں ہیں جو فائدہ سے خالی نہیں۔

گذشتہ ابحاث کا خلاصہ یہ ہے کہ شاعری کو چند اقسام میں تقسیم کیا گیا

ہے۔

(۱) واجب: جب گستاخان خدا اور رسول عزوجل و ﷺ شاعری کے ذریعے اللہ اور اس کے محبوب ﷺ اور دین مبین اسلام پر اعتراضات کر رہے ہوں اور معاذ اللہ ان ذوات قدسیات کی گستاخیاں کر رہے ہوں تو ان لوگوں کو ان کے منہ کے مطابق طماچہ مارنے کیلئے شاعری کرنا اور ان کے اعتراضات کے جوابات دینا واجب ہے۔ جس طرح کہ حضرت حسان بن ثابت، حضرت عبداللہ بن رواحہ وغیرہما رضی اللہ عنہم کی احادیث سے ثابت ہے۔

(۲) مستحب: حمد باری تعالیٰ اور نعت رسول مکرم ﷺ کیلئے شاعری کرنا مستحب اور کار ثواب ہے۔ صحابہ کرام اور اولیاء اللہ کی منقبتیں بھی اسی میں شامل ہیں۔

(۳) جائز و مباح: ایسے اشعار جن میں کفریہ کلمات، کذب وغیبت، خوبصورت عورتوں کی باتیں، شراب نوشی کی ترغیب، عشق مجازی کی قلابازیاں اور کسی مسلمان کی توہین و تذلیل کی بدبو نہ ہو ان کو پڑھنا جائز و مباح ہے۔ چاہے ان کا تعلق کسی بھی زمانے یا کسی بھی مذہب و عقیدے سے تعلق رکھنے والے شاعر سے ہو۔

(۴) حرام و مکروہ: ایسے اشعار جن میں، کذب وغیبت، خوبصورت عورتوں کی باتیں، شراب نوشی کی ترغیب، عشق مجازی کی قلابازیاں اور کسی مسلمان

کی توہین وتذلیل کی بد بو ہوانکو پڑھنا حرام وگناہ ہے۔

(5) کفر...... ایسے اشعار جن میں اللہ تعالیٰ اور رسول مکرم ﷺ و دیگر انبیاء ورسل کی تنقیص پائی جائے۔ چاہے وہ کسی نے حمد باری تعالیٰ کے ضمن میں لکھے ہوں یا وہ نعتیہ کلام میں ہوں۔ جس میں بھی کفریہ کلمات ہوں ان کو پڑھنا کفر وحرام ہے۔

## گانوں کے کفریہ اشعار:

اس سے قبل حمد اور نعت میں پائے جانے والے قابل اعتراض اشعار میں سے چند ایک کی نشاندہی کی گئی ہے۔ آیئے مزید اشعار ملاحظہ کیجئے جو گانوں کی صورت میں لوگوں کے درمیان رائج ہو چکے ہیں۔ اور لاعلمی، بدعملی یا گانوں سے بیجا قلبی لگاؤ کی وجہ سے لوگ ان اشعار کو زبان کا زیور بنائے گلی کوچوں میں ناچتے گاتے نظر آتے ہیں۔ یاد رہے کہ اشعار گانے کے ہوں یا عام شاعرانہ غزلیات ونظمات، شعر کی حیثیت سے ان کے پڑھنے کا وہی حکم ہے جو اوپر ''جائز و مباح'' میں ذکر ہوا۔ گانے میں حرمت ساز اور مزامیر کی وجہ سے ہے نہ کہ اشعار کی بنیاد پر۔ مگر بہر حال ہر وہ شعر حرام ہے جس میں حدودِ شرعیہ سے ٹکراؤ لازم آئے۔

دل میں بٹھا کے تجھ کو کرلوں گی بند آنکھیں
پوجا کروں گی تیری دل میں رہوں گی تیرے

اس شعر میں محبوب کی پوجا (عبادت) کرنے کی چاہت کی جا رہی ہے جو احکامات اسلام کے سراسر خلاف ہے۔ کیونکہ عبادت کے لائق ذات صرف اور صرف اللہ رب العلمین کی ذات ہے اس کے علاوہ کسی اور کی عبادت کرنا شرک اور کفر ہے۔ اور کفر کی تمنا اور آرزو کرنا بھی کفر ہے۔

دنیا بنانے والے دنیا میں آ کے دیکھ
صدمے سہے جو میں نے تو بھی اٹھا کے دیکھ

اس شعر میں اللہ جل جلالہ کی ذات پر جس بے باکانہ انداز میں جرأت کی گئی ہے وہ شاعر کی بد باطنی کا واضح ثبوت ہے۔ اس شعر میں گویا شاعر کہنا چاہتا ہے کہ دنیا میں جس قدر تکالیف اور صدمے میں نے سہے ہیں اے خدا تجھے کیا معلوم ان کی شدت کیا ہے؟ اگر تو ان کی شدت اور درد کو محسوس کرنا چاہتا ہے تو دنیا میں آ اور میرے جیسے صدمے سہہ تا کہ تجھے ان تکالیف کا احساس ہو۔ (العیاذ باللہ)

حسینوں کو آتے ہیں کیا کیا بہانے
خدا بھی نہ جانے تو ہم کیسے جانے

اس شعر میں اللہ جل شانہ کے علم پر اعتراض واضح ہے کہ حسینوں کو ایسے ایسے بہانے آتے ہیں جن کو (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ بھی نہیں جانتا۔

خدا بھی آسمان سے جب زمین پر دیکھتا ہوگا
میرے محبوب کو بنایا کس نے سوچتا ہوگا

ساری کائنات کا خالق اور بنانے والا صرف وہی وحدہ لاشریک ہے مگر اس شعر میں جو بے باکی پائی جارہی ہے اس سے نظریں نہیں چرائی جاسکتیں۔ اللہ تعالیٰ کے بارے ایسے کلمات ادا کرنا سراسر کفر حرام ہے۔

میرے ربا بارے ربا یہ کیا غضب کیا

جس کو بنانا تھا لڑکی اس کو لڑکا بنادیا

اس شعر میں اللہ تعالیٰ کی طرف غضب کی نسبت کی گئی ہے جو صریح کفر ہے۔

کسی پتھر کی مورت سے محبت کا ارادہ ہے

پرستش کی تمنا ہے عبادت کا ارادہ ہے

پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ کفر کی آرزو اور تمنا کرنا بھی کفر ہے۔ اس شعر میں غیر اللہ کی عبادت کرنے کی تمنا کی جارہی ہے۔

رکھوں گا تمہیں دھڑکنوں میں بسا کر

تمہیں چاہتوں کا خدا بنا کر

ہر چیز کا خدا صرف اللہ وحدہ لاشریک ہے۔ اس شعر میں محبوب کو خدا بنانے کا ذکر ہے جس سے کفر کی بو آتی ہے۔

دنیا بنانے والے ذرا سامنے تو آ

میں تجھ کو یہ بتاؤں کہ دنیا تیری ہے کیا

بہت سی دوسری کفریہ وجوہات کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسا اندازِ

تخاطب اور دھمکانے جیسا انداز اپنانا کیا کسی مومن کو زیب دیتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

مایوسیاں سمیٹ کر سارے جہان کی

جب کچھ نہ بن سکا تو میرا دل بنا دیا

اس شعر کے دوسرے مصرعہ سے اللہ تعالیٰ کا مجبور و بے بس ہونا لازم آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کچھ نہ بن سکا تو آخر ہار کر اس نے میرا دل بنا دیا۔
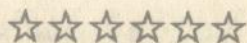
باب تاسع...... ❀

## ہنسنا مسکرانا اور عبادت

اسلام ایک ایسا کامل مکمل اور اکمل دین ہے کہ جس میں کسی بھی زاویے سے نظر دوڑائی جائے بہت سے نکات سامنے آتے اور عقول کو ورطہ حیرت میں ڈالتے ہوئے ذہن کی انتہاؤں میں روپوش ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اور میرے خیال میں کوئی ایسا مسئلہ نہیں جس کے بارے اسلام میں بہت زیادہ سختی ہو۔ سوائے ان مسائل جو حدود اللہ اور حرمات اللہ کے نام سے موسوم ہیں۔ اور ان کے بارے میں خدا ورسول ﷺ کی جانب سے بہت زیادہ سختی اور ناراضگی کی وعیدات آئی ہیں۔ بہر حال ان حدود اللہ عزوجل کے علاوہ دیکھا جائے تو اسلام بہت ہی نرم اور آسان دین ہے۔ بلکہ حدودِ خداوندی بھی تو اپنے بندوں پر اس کی رحمت اور شفقت کی ہی ایک دلیل ہیں۔

اللہ رب العزت کا ارشاد گرامی ہے۔

لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ

دین (اسلام) میں کوئی جبر اور سختی نہیں ہے۔

اور رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

اللہ تعالی نے چند چیزیں فرض کی ہیں ان کو ضائع نہ کرو اور کچھ اس کے حرمات میں داخل ہیں ان کے قریب بھی نہ جاؤ اور جن کے بارے میں خاموشی فرمائی ہے، وہ تمہارے لئے رحمت ہیں ان۔کے بارے میں بحث نہ کرو۔

معلوم ہوا جس کے بارے میں کوئی حرمت کا قول نہ ہو اور بظاہر اس چیز میں کوئی خلاف شرع بات بھی نہ ہو وہ اسلام میں جائز ہے۔اصل میں جس بات کا موضوع سخن بنانا چار رہا ہوں، وہ ہے کسی جائز شغل سے اپنے دل کو تقویت پہنچانا مثلا کچھ ایسے واقعات (لطیفے) سنانا جن میں کوئی جھوٹ نہ ہو کیوں کہ جھوٹ ہر حال میں گناہ اور لعنت خداوندی کا باعث ہے۔اور اگر کوئی یہ کہے کہ لطیفے تو ہوتے ہی جھوٹ کا پلندہ ہیں، تو میں اس پر چند سطور کے بعد کچھ عرض کروں گا۔میں نے اپنے اس موضوع کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

(۱) ان احادیث کے بارے میں چند گزارشات جن میں ہنسنے ہنسانے اور مزاح کرنے سے منع فرمایا گیا ہے،

(۲) وہ احادیث و آثار نقل کروں گا جن میں اس شغل کو جائز کہا گیا ہے۔

(۳) مثال کے طور پر چند ایسے لطائف ذکر کروں گا جن میں جھوٹ نہ ہو بلکہ وہ سچے واقعات ہوں۔ واللہ الموفق والمعین

(۱) امام احمد نے مسند میں، ابو نعیم نے حلیہ میں، اور ابن عدی نے الکامل میں نقل فرمایا ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اگر کوئی آدمی اپنے ہم نشینوں کو ہنسانے کے لئے کوئی بات کرتا ہے تو اسے ثریا سے بھی دور جہنم میں گرایا جائے گا۔

اور اسی سے ملتی جلتی حدیث سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، سنن دارمی اور شرح السنہ وغیرہ میں بھی ملتی ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ہلاکت ہے اس آدمی کے لئے جو لوگوں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولتا ہے۔

مذکورہ احادیث میں اس بندے کے لئے ویل و ہلاکت ہے جو جھوٹ بول کر لوگوں کو ہنساتا ہے۔ یہ ہلاکت اس کے جھوٹ بولنے لی وجہ سے ہے نہ کہ اس کے قدرے ہنسنے ہنسانے کی بنا پر ہے۔ کیوں کہ ہنسنا خود رسول پاک صاحب لولاک ﷺ کی سنت کریمہ ہے۔ جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہما بیان فرماتی ہیں:

آپ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ نرم خو اور معزز تھے۔ آپ ﷺ ظاہراً تمہارے مردوں کی طرح تھے مگر آپ ﷺ زیادہ تر ہنستے اور تبسم کی حالت میں رہتے تھے۔

اور اسی طرح حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

میں نے رسول ﷺ کو مسکراتے ہوئے دیکھا یہاں تک کے آپ ﷺ کی داڑھیں (نواجذ) ظاہر ہو گئیں۔

لہذا جہاں مزاحوں اور ہنسانے والی باتوں سے منع کیا گیا ہے، ان سے مراد ایسا مزاح کرنا ہے جس سے مسلمان بھائی کبیدہ خاطر ہو جائے۔اور ایسی باتیں کر کے ہنسنا جن میں جھوٹ کی آمیزش ہو۔

(۲) وہ احادیث و آثار جو مزاح اور ہنسنے کے جواز پر مستدل ہیں۔

صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے پر تربوز کے چھلکے پھینکا کرتے تھے اور بعض اوقات رسول مکرم ﷺ کے سامنے اشعار پڑھا کرتے اور زمانہ جاہلیت کے واقعات ذکر کر کے ہنسا کرتے تو آقائے نامدار ﷺ تبسم فرمایا کرتے تھے اور صرف حرام بات سے ہی تنبیہ فرماتے یا منع فرماتے تھے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جائز حد تک مزاح کرنا اور ہنسانے یا ہنسنے کے لئے باتیں کرنا جائز و مستحن ہیں جن پر مندرجہ ذیل شواھد شاھد ہیں۔

حضرت علی بن ابن طالب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اپنے دلوں کو آرام پہنچاؤ اور دانائی سے بھرپور لطیفے تلاش کرو کیوں کہ جس طرح جسم اکتاہٹ کا شکار ہو جاتے ہیں اسی طرح دل بھی اکتاہٹ کا شکار ہو جاتے ہیں۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں اپنے دلوں کو ذکر الٰہی کی تھکاوٹ سے آرام پہنچاؤ۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے ہم نشینوں سے فرمایا کرتے تھے کہ سنجیدگی چھوڑ کر دلچسپ گفتگو چھیڑا کرو اللہ تم پر رحم فرمائے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں جائز شغل سے اپنے دل کو آرام پہنچاتا ہوں تاکہ حق کے لئے چستی حاصل کروں۔

ابن زید فرماتے ہیں: میرے والد صاحب نے مجھ سے کہا: حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ مجھ سے اور حضرت حازم سے گفتگو کرتے حتیٰ کے ہمیں رلا دیتے اور پھر گفتگو فرماتے یہاں تک کے ہمیں ہنسا دیتے اسی طرح کبھی آپ ہنساتے تھے اور کبھی رلاتے تھے۔(۱)

ذکر کردہ فرامین یہ واضح کرتے ہیں کسی جائز شغل سے ہنسنے ہنسانے کا سامان پیدا کرنا نہ صرف جائز بلکہ طریقۂ صحابہ واولیاء امت بھی ہے کہ جو اپنے دلوں کا بوجھ ہلکا کرنے اور حق بات کے لئے چستی حاصل کرنے کے لئے ایسے مشاغل کا اہتمام رکھتے تھے۔ مگر یہ بھول جانا بھی مناسب نہیں کہ بہت زیادہ مزاح کرنا اور اس کو اپنا پیشہ بنا لینا بھی ممنوع و ناجائز ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اس سے منع فرمایا اور بہت زیادہ ''صوفی'' بننا بھی حسن نہیں کہ اس کے متعلق بھی بہت کچھ وارد ہوا ہے۔

حضرت حنظلہ کا واقعہ اور رسول اکرم ﷺ کا فرمان ملاحظہ فرمائیں:

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ہمارے سامنے جنت ودوزخ کا ذکر کیا اور ہم اس حالت میں بیٹھے تھے گویا اپنی آنکھوں سے دیکھ

(۱)......اخبار الحمقی والمغفلین لابن الجوزی، صفحہ: ۱۵۔۱۶

رہے ہیں پھر جب میں وہاں سے نکلا اور اپنے گھر والوں کے پاس آیا تو ہنسنے مسکرانے لگا تو میرے دل میں ایک قسم کا کھٹکا سا ہوا (فرماتے ہیں) میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملا اور کہا کہ میں شاید منافق ہو گیا ہوں تو انہوں نے پوچھا کیسے؟ میں نے عرض کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا تھا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت و دوزخ کا ذکر کیا اور میں ایسے تھا کہ گویا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں اور جب اپنے گھر والوں کے پاس آیا تو ہنسنے کھیلنے لگا (اور دنیاداری کے کاموں میں مشغول ہو گیا) تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم بھی ایسا ہی کرتے ہیں، چلو رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتے ہیں حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: پھر ہم نبی کریم رؤف رحیم علیہ الصلوٰۃ التسلیم کی بارگاہ شفقت میں حاضر ہوئے اور یہی ماجرا کہا تو نبی شفیق صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے میرے پیارے صحابہ! اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے جو حالت میرے پاس ہوتی ہے اگر وہی حالت بعد میں رہے تو فرشتے تم سے تمہارے بستروں پر اور تمہارے رستوں میں مصافحہ کرنے لگیں۔

"یا حنظلة ساعة ساعة" (۲)

لیکن اے حنظلہ! ایک گھڑی میں خدا کی یاد اور ایک گھڑی میں غفلت

---

(۲)......المشکوٰۃ المصابیح، صفحہ:۴۵۸
الصحیح المسلم کتاب التوبۃ باب دوام الذکر والفکر فی الاخرۃ، حدیث نمبر:۶۸۴۰

بہتر ہے (اسی میں خدائی حکمت ہے)

معلوم ہوا، خدا اور رسول کا بھی یہی منشاء ہے کہ میانہ روی سے رہا جائے نہ بہت زیادہ سختی کہ لوگ رحمت خداوندی سے مایوس ہو جائیں اور نہ ہی نرمی ہو کہ لوگ خدائے وحدہ لاشریک کو بھلا بیٹھیں۔ رسول مکرم ﷺ کا فرمان رحمت نشان ہے:

خیر الامور اوسطھا (۳)

یعنی تمام امور سے بہتر کام میانہ روی اور درمیانہ چال ہے۔

لہذا نہایت سنجیدہ رہنا بھی ٹھیک نہیں اور بہت زیادہ مذاق کرنا کہ لوگوں کے دل متنفر ہو جائیں یہ بھی مناسب نہیں بلکہ درمیانہ رویہ رکھتے ہوئے زندگی گزارنا اسلامی طریق اور احسن طرز زندگی ہے۔ اس بارے میں چند احادیث آپ کے نظر نواز کی ہیں اب میں اپنے موضوع کے تیسرے درجہ کی طرف چلتا ہوں جس میں ان احادیث وواقعات کا تذکرہ ہوگا جس میں لطائف اور مزاح کو

(۳)...... السنن الکبری للبیہقی، جلد:۳، صفحہ:۲۷۳

اتحاف السادۃ المتقین، جلد:۶، صفحہ:۲۴۶

الشفاء، جلد:۱، صفحہ:۱۷۵

تفسیر القرطبی، جلد:۲، صفحہ:۱۵۴

المغنی عن حمل الاسفار، جلد:۳، صفحہ:۵۶

کشف الخفاء، جلد:۱، صفحہ:۴۶۵

عملاً پیش کیا گیا۔

(۳) رسول اکرم ﷺ کے ایک صحابی حضرت نعیم (نعیمان) بن عمرو بن رفاعہ انصاری رضی اللہ عنہ ہنسانے اور مزاح کے اعتبار سے بہت مشہور اور معروف ہیں ان کے بارے میں ایک واقعہ امام بیہقی علیہ الرحمہ نے ''المحاسن والمساوی'' میں نقل فرمایا ہے ،فرماتے ہیں:

حضرت نعیم رضی اللہ عنہ سرکار ابد قرار ﷺ سے اس طرح مزاح کیا کرتے تھے کہ جب بھی کوئی نئی چیز مدینہ منورہ میں آتی تو یہ لیکر رسول ﷺ کے دربار میں پیش کر دیتے اور یہ عرض کرتے کہ یہ آپ کے لئے تحفہ ہے اور جب اس چیز کا مالک آپ سے اس چیز کی قیمت طلب کرتا تو آپ اسے لے کر حضور ﷺ کی بارگاہ میں آتے اور عرض کرتے اسے اس چیز کی قیمت ادا فرما دیجئے تو رسول اعظم ﷺ فرماتے کیا تو نے وہ چیز مجھے تحفہ میں نہیں دی تھی؟ تو حضرت نعیم رضی اللہ عنہ عرض کرتے کہ خدا کی قسم! میرے پاس اس چیز کی قیمت نہیں تھی مگر میں یہ چاہتا تھا کہ اسے سب سے پہلے آپ ہی کھائیں تو رسول اللہ ﷺ ان کی بات سن کر مسکرا پڑتے اور قیمت ادا کرنے کا حکم فرماتے۔(۴)

انہیں کا ایک واقعہ حضرت ام مسلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، فرماتی

(۴)......الاعلام للزرکلی، جلد:۸، صفحہ:۴۱

المحاسن والمساوی، صفحہ:۶۰۰

ہیں:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بصرہ تجارت کرنے کے لئے تشریف لے گئے اور آپ کے ساتھ حضرت نعیمان اور حضرت سویبط بن حرملہ رضی اللہ عنہما بھی تھے ۔حضرت نعیم رضی اللہ عنہ کی ڈیوٹی زادِراہ (کھانے پینے کے سامان) پر لگی تھی حضرت سوبیط رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے کھانا دیجئے تو آپ نے کہا ابھی ٹھہرو، صدیق اکبر کو آلینے دو۔ حضرت سوبیط رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے کھانے دیجئے۔ تو آپ نے کہا ابھی ٹھہرو صدیق اکبر کو آلینے دو۔

حضرت سوبیط رضی اللہ عنہ وہاں سے نکلے اور کچھ لوگوں کے پاس پہنچے جو اونٹ ہانک کر لے جارہے تھے اور ان سے کہا میرا ایک عربی غلام ہے جو بھاگ جاتا ہے اسے خرید لو مگر اتنا ذھن نشین ہو کہ وہ بہت تیز طرار ہے شاید وہ کہے کہ میں تو آزاد ہوں۔ قافلے والوں نے کہا کہ ہم ضرور خریدیں گے۔اس طرح حضرت سوبیط رضی اللہ عنہ نے دس 10 نوجوان اونٹنیوں کے عوض کو بیچ دیا۔ وہ لوگ حضرت نعیمان کے پاس آئے اور کہا: پکڑلو یہی ہے ان لوگوں نے ان کے گلے میں رسی ڈال لی اور ان کو کھینچنے لگے۔ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے کہا سوبیط جھوٹ بول رہا ہے ، میں تو آزاد ہوں لوگوں نے کہا یہ بات انہوں نے ہمیں پہلے ہی بتادی تھی۔

اتنے میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے تو لوگ حضرت نعیم کو لے کے ان کے پاس آئے تو سارا واقعہ بیان کیا،تو آپ نے ان کو انٹنیاں

واپس کیں اور حضرت نعیمان کو چھڑایا۔

واپسی پر حضرت صدیق نے یہ واقعہ رسول اکرم کو سنایا تو آگے حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں ''فَضَحِكَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم وَأَصْحَابُهُ مِنْهُ حَوْلاً'' یعنی یہ واقعہ سن کر رسول رضی اللہ عنہ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہ ایک سال تک اسے یاد کر کے مسکراتے رہے۔(۵)

ایک مرتبہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج سے زیادہ نفقہ کے مطالبہ کی وجہ سے الگ ہو گئے تھے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لاقولن شیأ اضحك النبی صلی اللہ علیہ وسلم

میں نے سوچا کہ میں کوئی ایسی بات ضرور کہوں گا جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا پڑیں، تو حضرت عمر نے عرض کیا: یارسول صلی اللہ علیہ وسلم کاش آپ بنت خارجہ (حضرت عمر کی زوجہ) کو دیکھتے اس نے مجھ سے نفقہ کا سوال کیا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا پڑے۔(۶)

(۵)......ابن ماجہ مترجم، جلد:۲، صفحہ:۶۰۱

المحاسن والمساوی، صفحہ:۴۰۷

الاعلام، جلد:۸، صفحہ:۴۱

(۶)......صحیح مسلم کتاب الطلاق، حدیث نمبر:۳۵۸۵

سنن کبری، جلد:۸، صفحہ:۳۸

مسند احمد جلد:۳، صفحہ:۳۲۸

اس طرح کے درجنوں واقعات کتب احادیث میں موجود ہیں جن میں حضرات صحابہ کرام نے خوش طبعی فرمائی ہے۔ یہ ان میں سے چند احادیث تھی جن میں ایسے واقعات نقل کیے گئے ہیں جن کو آج کے دور میں ہم لطائف کا نام دیتے ہیں۔

اب میں چند لطائف کا ذکر کرتا ہوں جو جھوٹ پر مبنی نہیں بلکہ سچے اور واقعۃً ایسے ہی ہیں۔

ایک آدمی نے پیالے میں تلوں کا تیل خریدا، پیالہ بھر گیا تو تیل والے نے کہا: تیل ابھی باقی ہے وہ کہاں ڈالوں؟ تو اس نے پیالہ الٹا کر کے اس کے پیندے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اس میں ڈال دو۔ تو تیل فروش نے باقی تیل اس میں ڈال دیا وہ آدمی یہ تیل لے کر چل پڑا راستے میں ایک شخص نے پوچھا کہ یہ تیل کتنے کا خریدہ ہے۔ اس نے کہا چاندی کے ایک ٹکڑے سے۔ دوسرے نے کہا اتنا تھوڑا تو اس آدمی نے پیالہ الٹا کر کہ کہا نہیں یہ بھی ہے (اور اس طرح) سارا تیل ضائع کر دیا۔

ھذیل بیان کرتے ہیں کہ ہمارے ہاں مدینہ میں ایک گوشت فروخت کرنے والا قصائی تھا۔ ایک عورت اس کے پاس آکر کہنے لگی مجھے اچھا سا گوشت دے دو اور اپنا نام بھی بتاؤ تا کہ جب میں گوشت کھاؤں تو تمہیں دعائیں بھی دوں۔ قصائی نے اسے نہایت گھٹیا گوشت دیا اور اپنا نام ''مَنْ تَمْدُّ'' (یعنی

اپنا اصل نام بتانے کی بجائے یہ لفظ بول دیا جس کا مطلب ہے جو کھینچے یا جو نوچے
) بتایا۔ جب اس عورت نے گوشت پکایا اور افطاری کے وقت گوشت نکال کر کھینچنے
لگی (نوچ یعنی نوچ کر کھانے لگی ) تو نہ کھینچ سکی، تو اس قصائی کو اس طرح بددعا
دینے لگی " لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ تَمُدُّ " یعنی جو کھینچے اس پر اللہ کی لعنت ہو( گویا وہ
اپنے آپ کو ہی لعنت کرنے لگی )

محمد دری بیان کرتے ہیں کہ ہمارے گھر میں ایک بے وقوف آدمی تھا وہ
گھر سے نکلا تو اس کے پاس دس گدھے تھے، اس نے ایک پر سوار ہو کر باقیوں کو
گنا تو وہ نو تھے۔ پھر اس نے گدھے سے اتر کر گنا تو وہ دس تھے، بار بار ایسا ہی کرتا
رہا حتیٰ کہ تھک ہار کر کہنے لگا: میں پیدل ہی چلا جاؤں گا تاکہ اپنے گدھے کو آرام
پہنچاؤں، یہ اس سے بہتر ہے کہ میں سوار ہو کر جاؤں اور ایک گدھا مجھ سے چلا
جائے۔ (راوی کہتے ہیں ) میں نے اسے دیکھا کہ پیدل چلنے کی وجہ سے ہلاک
ہونے کے قریب تھا لیکن اسی طرح اپنی بستی میں پہنچا۔

ابن جوزی بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے ایک دوست نے بتایا کہ ایک
آدمی نے چھوٹی سے بچی سے شادی کر لی تو لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی۔ کہنے لگا:
عورت شر ہی شر ہے اس لئے جتنا کم ہو اتنا ہی اچھا ہے۔

ایک آدمی ایک فقیہ صاحب کے پاس گیا اور پوچھا کہ اگر ہوا خارج ہو
جائے تو کیا اس طرح نماز پڑھنا جائز ہے؟ فقیہ نے کہا: نہیں، تو کہنے لگا: جائز

کیوں نہیں؟ میں نے تو اسی طرح پڑھی ہے اور میری نماز جائز بھی ہو گئی ہے ۔(خوچہ! ہوتا کیوں نہیں؟ ہماری تو ہو گئی ۔)

یہ چند واقعات ہیں جو میں نے ذکر کئے ہیں ایسے ہی سینکڑوں واقعات کتابوں میں ملتے ہیں لہذا جھوٹی باتیں بیان کرنے کی بجائے اگر اس طرح کے سچے کے واقعات سنا کر خوش طبعی کر لی جائے تو یقیناً بندہ گناہ سے بھی بچے گا اور عبادات کی کوتاہی بھی لازم نہیں آئے گی ، بلکہ ایک طرح سے سنت رسول ﷺ پر عمل کرنے کی وجہ سے ثواب کا مستحق قرار پائے گا۔

اگر کوئی شخص نیک نیتی سے سوچے تو وہ سمجھ سکتا ہے کہ خوشی طبعی کئی برائیوں سے روکتی اور اللہ کے کرم اور مہربانی کا باعث بنتی ہے ۔ حضرت حیدر کرار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: خوشی طبعی کرنے والا شخص ’’تکبر‘‘ جیسی برائی سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆
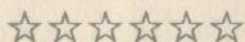
باب عاشر...... ❀

# اہل وعیال پر خرچ کرنا ایک عظیم عبادت

خالق کائنات کے اس فرمان سے پیدائش انسان کا مقصد واضح ہوتا ہے کہ انسان کو کیوں پیدا کیا گیا؟ اس لئے کہ وہ اللہ کی عبادت کر سکے یاد رہے کہ عبادت کا مدار و مرکز صرف نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کی ادائیگی ہی نہیں (جیسا کہ کچھ لوگوں کا خیال ہے) بلکہ انسانی دلچسپی کے جتنے بھی امور ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو عبادت کے ساتھ کسی نہ کسی طریقے سے ضرور منسلک فرمایا ہے۔ انہی امور میں سے ایک رزقِ حلال کیلئے کوشاں رہنا اور اپنے بیوی بچوں پر خرچ کرنا بھی ہے۔

## بچوں پر خرچ کرنا اجر عظیم ہے:

اگر کوئی شخص نماز نہیں پڑھتا یا روزہ نہیں رکھتا تو اس کا وبال اس پر ضرور آئے گا مگر بیوی، بچوں کے نان و نفقہ اور ان کی دیگر ضروریات کو پورا کرنے کیلئے اگر وہ رزقِ حلال کی تلاش میں سرگرداں رہتا ہے تو اس کی عبادت میں شک نہیں کیا جا سکتا ہے۔

حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے بچوں پر خرچ

کرنے سے ابتدا فرمائی۔ اور اجر کے اعتبار سے اس سے بڑھ کر اجر عظیم والا کون ہوگا جو اپنے معصوم بچوں پر خرچ کرنے کیلئے تگ و دو کرتا ہے۔(۱)

اجر ہمیشہ عبادت پر ہی ملا کرتا ہے اور بچوں کے خرچ کیلئے کوشاں شخص کو اجر عظیم کا ملنا اس کے خصوصی عبادت ہونے کی علامت ہے۔

## بچوں کے تعلیم و تربیت کیلئے کمانا جہاد ہے:

حضرت ایوب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہمیں یہ خبر ملی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام ایک جگہ تشریف فرما تھے کہ ایک نوجوان وہاں سے گزرا جس کی جوانی اور طاقت و قوت نے صحابہ کو تعجب میں ڈال دیا (وہ نوجوان محنت مزدوری کیلئے جا رہا تھا) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپس میں کہنے لگے:

''کاش یہ طاقت و جوانی راہِ خدا میں صرف ہوتی''

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو ارشاد فرمایا:

صرف غزوہ و جہاد میں شامل ہونے والا ہی راہِ خدا میں نہیں بلکہ جو شخص اپنی دیکھ بھال، والدین کی خدمت اور بچوں کی پرورش و تربیت کیلئے روزی تلاش کرنے کیلئے جاتا ہے وہ بھی اللہ کی راہ میں (جہاد کیلئے ہی) جاتا ہے۔ البتہ جس کی کوششیں محض حصول مال و دولت اور خزانے سمیٹنے کیلئے ہوں وہ شیطان کے راستے

(۱)...... جامع ترمذی، حدیث نمبر: ۱۸۸۹

مسند احمد، حدیث نمبر: ۲۱۴۱۶

ہوتا ہے۔(۲)

ارباب فکر و دانش ! غور فرمائیں کہ ایک شخص اپنے قریبی رشتوں کو بالائے طاق رکھ کر اور خود اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کے میدان جنگ میں کودتا ہے اور درجنوں زخموں کی ٹیسیں سہتا ہوا جان کی بازی لگا دیتا ہے ۔ اور دوسرا اپنے والدین کی زیارت بھی کرتا ہے بیوی کو دیکھ کر آنکھیں اور بچوں کو دیکھ کر کلیجہ بھی ٹھنڈا کرتا ہے۔ اور کسب حلال کیلئے نکلتا ہے تا کہ بچوں پر خرچ کر سکے۔ محبوب علیہ السلام فرماتے ہیں یہ نہ سمجھو کہ جہاد کرنے والا صرف وہی ہے جو میدانِ جنگ میں حاضر ہوا بلکہ وہ بھی جہادی ہے جو دولت کمانے نکلتا ہے مگر اس کی نیت بیوی، بچوں کا خرچ پورا کرنا ہوتی ہے۔

## افضل ترین روپیہ کونسا ہے؟:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک دینار وہ ہے جسے تم نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور ایک دینار وہ ہے جس سے تم نے غلام خرید کر آزاد کیا، اور ایک دینار وہ ہے جو تم نے مسکین پر صدقہ کر دیا، اور ایک دینار وہ ہے جو تم نے اپنے بیوی بچوں پر خرچ کیا۔ ان سب میں سے زیادہ ثواب والا دینار وہ ہے جو تم نے اپنے بیوی بچوں پر خرچ کیا۔(۳)

(۲)......تنبیہ الغافلین مترجم، جلد:۲، صفحہ:۴۴

(۳)......صحیح مسلم، حدیث نمبر:۱۶۶۰

جامع ترمذی، حدیث نمبر:۱۸۸۹

=

## اس کا قرض اللہ تعالیٰ ادا کرے گا:

حضرت ثابت بنانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انہوں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

اللہ تعالیٰ ایسے بندے کے قرض کا ضامن بن جاتا ہے جو تین کاموں کیلئے قرض لیتا ہے۔

(۱) وہ شخص جو فسق و فجور میں مبتلا ہونے کے خوف سے نکاح کرنے کی غرض سے قرضہ لے اور پھر اسے ادا نہ کر سکے اور قرض کا بوجھ لے کو ہی دنیا سے چل بسے ایسے شخص کے قرض کی ضمانت اللہ اپنے ذمہ ءِ کرم میں لے لیتا ہے اور قیامت کے دن اس کا قرض ادا فرما دیگا۔

(۲) وہ شخص جو مسلمانوں کی مدد و نصرت کیلئے جہاد میں جانے کی غرض سے قرض لے اور پھر ادا نہ کر سکے تو اللہ اس کا قرض ادا فرمائے گا۔

(۳) وہ شخص جو میت کی تجہیز و تکفین کیلئے قرض لے اور پھر ادا نہ کر سکے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے قرض خواہ کو اس سے راضی کر دے گا۔

حضرت ثابت بنانی رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ باتیں سن کر حضرت

---

= سنن ابن ماجہ حدیث نمبر: ۲۷۵۹

مسند احمد، حدیث نمبر: ۲۱۳۴۶

ریاض الصالحین، صفحہ: ۱۲۸

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور جو سنا تھا ان کے گوش گزار کیا تو حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''حضرت انس رضی اللہ عنہ ضعیف العمر ہو چکے ہیں اور بھول گئے ہیں کہ ان سے افضل کیا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص کے قرض کی بھی ضمانت دی ہے جو اپنے بچوں کے اخراجات اور ان کے تعلیم و تربیت کی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے قرض لے اور پھر ادا نہ کر سکے اور اس کا وصال ہو جائے۔ تو ایسے شخص اور اس کے قرض خواہ کے درمیان بھی کوئی جھگڑا نہیں ہوگا۔ (۴)

## بیوی بچوں کو غنی (مالدار) چھوڑنا افضل ہے:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں مکہ میں بیمار تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری عیادت کیلئے تشریف لائے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنے سارے مال کی وصیت کر دوں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، نہیں۔ میں نے پھر عرض کیا آدھے مال کی؟ فرمایا: نہیں، میں نے عرض کیا تہائی مال کی؟ فرمایا تہائی کی خیر ہے مگر پھر بھی تہائی زیادہ ہے اگر تم اپنے اہل و عیال کو مالدار چھوڑ کر جاؤ تو یہ انہیں غریب چھوڑنے سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں اور جو کچھ تم راہِ خدا میں خرچ کرو وہ صدقہ ہے حتیٰ کہ وہ لقمہ جو تم اپنی بیوی کو کھلاتے ہو وہ بھی صدقہ ہے۔ (۵)

---

(۴)...... تنبیہ الغافلین اردو، جلد: ۲، صفحہ: ۴۵

(۵)...... صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۲۵۳۸ =

## اہل وعیال پر خرچ کرنا صدقہ ہے:

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب کوئی شخص اللہ کی رضا کیلئے اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے تو وہ اس کیلئے صدقہ ہے۔(٦)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

= صحیح مسلم، حدیث نمبر:٣٠٧٦_٣٠٧٩

جامع ترمذی، حدیث نمبر:٢٠٤٢

سنن نسائی، حدیث نمبر:٣٥٦٩_٣٥٧٠

سنن ابی داؤد، حدیث نمبر:٢٤٨٠

مسند احمد حدیث نمبر:١٣٦٣

موطا امام مالک، حدیث نمبر:١٢٥٨

سنن دارمی، حدیث نمبر:٣٠٦٥

(٦)......صحیح بخاری، حدیث نمبر:٤٩٣٢

صحیح مسلم، حدیث نمبر:١٦٦٩

جامع ترمذی، حدیث نمبر:١٨٨٨

مسند احمد، حدیث نمبر:١٦٤٨٧

سنن نسائی، حدیث نمبر:٢٤٩٨

سنن دارمی، حدیث نمبر:٢٥٤٩

بے شک تم جو بھی اللہ کی رضا کیلئے خرچ کرو تمہیں اس پر ضرور اجر ملے گا حتیٰ کہ جو لقمہ تم اپنی بیوی کے منہ میں رکھتے ہو (یعنی اسے خرچہ دیتے ہو) اس پر بھی تمہیں اجر ملے گا (وہ بھی تمہارے لئے صدقہ ہے)۔(۷)

## جو بچوں کا خرچہ پانی روک لے:

حضرت عبداللہ بن عمر بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا:

انسان کے گناہ گار ہونے کیلئے اتنا کافی ہے کہ وہ اپنے زیر کفالت لوگوں کے حقوق ضائع کردے۔ اور صحیح مسلم کے الفاظ کچھ یوں ہیں کہ انسان کے گناہگار ہونے کیلئے یہی کافی ہے کہ اس کو جن لوگوں کی روزی کا ذمہ دار بنایا گیا ہے وہ ان سے روزی روک لے۔(۸)

## نوافل بہتر ہیں یا......؟؟؟:

آج کل ایسا دور چل رہا ہے کہ اول تو لوگ نماز روزے کی جانب آتے نہیں اور اگر آجائیں تو اس طرح کی فرائض کو ترک کر کے نوافل میں کثرت

(۷)......صحیح بخاری، حدیث نمبر:۵۴

(۸)......صحیح مسلم، حدیث نمبر:۱۶۶۲

سنن ابی داؤد، حدیث نمبر:۱۴۴۲

مسند احمد، حدیث نمبر:۶۲۰۷

کرتے ہیں۔اور جو ذمہ داری (اہل وعیال کے خرچ، والدین کی خدمت، لوگوں سے حسن سلوک وغیرہ) اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے اس پر وارد کی ہے اس کو شجر ممنوعہ سمجھتے ہوئے اس سے کنارہ کشی اختیار کر لی ہے۔ مسلمان کیلئے نوافل پڑھنا زیادہ بہتر ہے یا لوگوں اور بیوی بچوں سے حسن سلوک۔اور حرام وحلال میں تمیز؟۔

یہ مذاکرہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور حضور پرنور سرور عالم ﷺ کے درمیان ہوا جو دیگر فرائض سے بے بہرہ نوافل کے شوقین لوگوں کیلئے مشعل راہ ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نبی ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر میں ایک چپاتی صدقہ کروں وہ آپ کو زیادہ محبوب یا سو رکعت نفل ادا کروں؟ تو محبوب علیہ السلام نے فرمایا ایک چپاتی صدقہ کرنا مجھے سو رکعت نفل ادا کرنے سے بھی زیادہ محبوب ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کسی مسلمان کی ضرورت پوری کر دینا آپ کو زیادہ محبوب ہے یا سو رکعت نفل؟؟؟

محبوب علیہ السلام نے فرمایا: کسی ضرورت مند مسلمان کی جائز ضرورت پوری کرنا میرے نزدیک ہزار رکعت سے بھی افضل ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: حرام کا لقمہ چھوڑ دینا آپ کو زیادہ

محبوب ہے یا ہزار رکعت نفل ادا کرنا؟؟؟

محبوب علیہ السلام نے فرمایا: حرام کا لقمہ ترک کر دینا مجھے دو ہزار رکعت نفل ادا کرنے سے بھی زیادہ پیارا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: غیبت سے کنارہ کش ہونا آپ کو زیادہ محبوب ہے یا دو ہزار رکعت نفل ادا کرنا؟؟؟

محبوب علیہ السلام نے فرمایا: غیبت چھوڑ دینا مجھے دس ہزار رکعت نفل ادا کرنے سے بھی زیادہ محبوب ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کسی بیوہ کی حاجت پوری کر دینا آپ کو زیادہ پیارا ہے یا دس ہزار رکعت نفل ادا کرنا؟؟؟

محبوب علیہ السلام نے فرمایا: کسی بیوہ کی حاجت پوری کرنا مجھے تیس ہزار نفل ادا کرنے سے بھی زیادہ محبوب ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: بچوں کے ساتھ بیٹھنا آپ کو زیادہ محبوب ہے یا مسجد میں بیٹھنا؟؟؟

نبی مشفق علیہ السلام نے فرمایا: بچوں کے ساتھ لمحہ بھر بیٹھنا میری اس مسجد (نبوی) میں اعتکاف بیٹھنے سے بھی زیادہ بہتر ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: بچوں پر خرچ کرنا آپ کو زیادہ محبوب ہے یا راہِ خدا میں خرچ کرنا؟؟؟

سرکار علیہ السلام نے فرمایا: کسی شخص کا بچوں کی تربیت پر ایک درہم خرچ کرنا اللہ کی راہ میں ایک ہزار درہم خرچ کرنے سے بہتر ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ، نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والدین سے حسن سلوک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زیادہ محبوب یا ہزار سال کی عبادت؟؟؟

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے انس رضی اللہ عنہ! حق آ گیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل مٹنے ہی والا تھا۔ والدین سے حسن سلوک سے پیش آنا میرے نزدیک بیس لاکھ سال کی عبادت سے افضل ہے۔(۹)

☆☆☆☆☆☆

(۹)...... تنبیہ الغافلین اردو، جلد: ۲، صفحہ: ۴۶۔۴۷

سرورِ عالم ﷺ کی حیاتِ طیبہ خلاصہ

اختصار اور جامعیت کا حسین امتزاج

# آئینہ سیرتِ مصطفیٰ ﷺ

ترجمہ

مولانا محمد اکرام اللہ شاکر

فاضل جامعہ نعیمیہ لاہور

ناشر

بہار اسلام پبلیکیشنز لاہور

0322 0313 4642506 H_atiab@yahoo.com

چالیس احادیث قدسیہ اوران کی توضیح وتشریح کا
خوبصورت مجموعہ

# الاربعین قدسی

تصنیف

امام علی بن سلطان القاری
المعروف ملا علی قاری

ترجمہ وتشریح

ناشر

بہار اسلام پبلیکیشنز لاہور

0322 0313 4642506 H_atiab@yahoo.com

## بہار اسلام پبلی کیشنز کی مایہ ناز کتابیں